والذی نفسی بیدہ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے۔

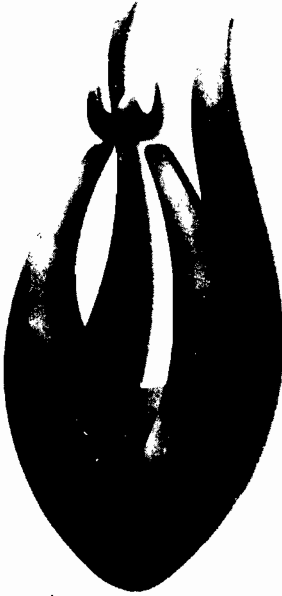






تفضیل احمد ضیغم

طیبہ قرآن محل



والذی نفسی بیدہ

اُن احادیث کا گلدستہ جن میں نبی ﷺ
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ
کے جملے سے قسم اُٹھائی



طیبہ قرآن محل

نام کتاب — وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ

باہتمام — حافظ محمد ابوبکر

طبع اول — نومبر 2011ء

تعداد — 1100

قیمت —

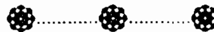
مکتبہ اہلِ حدیث امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007,2629292

اسٹاکسٹ

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023,042-37114650
E:mail;maktabah_muhammadia@yahoo.com
&maktabah_m@hotmail.com

فہرست

﴿ضعیف روایات﴾



عظمتِ حرف

نبی محمد ﷺ سے بڑھ کے آج تک دنیا میں کوئی شریف اور نفیس آدمی نہیں گزرا اور نہ ہی کوئی شخص صداقت وامانت میں نبی کائنات ﷺ سے بڑھ سکتا ہے کہ ان کے دشمن بھی لاکھ مخالفتوں کے باوجود ان کو صادق وامین کہتے اور اپنی امانتوں کا انہیں بہترین محافظ سمجھتے تھے، ایک مسلمان کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کو سچ سمجھے اور ان کی شخصیت کو اپنے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنائے، کامیابی کی طرف جانے والے سب راستے شریعت محمدیہ ﷺ سے ہو کر گزرتے ہیں، نبی ﷺ کو چھوڑ کے کسی بھی بڑے کا دامن تھامنا نہ نجات دلا سکتا ہے اور نہ ہی صحیح راستے کی جانب راہنمائی کر سکتا ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ جیسی کامل واکمل کوئی اور ہستی چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔

رخِ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ وہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

جب ہمارا یہ یقین ہے کہ نبی ﷺ جو بات بھی کرتے ہیں وہ سچ ہوتی ہے اور اس میں ہمارا فائدہ ہی ہوتا ہے نقصان نہیں ہوتا تو وہ بات یقیناً ہمارے لیے انتہائی اہم ہوگی، جس میں آپ ﷺ کسی کام کو تاکید سے ذکر فرمائیں یا قسم اٹھا کے کسی کام کا ذکر کریں، احادیث مبارکہ میں بہت سے کاموں کو آپ ﷺ نے قسم اٹھا کے ذکر فرمایا، یا اپنی خبروں کی حقانیت پر قسم اٹھائی اور قسم اٹھانے کے لیے بھی آپ مختلف الفاظ استعمال کیا کرتے تھے مثلاً (وَاللّٰهِ) اللہ کی قسم، (وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ) اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ (وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔

ہاں وہ کام کس قدر توجہ طلب ہوگا جسے ہادی عالم ﷺ نے قسم اٹھا کے ذکر فرمایا: قسم اٹھانے سے آپ کا مقصد یہی تھا کہ لوگ ہمہ تن گوش ہو جائیں یا کہی جانے والی بات کا پختہ یقین کر لیں لیکن کس قدر غفلت ہے کہ ہم ان فرامین کو مشعل راہ بنانے کی بجائے ان کو بھولے ہوئے ہیں، ان اقوال زریں کو متاع حیات سمجھ کر ان پر چلنا کامیابی کے راستوں پر چلنا ہے اور ان کو نظر انداز کرنا عظیم حقیقتوں سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔ قسم کے ساتھ نبی ﷺ کی زبان سے نکلنے والے یہ لعل و

گہرا احادیث کی مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے تھے، میں نے ان میں سے ان فرامین کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا جو "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ" کے جملہ سے صادر ہوئے ان میں کچھ احکام ہیں اور کچھ آپ ﷺ کی جانب سے بیان کی جانے والی خبریں، اسی طرح وہ احادیث بھی نقل کردی ہیں جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ" کے جملہ سے قسم اٹھا کے نبی ﷺ کی کسی خبر کے سچ ثابت ہونے کا ذکر کیا یا کسی بات کے ثبوت پر یہ جملہ ادا فرمایا۔

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ" یہ جملہ بھی اپنے اندر ایک وقار اور توحید کا عظیم درس لیے ہوئے ہے، اس جملہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ موت وحیات کا مالک رب ہے وہ چاہے تو بندے کو موت کے منہ سے بچالے اور چاہے تو سات پردوں میں چھپے انسان کی گرفت کرلے، اس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے، میں ایسی ہی ذات کو گواہ بنا کے بات کرتا ہوں اور نبی ﷺ کا ان الفاظ سے قسم اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بتانا چاہتے ہیں مجھ سے بھی بلند ایک ذات ہے اور وہ اس قدر بلند ہے کہ اس کے ہاتھ میں میری موت وحیات کا فیصلہ ہے۔ میں اس کا پابند ہوں اور اسی کو گواہ بنا کے تم سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ ایسی عظیم ہستی کا تصور ہی بندے کو لرزا دینے کے لیے کافی ہے۔

میں نے اس مختصر سی کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک حصہ میں نبی ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والی قسمیہ احادیث، دوسرے حصہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قسمیہ کلمات ہیں اور آخر میں اسی مضمون سے متعلقہ چند ضعیف روایات درج کردی ہیں اور تمام احادیث کے حوالہ جات نقل کرتے ہوئے محدثین کا حکم بھی نقل کردیا ہے تاکہ قاری کو احادیث کی صحت میں کوئی پریشانی نہ رہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں، اے اللہ! ہمیں اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے اور ان چند صفحات کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے انہیں تبلیغ میں ممد و معاون بنادے۔

دعا گو

تفضیل احمد ضیغم

6 محرم الحرام 1428ھ

26 جنوری 2007ء

اے رسولِ امیں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اے رسول امیں خاتم المرسلیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسین تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہی راہ گذر ہے تیری قاب و قوسین گردِ سفر میں تیری
تو ہے حق کے قریں حق ہے تیرے قریں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ مجتبیٰ تیری مدح و ثنا میری بس میں نہیں دسترس میں نہیں
کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں کوئی ہے کہ جس کو تجھ سا کہوں

میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں

مسجد میں آ کے باجماعت نماز ادا کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے، اکیلے نماز ادا کرنے سے جماعت کی شکل میں نماز ادا کرنا ستائیس گنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے، جان بوجھ کر نماز ادا نہ کرنا کفریہ کام ہے، مسلمان اور کافر کے درمیان حد فاصل نماز ہے، جو لوگ اذان سننے کے باوجود گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں نہیں آتے ان کے متعلق نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ، لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ: أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ۔[1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کیلئے اذان کا کہوں پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کا امام بنے اور خود میں ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ (مسجد میں) موٹی ہڈی یا دو عمدہ گوشت والی ہڈیاں پائے گا تو عشاء کی نماز میں بھی ضرور حاضر ہو۔''

گھروں کو آگ لگانے کا حکم درحقیقت بے نمازیوں سے نبی ﷺ کی شدید نفرت کا اظہار ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو بے نمازیوں سے کراہت ہے اور جس سے نبی رحمت ﷺ قسمیں اٹھا کر

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان باب وجوب صلاۃ الجماعۃ ☆ سنن نسائی، کتاب الامامۃ، باب التشدید فی التخلف فی الجماعۃ رقم الحدیث : 839 ☆ مسند احمد باقی المسند المکثرین مسند ابی ھریرۃ رقم الحدیث 7802، السنن الکبریٰ للبیہقی 3 : 55 رقم : 5127 ☆ اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیه الشیخان 1 : 190

نفرت کا اظہار کریں وہ بندہ دنیا وآخرت میں ناکام ونامراد ہوگا اس لیے کہ بروز محشر حوض کوثر سے پانی بھی اسی صورت میں ملے گا جب اعضاء وضو نمازیں پڑھنے کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے اور بے نمازی کے پاس امت محمدیہ کا فرد ہونے کی کوئی نشانی موجود نہ ہوگی۔

ہاتھ سے کما کر کھانے میں عزت ہے

نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے اس بندے کی تعریف کی ہے، جو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کے لاتا ہے اور انہیں اپنی پیٹھ پر لاد کے بازار میں فروخت کرتا ہے اور تنگ دست ہونے کے باوجود لوگوں سے سوال نہیں کرتا، ہاتھ سے کما کر کھانے میں عزت بھی ہے اور خودداری بھی، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَأَنْ یَّأْخُذَ أَحَدُکُمْ حَبْلَهُ، فَیَحْتَطِبَ عَلٰی ظَهْرِهٖ، خَیْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ یَّأْتِیَ رَجُلًا فَیَسْأَلَهُ، أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ۔ [1]

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے اگر کوئی رسی لے کر اس میں لکڑیوں کا گٹھا باندھے اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، تو یہ دوسرے کے پاس جا کر سوال کرنے سے بہتر ہے۔ (معلوم نہیں) وہ اسے دے یا نہ دے۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت وآبرو کو قائم رکھتے ہیں، روایت کے الفاظ یوں ہیں:

قَالَ: فَیَأْتِیْ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعُهَا، فَیَکُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَیْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة

☆ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة رقم الحدیث: 2542

☆ مسند احمد باقی مسند المکثرین مسند أبی هریرة رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: 7177،

☆ مؤطا امام مالك کتاب الجامع باب ماجاء فی التعفف عن المسئالة

☆ شرح السنه للبغوی باب تعجیل الصدقه 3: 153

[2] صحیح بخاری، کتاب و باب مذکورہ

"آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اسے فروخت کرے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت و آبرو قائم رکھے تو یہ اس کے لیے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔"

معلوم ہوا کہ ہاتھ سے محنت کر کے کھانا بہترین کمائی ہے، خواہ اس کا تعلق زراعت اور تجارت سے ہو یا صنعت و حرفت سے، ہاتھ کی کمائی میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے، اور اس سے آدمی کی عزت و آبرو باقی رہتی ہے اور ہاتھ پھیلانے سے اس کی عزتِ نفس آہستہ آہستہ مر جاتی ہے، اس کا ضمیر اسے ملامت کرنا چھوڑ دیتا ہے اور یوں گداگری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور گداگری معاشرے کے لیے ایک ناسور ہے جس سے خودداری و غیرت مندی کے اوصاف ختم ہو جاتے ہیں، مانگنے والا ایک ایسے رزق کی طرف لپکتا ہے جو اس کی بلند آہنگی کو متاثر کرتا ہے

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا سوال نہ کرنے کے لیے قسم اٹھانا:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے دے دیا، میں نے پھر مانگا تو بھی آپ نے دے دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ نے مجھے پھر بھی دے دیا اور اس کے بعد فرمایا: اے حکیم! یہ مال سبز و شیریں ہے جو شخص اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لیتا ہے اس کو برکت عطا ہوتی ہے اور جو طمع کے ساتھ لیتا ہے، اس کو اس میں برکت نہیں دی جاتی اور ایسا آدمی اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا، نیز اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

یہ سنا تو حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ!

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا، حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْ حَكِيْمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ

شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ۔ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ ۔ [1]

''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا سے چلا جاؤں، چنانچہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو وظیفہ دینے کے لیے بلاتے رہے مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں ان کو بلا کر وظیفہ دینا چاہا، لیکن انہوں نے انکار کیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مسلمانو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا حق پیش کیا مگر وہ مالِ غنیمت سے اپنا حق لینے سے انکار کرتے رہے، الغرض حضرت حکیم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جب تک زندہ رہے پھر کسی سے کچھ نہ لیا۔''

ضرورت کے بغیر کسی دوسرے سے سوال کرنا حرام ہے۔ محنت و مزدوری پر قدرت رکھنے والے کے لیے بھی یہی حکم ہے، البتہ بعض حضرات نے تین شرائط کے ساتھ کچھ گنجائش پیدا کی ہے، اصرار نہ کرے، اپنی عزت نفس کو مجروح نہ ہونے دے اور جس شخص سے سوال کرے اسے تکلیف نہ دے۔ اگر یہ شرائط نہ ہوں تو بالاتفاق حرام ہے۔ جو شخص سوال نہ کرے اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہاتھ کی کمائی پر توجہ دے اللہ تعالیٰ اسے فقر و فاقہ سے بچا لیتے ہیں یہ محنت و مشقت کا دنیا میں اجر ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ، سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: (مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ ☆ جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ رقم: 2387 ☆ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ باب مسألۃ الرجل فی امر لا بدلہ منہ

يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔ [1]

''انصار میں سے چندلوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال کا) سوال کیا تو آپ نے دے دیا، انہوں نے دوبارہ مانگا تو آپ نے پھر دے دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا بالآخر آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جو کچھ مال ہوگا اسے تم لوگوں سے بچا کر نہیں رکھوں گا، لیکن یاد رکھو! جو شخص سوال کرنے سے بچے گا، اللہ اسے فقر و فاقہ سے بچائے گا اور جو شخص (دنیا کے مال سے) بے نیاز رہے گا اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر کوئی وسیع تر نعمت نہیں دی گئی۔''

اس حدیث کی رو سے سوال نہ کرنے کے تین درجے ہیں۔ پہلا یہ کہ انسان سوال سے پرہیز کرے لیکن استغناء کو ظاہر نہ کرے، دوسرا یہ کہ مخلوق سے تو بے نیاز رہے، البتہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تو بطیب خاطر قبول کر لے اور تیسرا یہ کہ دینے کے باوجود اسے قبول نہ کرے یہ صبر و ثبات میں آخری درجہ ہے، جو تمام مکارم اخلاق کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قسم اٹھانا:

توکل علی اللہ اور ہاتھ سے کما کر کھانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل کس قدر عظیم مثال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے قسم اٹھا کے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ کبھی کسی سے کچھ نہ مانگیں گے۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِمَ رَدَدْتَهُ؟ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْرًا لِأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا، فَقَالَ

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة ☆ جامع ترمذی، کتاب الصبر والصلة عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی الصبر ☆ سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ باب فی الاستعفاف ☆ مسند احمد باقی مسند المکثرین مسند ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ رقم:11456

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، فَأَمَّا مَا كَانَ عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللّٰهُ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهٖ لَا أَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا، وَلَا يَأْتِينِیْ شَیْءٌ، مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ۔ [1]

’’رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ہدیہ بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واپس کیوں کر دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہ لیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مانگ کر نہ لینا مراد ہے۔ جب بغیر مانگے کوئی چیز ملے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ بات ہے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اب سے کبھی کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں گا اور بلا طلب ملے گی تو اس کو قبول کروں گا۔‘‘

جنت میں جانے سے پہلے......!

جنت میں لوگوں کے داخل ہونے سے پہلے اللہ رب العزت ہر کمزور مظلوم کو یہ قوت اور اختیار عطا کریں گے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ لے لے، دنیا میں کوئی ظالم خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو قیامت کے روز رب تعالیٰ کی عدالت سے نہ بھاگ سکے گا نہ سرکشی کی قوت پا سکے گا، مظلوم، ظالم کو پکڑ کے عدالتِ الٰہی میں لے جائے گا اور اپنے حق کا مطالبہ کرے گا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک موقع پر قسم اٹھا کے فرمایا:

إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيَتَقَاصَوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِی الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا، أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَأَحَدُهُمْ

[1] (صحیح) الترغیب والترھیب، از البانی، حدیث: 846، ☆موطا امام مالك، كتاب الصدقه، باب ماجاء فی التعفف عن المسألة

بِمَسْکَنِہٖ فِی الْجَنَّۃِ أَدَلُّ بِمَسْکَنِہٖ کَانَ فِی الدُّنْیَا ۔ [1]

''جب مومن لوگ آگ سے خلاصی پالیں گے تو انہیں دوزخ اور جنت کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا، وہاں ان سے ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو انہوں نے دنیا میں ایک دوسرے پر کیے تھے، جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت کے اندر جانے کی اجازت ملے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، ہر شخص جنت میں اپنے ٹھکانہ کو اس سے بہتر طور پر پہچانے گا، جس طرح وہ دنیا میں اپنے مسکن کو پہچانتا تھا۔''

قیامت کے دن ظلم کی تلافی ظالم سے نیکیاں لے کر یا مظلوم کی برائیاں اتار کر کی جائے گی۔ اس لیے کہ قیامت کے دن درہم ودینار یا روپیہ پیسہ کسی کے پاس نہ ہوگا اور نہ ہی روپے پیسے کا اس روز کوئی فائدہ ہوگا، انسانوں کے پاس نیکیاں اور گناہ ہی ہوں گے اور ان کا آپس میں لین دین کیسے ہوگا، ذیل کی روایت سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِیهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَیْءٌ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَا یَكُوْنَ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ۔ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَیِّآتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَیْهِ ۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کسی نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی یا کسی بھی شکل میں اس پر زیادتی کی ہو تو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب قصاص المظالم ☆ مسند احمد باقی مسند المکثرین مسند ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ، رقم: 10673، ☆ الایمان لابن منده باب ذکر و جوب الایمان برؤیة 2: 815 رقم: 839، ☆ المستدرك علی الصحیحین للحاکم تفسیر سورة الحجر 2: 385، رقم: 3349، ☆ الاحکام الشرعیة الکبریٰ، باب قال یخرج من النار اربعة 1: 190

[2] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة عندالرجل فحللهاله ......

اسے آج ہی معاف کروالینا چاہیے اس سے پہلے کہ درہم و دینار نہ رہیں اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو اس میں سے اس کے ظلم کے بقدر لے لیا جائے گا اور نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔"

دنیا میں کیے ہوئے ظلم کا بدلہ قیامت کے دن بڑے سنگین انداز سے لیا جائے گا۔ اس ضمن میں دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

سات زمینوں کا طوق:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :(مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ - [1]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص ظلم سے کسی کی کچھ زمین چھین لے گا تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔"

دوزخ کا ٹکڑا:

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی تو باہر تشریف لائے اور فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبَ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا - [2]

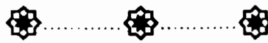
---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض ☆ صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الظلم وغصب الارض وغیرھا۔ ☆ المعجم الاوسط 5: 223 رقم: 5149

[2] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمه ☆ جامع الاصول فی احادیث الرسول، الفصل السادس 10: 180 رقم 7677 ☆ شرح معانی الاثار، الطحاوی باب الحاکم یحکم بشئ 4: 154 رقم 5680

''میں بھی ایک بشر ہوں، میرے پاس ایک فریق آتا ہے اور شاید ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو، جس سے مجھے خیال ہو کہ اس نے سچ کہا ہے پھر میں اس کے موافق فیصلہ کر دوں تو اگر میں کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلا دوں، تو یہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے چاہے اسے قبول کرے چاہے اسے چھوڑ دے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کے فیصلے سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوگی کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوتا ہے، باطناً نافذ نہیں ہوتا یعنی اگر مدعی حق پر نہ ہو اور عدالت اس کے حق میں فیصلہ کر دے تو اس کے لیے یہ فیصلہ سند جواز نہیں ہوگا۔



رشوت کا راستہ......!

کسی حکومتی عہدیدار کو تحائف اور ہدایا اکثر طور پر کسی مفاد یا رعایت کے پیش نظر بھیجے جاتے ہیں اور یہی راستہ رشوت کی جانب لے جاتا ہے، ذیل کی روایت میں نبی ﷺ نے ایسے ہدایا وصول کرنے سے روک دیا ہے جن کے ذریعے سے کسی ذاتی فائدہ کا حصول ہو چنانچہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلاً مِّنَ الْاَزْدِ ((یُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللُّتْبِیَةِ)) عَلَی الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ، قَالَ: هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا اُهْدِیَ لِیْ۔ فَخَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالاً مِنْكُمْ عَلٰی أُمُوْرٍ مِّمَّا وَلَّانِیَ اللّٰهُ، فَیَأْتِیْ أَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ: هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذِهٖ هَدِیَّةٌ اُهْدِیَتْ لِیْ، فَهَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ أَبِیْهِ أَوْ بَیْتِ اُمِّهٖ، فَیَنْظُرُ اَیُهْدٰی لَهٗ أَمْ لَا؟! وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَأْخُذُ أَحَدٌ مِّنْهُ شَیْئًا إِلَّا جَآءَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَحْمِلُهٗ عَلٰی رَقَبَتِهٖ، إِنْ كَانَ بَعِیْرًا لَّهٗ رُغَآءٌ أَوْبَقَرًا لَّهٗ خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَیْعَرُ)) ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی رَأَیْنَا عُفْرَتَیْ

إِبطَیْهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

قَالَ الْخَطَّابِیُّ: وَفِیْ قَوْلِهٖ: ((هَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اُمِّهٖ اَوْ اَبِیْهِ فَیَنْظُرَ أَیُهْدٰی إِلَیْهِ أَمْ لَا؟)) دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ کُلَّ أَمْرٍ یَتَذَرَّعُ بِهٖ إِلٰی مَحْظُوْرٍ فَهُوَ مَحْظُوْرٌ، وَکُلُّ دَخْلٍ فِی الْعُقُوْدِ یُنْظَرُ هَلْ یَکُوْنُ حُکْمُهٗ، عِنْدَ الْاِنْفِرَادِ کَحُکْمِهٖ عِنْدَ الْاِقْتِرَانِ أَمْ لَا؟ هٰکَذَا فِی۔ (شَرْحِ السُّنَّةِ) ۔[1]

’’نبی ﷺ نے ازد (قبیلہ) کے ایک شخص جسے ابن اللتبیۃ کہا جاتا تھا کو زکوٰۃ (وصول کرنے) پر مقرر فرمایا جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے مدینہ منورہ) آیا تو اس نے کہا، یہ (مال) آپ کا ہے، اور یہ مجھے بطور ہدیہ ملا ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اما بعد! جن امور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے حاکم بنایا ہے میں ان امور پر تم میں سے کسی شخص کو مقرر کر دیتا ہوں تو وہ آتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ مال آپ ﷺ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا، پھر معلوم ہوتا کہ اسے کیسے ہدیہ ملتا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص بھی (جب بیت المال سے بلا جواز) کچھ لے گا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس نے اس مال کو اپنی گردن پر اٹھایا ہوگا اگر اونٹ ہے تو وہ آواز کرتا ہوگا یا گائے بیل ہے تو وہ آواز کرتی ہوگی یا بھیڑ بکری ہے تو وہ آواز نکالتی ہوگی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ ہم نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے (احکام الٰہیہ کو) پہنچا دیا ہے، اے اللہ! کیا میں نے (احکامِ الٰہیہ کو) پہنچا دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، الفصل الاوّل ☆ صحیح بخاری، کتاب الھبة وفضلها والتحریض علیها، باب من لم یقبل الهدیه لعلة ☆ مسلم کتاب الاماره، باب تحریم هدایا العمال

امام خطابی رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب معالم السنن میں) بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ''کیوں نہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھا رہا (پھر) دیکھتے بھلا اس کو ہدیہ ملتا ہے یا نہیں'' اس بات کی دلیل ہے کہ ہر وہ کام جو حرام کا وسیلہ بنتا ہے وہ بھی حرام ہے اور ہر وہ معاملہ جو دوسرے معاملات میں داخل ہے دیکھا جائے گا کہ کیا اس اکیلے کا حکم اس کے حکم کی مانند ہے جب وہ (کسی دوسرے کے ساتھ) ملا ہوا ہے یا نہیں ہے؟ (شرح السنہ میں اسی طرح ہے)

کسی حکومتی عہدیدار کو اس کی امارت اور حکومت کی وجہ سے ملنے والا ہدیہ اس کے لیے جائز نہیں۔ اگر وہ کسی حکومتی منصب پر فائز نہیں تب اسے ہدیہ ملتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے۔ پہلی صورت میں عین ممکن ہے کہ ہدیہ کی وجہ سے اس نے کچھ رعایت دی ہو تب اسے ہدیہ ملا ہو۔ اگر وہ ہدیہ کے مال کو بیت المال میں داخل کر دیتا ہے تو درست ہے یا جس نے ہدیہ دیا ہے اسے واپس کر دے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکومتی ملازمین کا احتساب ضروری ہے اور اس طرح کا مال بیت المال میں جمع کرایا جائے۔ ہاں! اگر خلیفہ وقت یا امیر المؤمنین کسی مصلحت کے پیش نظر بخوشی اس طرح کا مال کسی ملازم کو دے دیتا ہے تو درست ہے۔



صفوں کو سیدھا کرنا......!

صفوں کو برابر کرنا اور سیدھا کرنا نماز کا حصہ ہے، اگر صفیں برابر نہ ہوں تو شیطان وسوسہ اندازی کے لیے صفوں کے بیچ میں گھس آتا ہے، نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے مسلمانوں کو اس بات سے متنبہ کیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا، وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ إِنِّیْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ۔ [1]

"(باجماعت نماز کی) صفوں کو ملاؤ صفوں میں قرب اختیار کرو اور (نماز میں) اپنی گردنوں کو برابر رکھو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ شیطان صفوں میں بکری کے بچے کی طرح گھس آتا ہے۔"

صفوں کو سیدھا کرنا نماز کا حصہ ہے صف ملانے کے لیے اٹھنے والے قدم باری تعالیٰ کو پسندیدہ ہیں چند روایات اس ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ [2]

"بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے ان نمازیوں پر درود وسلام (رحمت) بھیجتے ہیں، جو صفوں کو جوڑتے (ملاتے) ہیں۔"

☆ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ ، باب تسویۃ الصفوف ☆ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ باب تسویۃ الصفوف۔☆ صحیح ابن حبان 5:540، باب ذکر العلۃ التی من احلھا۔☆ تفسیر روح البیان سورۃ البقرہ 1:306۔☆ تحفۃ الاشراف لمعرفۃ الاطراف 1:298 رقم 1132

[2] صحیح ابن خزیمۃ، باب ذکر صلاۃ الرب وملائکتہ علی واصل الصفوف : 3/23 ح1550 ومسند احمد :6/67،160وصحیح ابن حبان :1/374 ح:394

مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ [1]

''جو شخص صف ملائے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جو شخص صف کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹے (محروم کردے) گا۔''

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ خُطْوَةٍ، مَشَاهَا رَجُلٌ إِلٰى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدِّهَا۔ [2]

''کوئی قدم اٹھانا اتنے بڑے اجر کا باعث نہیں، جتنا وہ قدم ہے کہ جس کو اٹھا کر کوئی شخص صف میں خلا کی طرف جائے اور اسے پر کردے۔''

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ'' [3]

''جس شخص نے صف میں واقع خلا کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس عمل کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''

امام نووی رحمہ اللہ صفوں کو سیدھا کرنے کے متعلق فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ إِتْمَامُ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، وَسَدُّ الْفُرَجِ وَيُحَاذِى الْقَائِمِيْنَ فِيْهَا بَحَيْثُ لَا يَتَقَدَّمُ صَدْرُ أَحَدٍ وَلَا شَيْءٌ مِنْهُ عَلٰى مَنْ هُوَ بِجَنْبِهِ، وَلَا يَشْرَعُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ حَتّٰى يُتِمَّ الْأَوَّلَ، وَلَا يَقِفُ فِيْ صَفٍّ حَتّٰى يَتِمَّ مَا قَبْلَهُ۔ [4]

''صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے سے مراد ترتیب وار پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور صفوں میں

[1] سنن أبي داؤد، الصلوٰة باب تسوية الصفوف، ح: 666 وسنن النسائي الإمامة، باب من وصل صفا، ح: 820 والمستدرك على الصحيحين للحاكم: 213/1

[2] مجمع الزوائد: 90/2، صحيح الترغيب والترهيب: 336/1، حديث: 504

[3] المعجم الاوسط للطبراني: 225/4، ح: 5797

[4] المجموع شرح المهذب للنوى: 123/4

جو فاصلہ یا شگاف ہو اسے پر کرنا اور صف میں کھڑے ہونے والوں کا اس طرح سیدھا اور برابر کھڑا ہونا کہ کسی فرد کا سینہ یا جسم کا کوئی دوسرا عضو اس کے پہلو میں کھڑے دوسرے نمازی سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اسی طرح جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو دوسری صف بنانا صحیح نہیں ہے اور جب تک اگلی صف مکمل نہ ہو جائے، کسی نمازی کا پچھلی صف میں کھڑا ہونا بھی درست نہیں۔''

پیارے کلمات

بعض کلمات اتنے پیارے ہیں کہ ان کی ادائیگی پر فرشتوں کا نزول ہوا ہے اور نبی ﷺ نے ان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے قسم اٹھائی ہے۔ ذیل کی روایت اس کی ایک مثال ہے۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ، مُبَارَکًا عَلَیْہِ، کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی، فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((مَنِ الْمُتَکَلِّمُ فِی الصَّلَاۃِ؟)) فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَہَا الثَّالِثَۃَ، فَقَالَ رِفَاعَۃُ: اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، لَقَدِ ابْتَدَرَہَا بِضْعَۃٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَلَکًا اَیُّہُمْ یَصْعَدُ بِہَا)) [1]

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا تھا، مجھے چھینک آئی۔ میں نے کہا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ مُبَارَکًا عَلَیْہِ، کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی﴾ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز کو مکمل کیا اور آپ (قبلہ کی طرف سے) پھرے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا، نماز میں کس نے کلام کیا تھا؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بار دریافت کیا۔ پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری بار

---

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح، باب مالا یجوز من العمل فی الصلاۃ الفصل الثانی ☆ جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرجل یعطس فی الصلاۃ ☆ سنن نسائی کتاب الافتتاح باب قول المأموم إذا عطس خلف الامام۔ ☆ المعجم الکبیر 5: 41 رقم 4532

دریافت کیا تو رفاعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے کلام کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمیں کے لگ بھگ فرشتے ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے تھے کہ ان میں سے کون ان کلمات کو (اللہ کی بارگاہ میں) لے جائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چھینکنے والا اگر دوران نماز حمد کے الفاظ زبان سے ادا کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض کلمات اتنے بابرکت ہیں کہ ان کی ادائیگی پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے بلکہ فرشتے ایسی مجالس کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو اور ان مجالس کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں، جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں: ''ادھر آؤ! یہاں تمھاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے۔'' وہ اہل مجلس کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: ''میرے بندے کیا کہتے تھے؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تیری تحمید و تمجید کر رہے تھے۔'' اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: ''کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟'' فرشتے کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کریں، اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کریں۔'' تو اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے: ''وہ کیا مانگتے ہیں؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں: ''نہیں اللہ کی قسم! اے رب! انھوں نے جنت تو نہیں دیکھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا

حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان کے لیے اس کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ''وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں اللہ کی قسم! انھوں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ اور دور بھاگیں اور اس سے زیادہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: پس میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں میں سے ایک نے عرض کی: ''اے اللہ! میں فلاں آدمی ان میں سے نہیں تھا وہ صرف ایک کام کے لیے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس میں بیٹھ گیا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔'' [1]

ایسی مجالس یقیناً عمدہ ترین مجالس ہیں جن میں نیک لوگوں کے ساتھ فرشتے بھی موجود ہوں اور اللہ کی رحمت کے طالب ہوں، فرشتوں کی موجودگی ایک روحانی تسکین پیدا کرتی ہے جس سے دلوں کی بے چینی اور اضطراب انگیزی ختم ہو جاتی ہے افادہ کی غرض سے ہم چند ایسے اعمال درج کر رہے ہیں جن کے کرنے سے رب تعالیٰ کی جانب سے رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔

☆ رات کی تنہائیوں میں اگر دل سوزی سے قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے تو اس قرأت کو سننے کے لیے فرشتے نازل ہوتے ہیں، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا، اتنے میں گھوڑا ابدکنے لگا، اسید رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے (قراءت ختم کی) تو گھوڑا پرسکون ہو گیا۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو پھر گھوڑا ابدکا۔ جب انہوں نے خاموشی اختیار کی تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا ابدکا۔ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا، وہ ڈرے کہ کہیں اسے صدمہ نہ پہنچے چنانچہ اسے اٹھا کر اپنے پاس لے آئے اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو ایک چیز سائبان کی طرح دکھائی دی، اسے دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ چیز غائب ہو گئی۔ صبح کو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ آنحضرت ﷺ

[1] صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل 6408

سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن حضیر! (اچھا ہوتا کہ) تو قرأت جاری رکھتا، ابن حضیر! (اچھا ہوتا کہ) تو قرأت کرتا رہتا۔'' حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے، وہ گھوڑے کے قریب تھا، میں نے سر اٹھا کر ادھر دیکھا پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو سائبان کی طرح کچھ معلوم ہوا، جیسے اس میں چراغ روشن ہوں، پھر میں باہر آ گیا یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسید! تو جانتا ہے وہ کیا تھا؟'' کہا: ''نہیں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر نزدیک آ گئے تھے اور اگر تو قرآن پڑھتا رہتا تو صبح کو ان فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے، وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ ہوتے۔'' [1]

☆ نماز فجر اور عصر کے وقت فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے اور فرشتے رات یا دن بھر کے اعمال لے کر باری تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اگر بندہ نماز پڑھ رہا ہو تو فرشتے اس کے حق میں گواہی دیتے ہیں اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رات اور دن کو باری باری فرشتے آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس رات گزارتے ہیں، وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ کہتے ہیں: ''ہم انھیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔'' [2]

☆ اگر کوئی آدمی رات کو سونے سے پہلے وضو کر لے اور باوضو سوئے تو رات بھر ایک فرشتہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے لیے دعائیں کرتا رہتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص باوضو سوئے تو اس کے ہمراہ ایک فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ''اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، یقیناً وہ حالت طہارت میں

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب نزول السکینة و الملائکة عند قرأة القرآن

[2] صحیح بخاری کتاب المواقیت باب فضل صلاة العصر و مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاة الصبح و العصر

سویا تھا۔'' [1]

☆ کتاب اللہ کو پڑھنے اور پڑھانے والے لوگ جو اس غرض سے مسجد میں جمع ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کوئی سختی دور کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا، جو شخص مفلس کو (قرض کیلئے) مہلت دے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیب چھپائے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے، جو انھیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔'' [2]



میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کی برابری کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں صفوں کو بالکل سیدھا کر لینا چاہیے، اسلیئے کہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((إِسْتَوُوْا، إِسْتَوُوْا، إِسْتَوُوْا، فَوَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهٖ، إِنِّیْ لَأَرَاكُمْ مِّنْ خَلْفِیْ كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ))۔ [3]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم (تکبیر تحریمہ سے پہلے) تین بار فرماتے، برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ، برابر

---

[1] (حسن) الترغيب والترهيب كتاب النوافل، الترغيب فی ان ینام الانسان طاهر او قال الشيخ الالبانی حسن

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر

[3] (صحیح) مشکوٰة المصابیح، کتاب الصلاة، باب تسوية الصف الفصل لثالث رقم 1100، و تفسير الألوسی باب 219 جز 449:8 و مسند ابی یعلی ثابت البنانی عن انس 46:6 رقم 3291

ہو جاؤ، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہیں پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسا کہ تمھیں آگے سے دیکھتا ہوں۔"

نبی ﷺ کا پیچھے سے بھی دیکھنا آپ کا معجزہ اور آپ کا خاصہ تھا۔



قانون سب کے لیے

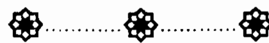
اسلام نے مختلف جرائم پر جو شرعی سزائیں مقرر فرمائی ہیں اس میں امیر و غریب اور شاہ و گدا سب برابر ہیں، ذیل کی روایت اس بات کی روشن دلیل ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ عَلَى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ يُعْرَفُونَ وَهِيَ لَا تُعْرَفُ حُلِيًّا فَبَاعَتْهُ وَأَخَذَتْ ثَمَنَهُ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَعَى أَهْلُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُكَلِّمُهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَتَشْفَعُ إِلَيَّ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ فَقَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّتَئِذٍ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ فِيهِمْ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ قَطَعَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ ۔ [1]

---

[1] (صحیح) سنن نسائی، کتاب السرقۃ، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر الزہری فی المخزومیۃ التی سرقت۔ ☆صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود علی الشریف والوضیع۔☆ مسلم کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ والنہی عن الشفاعۃ ☆ وسنن نسائی، کتاب قطع السارق باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لخبر الزہری، رقم: 4814

''ایک عورت نے بعض لوگوں کے ذریعہ سے جن کو لوگ پہچانتے تھے لیکن اس عورت کو نہیں پہچانتے تھے زیور مانگا پھر اس عورت نے وہ زیور فروخت کر ڈالا اور اس کی قیمت لے لی آخر کار وہ عورت خدمت نبوی ﷺ میں حاضر کی گئی، اس کے رشتہ داروں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سفارش کرانا چاہی، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا، آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اسامہ رضی اللہ عنہ کیا تم حدود اللہ میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟ یہ بات سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ پھر اسی شام کو رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا حمد و ثنا اللہ عز و جل کے لیے جس کے وہ اہل ہے۔ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں سے باعزت شخص چوری کا ارتکاب کرتا تو اس کو چھوڑ دیا کرتے اور جس وقت غریب شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دی جاتی۔ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا (دختر محمد ﷺ) چوری کرتیں تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔''



دعاء کی قبولیت کا نسخہ

اگر بندہ لقمۂ حرام سے بچنے والا ہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے درج ذیل کلمہ کے ساتھ رب تعالیٰ کی تعرف و توصیف کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو رب تعالیٰ دعا کو قبول فرما لیتے ہیں، اس کی خبر صادق و امین پیغمبر محمد الرسول اللہ ﷺ نے دی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا يَعْنِيْ وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ وَتَشَهَّدَ دَعَا فَقَالَ فِيْ دُعَائِهِ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَالُكَ بِأَنَّ لَكَ

الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ إِنِّي أَسْأَلُكَ" فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ "أَتَدْرُوْنَ بِمَا دَعَا" قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى ۔ [1]

''میں رسول کریم ﷺ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا اور ایک آدمی وہاں پر کھڑا ہوا نماز میں مشغول تھا جس وقت رکوع اور سجدے اور تشہد سے فراغت ہوئی تو دعا مانگنے لگا اور اس نے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ﴾ سے لے کر ﴿اِنِّیْ اَسْئَلُكَ﴾ تک پڑھا تو رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کون سے جملوں سے دعا مانگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب واقف ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے۔ اس کے اسم اعظم سے جس وقت اللہ تعالیٰ سے اس کے اس عظیم نام سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب ان کلمات کے ساتھ اس سے سوال کیا جاتا ہے، عنایت کرتا ہے۔''



روزے دار کے منہ کی بُو......

سال بھر کے مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ اللہ رب العزت نے ایسا بنا دیا ہے جو اس کی رحمت وعنایات اور فیوض و برکات کا مظہر ہے۔ سارا سال گناہ کرتے کرتے بندے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ہاں! بندے کی بداعمالیوں نے اس کے اور رب کے درمیان تعلق کو کمزور کر دیا تھا اس کے گناہوں نے اس کی زندگی کو قابل نفرت بنا دیا تھا، لیکن جیسے ہی رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا

[1] (صحیح)سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب الدعاء بعد الذکر، مسند احمد باقی مسند المکثرین الباب مسند انس بن مالك رقم:12150

تو یہ کائنات بھر کے گناہ گاروں کے لیے معافی نامہ بن گیا۔ وہ کوئی بدنصیب ہی ہوگا جس کو اس مہینہ میں معافی نہ مل سکے، اس کی بدنصیبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گزر گیا اور اس کی جھولی بھی خالی رہی، اس کا دل بھی گناہوں سے سیاہ رہا۔

روزے دار سے اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبت ہے، نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِیْنَ یُفْطِرُ وَحِیْنَ یَلْقٰی رَبَّهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ۔ [1]

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ روزہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی وہ ہے کہ جس وقت وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی وہ ہے کہ جس وقت وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، البتہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے (بنسبت) مشک کی خوشبو کے۔''

شریعت کا کوئی اور عمل ایسا نہیں ہے جس کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ نے یوں والہانہ محبت کا اظہار کیا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ۔ [2]

''قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔''

اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل کی قدر ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی بندے سے محبت اور بندے کی بندے سے محبت میں بڑا فرق ہے۔ خالی معدہ ہونے کی وجہ سے بندے کے منہ سے جو بو نکلتی ہے اسے دوسرا بندہ پسند نہیں کرتا خواہ کتنا ہی زیادہ اس سے محبت کرنے

[1] (صحیح) سنن نسائی، کتاب الصیام، باب فضل الصیام

[2] (صحیح) بخاری، کتاب الصوم، باب هل یقول انی صائم اذا شتم

والا ہو، لیکن رب کی محبت ہے کہ اس بُو کو کستوری سے بھی زیادہ پسندیدہ قرار دے دیا۔



جس نے جنتی دیکھنا ہو......!!

یہ ایک اعرابی کا واقعہ ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الزکوٰۃ میں بیان کر کے زکوٰۃ کی فرضیت کو ثابت کیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: دُلَّنِیْ عَلَی عَمَلٍ، اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: (تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤَدِّی الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ) ـ قَالَ: وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ، لَا اَزِيْدُ عَلَی هٰذَا ـ فَلَمَّا وَلَّی، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: (مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلَی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ اِلَی هٰذَا) ـ [1]

"ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اگر وہ بجالاؤں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا: "اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نمازیں اور مقررہ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔" دیہاتی بولا: "مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس سے زیادہ نہیں کروں گا۔" جب وہ جانے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔"



[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ

سب سے بڑھ کر محبوب

دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر نبی ﷺ سے محبت کرنا ایک مومن کا وصف ہے، نبی ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ ذیل کی روایت میں نبی ﷺ نے خود اس بات کا اعلان فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ) ۔ [1]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے ہاں اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر نبی ﷺ سے محبت کرے۔ اپنی شخصیت اور اپنی ہستی کو آپ کی محبت میں فنا کر دے۔ اگر اپنی جان سے محبت نبی ﷺ کے مقابلہ میں زیادہ ہوئی تب بھی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکے گا، حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس ہی تھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْتَ اَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: (لَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ، وَاللّٰهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، فَقَالَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: (الْآنَ یَا عُمَرُ) ۔ [2]

یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا! ”نہیں اے عمر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

---

[1] (صحیح) بخاری، کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان

[2] (صحیح) بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ

ہے، تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک تم اپنے نفس سے بھی زیا
ایمان پورا ہوا ہے۔''

انسان کا اپنی جان سے محبت کرنا طبعی اور فطرتی امر ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کے پیش نظر پہلی بات کہی لیکن جب اس بات کا انکشاف ہوا کہ دنیوی اور اخروی ہلاکتوں سے حفاظت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے محبت اور آپ کی اتباع ہے تو فوراً پہلے موقف سے رجوع کر کے اعلان حق کر دیا۔



یہاں تک کہ میری گردن کٹ جائے!

یہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ قسم اٹھائی اور فرمایا کہ میں دین کی خاطر لڑتا رہوں گا، یہاں تک کہ میری گردن کٹ جائے، چنانچہ مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے زمانہ میں تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزانہ طور پر فرمایا: ''خالد بن ولید مقام غمیم میں قریش کے سواروں کے ہمراہ موجود ہے اور یہ قریش کا ہراول دستہ ہے، لہٰذا تم دائیں جانب کا راستہ اختیار کرو، تو اللہ کی قسم! خالد کو ان کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی یہاں تک کہ جب لشکر کا غبار ان تک پہنچا تو وہ فوراً قریش کو مطلع کرنے کے لیے وہاں سے دوڑا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے جارہے تھے یہاں تک کہ جب آپ اس پہاڑ پر پہنچے جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں اترتے تھے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ اس پر لوگوں نے اسے چلانے کے لیے حل حل کہا مگر اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ لوگ کہنے لگے قصواء بیٹھ گئی، قصواء نے اٹھنے سے انکار کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا خَلَاتِ الْقَصْوَاءُ، وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ، وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ، ثُمَّ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَسْأَلُوْنِي خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا)

قصواء نہیں بیٹھی اور نہ ہی یوں بیٹھ رہنا اس کی عادت ہے۔ مگر جس (اللہ) نے اصحاب الفیل کو روکا تھا اس نے قصواء کو بھی روک دیا ہے، پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کفار قریش مجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی طرف سے حرمت وعزت والی چیزوں کی تعظیم کریں تو اس کو ضرور منظور کروں گا۔

پھر آپ ﷺ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جست لگا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے اہل مکہ کی طرف سے رخ پھیرا اور حدیبیہ کے (آخری) انتہائی حصہ میں ایک ندی پر پڑاؤ کیا جس میں بہت کم پانی تھا لوگ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لینے لگے اور چند لمحات میں اس کو صاف کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکالا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو اس پانی میں گاڑ دیں پھر کیا تھا اللہ کی قسم! پانی جوش مارنے لگا اور سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور واپسی تک یہی حال رہا، اسی حالت میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے چند آدمیوں کو لیے ہوئے آ پہنچا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور بااعتماد تہامہ کے لوگوں میں سے تھے، اس نے کہا میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر فروکش ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں ہیں اور وہ لوگ آپ سے جنگ کرنا اور بیت اللہ سے آپ کو روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کسی سے لڑنے نہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور بے شک قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو بہت نقصان پہنچایا ہے، لہٰذا اگر وہ چاہیں تو میں ان سے ایک مدت طے کر لیتا ہوں اور وہ اس مدت میں میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان حائل نہ ہوں اگر میں غالب ہو جاؤں اور وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں اور لوگ داخل ہو گئے ہیں، ورنہ وہ مزید چند روز آرام حاصل کر لیں گے۔ پھر فرمایا:

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰی اَمْرِیْ هٰذَا حَتّٰی تَنْفَرِدَ سَالِفَتِیْ وَلَیُنْفِذَنَّ اللّٰهُ اَمْرَهٗ۔

اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو اس اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تو اس دین پر ان سے لڑتا رہوں گا، یہاں تک کہ میری گردن کٹ جائے اور یقیناً اللہ تعالیٰ

ضرور اپنے دین کو نافذ کرے گا۔

اس پر بدیل نے کہا میں آپ کا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں، چنانچہ وہ قریش کے پاس جا کر کہنے لگا، "ہم یہاں اس شخص کے پاس سے آ رہے ہیں اور ہم نے ان کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے اگر تم چاہو تو تمہیں سناؤں اس پر کچھ بے وقوف لوگوں نے کہا: "ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ تم ہمیں ان کی کسی بات کی خبر دو مگر ان میں سے عقل مند لوگوں نے کہا اچھا بتلاؤ تم کیا بات سن کر آئے ہو؟ بدیل نے کہا میں نے اس کو ایسا ایسا کہتے سنا ہے، پھر جو کچھ نبی ﷺ نے فرمایا تھا وہ اس نے بیان کر دیا۔ اتنے میں عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: "میری قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی سی شفقت نہیں کرتے ہو، انہوں نے کہا ہاں، کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا تم میرے متعلق کوئی شبہ رکھتے ہو، انہوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لیے بلایا مگر انہوں نے جب میرا کہنا نہ مانا تو میں اپنے بال بچے تعلق دار اور پیروکاروں کو لے کر تمہارے پاس آ گیا۔ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ عروہ نے کہا اس شخص یعنی بدیل نے تمہاری خیر خواہی کی بات کی ہے، اس کو منظور کر لو اور اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ سب لوگوں نے کہا ٹھیک ہے تم اس کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا: "آپ نے اس سے بھی وہی گفتگو کی جو بدیل سے کی تھی۔ عروہ یہ سن کر کہنے لگا: "اے محمد ﷺ! اگر تم اپنی قوم کی جڑ بالکل کاٹ دو گے تو کیا فائدہ ہوگا؟ کیا تم نے اپنے سے پہلے کسی عرب کو سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو؟ اور اگر دوسری بات ہوئی یعنی تم مغلوب ہو گئے تو اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں کہ یہ مختلف لوگ جنہیں بھاگنے کی عادت ہے، تمہیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: جا اور لات کی شرمگاہ پر منہ مار! کیا ہم آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ عروہ نے کہا:

اَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا تو میں تمہیں سخت جواب دیتا۔

پھر عروہ باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا تو رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو پکڑتا۔ اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے سر کے پاس کھڑے تھے جن کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا، لہٰذا جب عروہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر تلوار کا نچلا حصہ مارتے اور کہتے کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور رکھ۔ یہ سن کر عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ عروہ نے کہا اے دغاباز! کیا میں نے تیری دغابازی کی سزا سے تجھے نہیں بچایا۔ ہوا یوں تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کافروں کی کسی قوم کے ساتھ گئے تھے، پھر انہیں قتل کر کے ان کا مال لوٹا اور چلے آئے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تو لایا ہے، اس سے مجھے کوئی غرض نہیں، اس کے بعد عروہ گوشۂ چشم سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا۔ اور اس نے دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ تھوکتے تھے تو صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی پڑتا تھا اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر ملتا تھا اور جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرتے تھے اور جب آپ وضو کرتے تو وہ آپ کے وضو کا گرا ہوا پانی لینے کیلئے جھپٹ پڑتے تھے اور ہر شخص اسے لینے کی خواہش کرتا۔ وہ لوگ کبھی بات کرتے تو آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے اور آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر عروہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گیا اور ان سے کہا: لوگو! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ نیز نجاشی کے دربار بھی دیکھ آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں، جس طرح محمد ﷺ کے اصحاب حضرت محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں، اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لیے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر

نہیں دیکھتے۔ بے شک انہوں نے تمہیں ایک اچھی بات کی پیش کش کی ہے تم اسے قبول کرلو۔ اس پر بنی کنانہ کے ایک آدمی نے کہا اب مجھے اس کے پاس جانے کی اجازت دو۔ لوگوں نے کہا: اچھا اب تم ان کے پاس جاؤ۔ جب وہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں، لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ قربانی اس کے سامنے پیش کی گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لبیک پکارتے ہوئے اس کا استقبال کیا، جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا زیب نہیں دیتا۔ چنانچہ وہ بھی اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا: ''میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ ان کے گلے میں ہار پڑے اور کوہان زخمی ہیں۔ میں تو ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب خیال نہیں کرتا پھر ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مکرز تھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا مجھے اجازت دو کہ میں آپ ﷺ کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے کہا اچھا: ''تم بھی جاؤ اور جب وہ مسلمانوں کے پاس آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ مکرز ہے اور بدکردار آدمی ہے، پھر وہ نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا ابھی وہ آپ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان صلح کی دستاویز تحریر کریں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے کاتب کو بلا کر اس سے فرمایا کہ لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس پر سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کون ہے؟ آپ اسی طرح لکھوائیں (بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ) جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا ہم تو (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) لکھوائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ) ہی لکھ دو۔ پھر آپ نے فرمایا: ''لکھو کہ یہ وہ تحریر ہے جس کی بنیاد پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم نہ تو آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے لہٰذا محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، مگر تم نے میری تکذیب کی ہے، اچھا محمد بن عبداللہ ہی لکھو، لیکن اس شرط پر کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے

درمیان حائل نہیں ہو گے تاکہ ہم کعبہ کا طواف کر لیں۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ عرب باتیں کریں گے کہ ہم دباؤ میں آ گئے ہیں، البتہ آئندہ سال یہ بات ہو جائے گی، چنانچہ آپ نے یہی لکھوا دیا پھر سہیل نے کہا یہ شرط بھی ہے کہ ہماری طرف سے جو شخص تمہاری طرف آئے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو، اس کو آپ نے ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا: ''سبحان اللہ! وہ کس لیے، مشرکوں کو واپس کر دیں جبکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہو! ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ مکہ کی نشیبی طرف سے آتا ہوا معلوم ہوا یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں پہنچ گیا۔ سہیل نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے پہلی بات جس پر ہم صلح کرتے ہیں کہ اس کو مجھے واپس کر دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا۔ سہیل نے کہا: تو پھر اللہ کی قسم! ہم تم سے کسی بات پر صلح نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تم اس کی مجھے اجازت دے دو سہیل نے کہا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: ''نہیں تم مجھے اس کی اجازت دے دو۔ اس نے کہا میں نہیں دوں گا۔ بالآخر ابوجندل رضی اللہ عنہ بول اٹھا: اے مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں؟ درحقیقت اسلام کی راہ میں اسے سخت تکلیف دی گئی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا تو پھر اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ وہ میرا پروردگار ہے میں نے عرض کیا: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، مگر کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ ''نہیں'' آپ نے فرمایا: تم (ایک وقت) بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا اور ان سے کہا اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا تو پھر ہم دین کے

متعلق یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھلے آدمی! وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اللہ ان کا مددگار ہے، لہٰذا وہ جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو اور ان کی رکاب کو تھام لو کیونکہ اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا وہ ہم سے یہ بیان نہیں کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہاں، کہا تھا مگر کیا یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے؟ میں نے کہا: نہیں، اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم بیت اللہ پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تلافی کے لیے بہت سے نیک عمل کیے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب صلح نامہ لکھا جا چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا اٹھو اور قربانی کے جانور ذبح کرو نیز سر کے بال منڈاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! یہ سن کر کوئی بھی نہ اٹھا، پھر آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا: "جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا تو آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا جو لوگوں سے آپ کو پیش آیا تھا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ یہ بات چاہتے ہیں تو باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ فرمائیں بلکہ آپ اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کر کے سر مونڈنے والے کو بلائیں تاکہ وہ آپ کا سر مونڈ دے۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور کسی سے گفتگو نہ کی حتیٰ کہ آپ نے تمام کام کر لیے۔ قربانی کے جانور ذبح کیے سر مونڈنے والے کو بلایا جس نے آپ کا سر مونڈا، چنانچہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے قربانی کے جانور ذبح کیے پھر ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ ہجوم کی وجہ سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں گے، اس کے بعد چند مسلمان خواتین آپ کے ہاں حاضر خدمت ہوئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"مسلمانو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لو......"

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن اپنی دو مشرک عورتوں کو طلاق دے دی جو ان کے نکاح میں تھیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے تو ابوبصیر نامی ایک شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا جو قریشی تھا اور کفار مکہ نے بھی اس کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہلوا بھیجا کہ جو عہد آپ نے ہم

سے کیا ہے اس کا خیال کریں لہٰذا آپ ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں اسے لے کر ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اتر کر کھجوریں کھانے لگے تو ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ایک سے کہا اللہ کی قسم! تیری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے، اس نے سونت کر کہا بے شک عمدہ ہے، میں اسے کئی دفعہ آزما چکا ہوں۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دکھاؤ میں بھی تو دیکھوں کیسی اچھی ہے؟ چنانچہ وہ تلوار اس نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار سے وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا دوسرا شخص بھاگتا ہوا مدینہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں گھس آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ کچھ خوفزدہ ہے، پھر جب وہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو کہنے لگا۔ "اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی نہیں بچوں گا۔ اتنے میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے اور کہنے لگے یا نبی اللہ ﷺ! اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا ہے آپ نے مجھے کفار کو واپس کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے نجات دی ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: تیری ماں کے لیے خرابی ہو یہ تو لڑائی کی آگ ہے اگر کوئی اس کا مددگار ہوتا تو ضرور بھڑک اٹھتی جب ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو وہ سمجھ گئے کہ آپ اس کو پھر کفار کے حوالے کریں گے، لہٰذا وہ سیدھے نکل کر سمندر کے کنارے جا پہنچے، دوسری طرف سے ابوجندل رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے بھاگ کر اس سے مل گئے، اس طرح جو شخص بھی قریش کا مسلمان ہو کر آتا وہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا تھا، یہاں تک کہ وہاں ایک جماعت وجود میں آ گئی، پھر اللہ کی قسم! وہ قریش کے جس قافلہ کی بات سنتے کہ وہ شام کی جانب جا رہا ہے، اس کی گھات میں رہتے اس کے آدمیوں کو قتل کر کے ان کا ساز و سامان لوٹ لیتے پھر آخر کار قریش نے نبی ﷺ کے پاس آدمی بھیجا، آپ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا کہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجیں کہ وہ ایذاء رسانی سے باز آ جائے اور اب سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے اس کو امن ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی بابت پیغام بھیجا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"وہی اللہ جس نے عین مکہ میں تمہیں ان پر فتح دی اور ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے..........."

اور جاہلانہ نخوت یہ تھی کہ انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کو نہ مانا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھنے دیا، نیز مسلمانوں اور کعبہ کے درمیان حائل ہوئے۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب ☆ التحریر والتنویر سورۃ النور 18:229 ☆ مصنف عبدالرزاق غزوۃ الحدیبیہ 5:232، ☆ ارواء الغلیل 1:55

فوائد:

۱) نبی ﷺ نے پہلی قسم یہ اٹھائی ''اگر کفار مجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کا وعدہ کریں گے تو میں اسے ضرور مانوں گا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے احکامات کی پابندی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان کو بلند کرنا آپ کو کتنا عزیز تھا کہ کافروں کی دشمنی اور اپنی ذات وشخصیت کو ایک طرف رکھ کے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی تعظیم کروائی جائے گی۔

۲) دوسری قسم آپ ﷺ نے یہ اٹھائی ''اگر میری جان بھی جاتی رہے تب بھی میں دین کی خاطر اور اس کی سربلندی کے لیے لڑتا رہوں گا ایک مومن مبلغ اور داعی کا یہی وصف ہوتا ہے کہ وہ دین کی راہ میں اپنی جان کی بھی پروانہیں کرتا اور دیوانہ وار تبلیغ میں مصروف رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

۳) کافروں کی طرف سے آنے والے نمائندے عروہ بن مسعود ثقفی نے قسم اٹھا کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اگر تمہارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا تو میں تمہیں سخت جواب دیتا اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑنے کے لیے کسی طور پر تیار نہیں اور دوسرا یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کافروں پر بھی ہیں۔



کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ ہو گا!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَیْتَ لِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ، فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ – وَھُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ –: نَعَمْ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ، وَائْذَنْ لِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: (قُلْ) قَالَ: اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی ھٰذَا، فَزَنٰی بِامْرَأَتِهٖ، وَاِنِّیْ اُخْبِرْتُ اَنَّ عَلَی ابْنِی الرَّجْمُ، فَافْتَدَیْتُ ابْنِیْ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ

وَوَلِيْدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُوْنِىْ: أَنَّمَا عَلَى ابْنِىْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَلْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، اُغْدُ يَا اُنَيْسُ اِلَى امْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا) قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَتْ۔ [1]

ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تا کہ آپ میرے لیے کتاب اللہ سے فیصلہ کردیجئے، دوسرا فریق جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا کہنے لگا، آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرمادیں، البتہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا حال بیان کروں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا بیان کرو'' اس نے کہا: ''میرا بیٹا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا، اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا اور مجھ سے لوگوں نے کہا میرے بیٹے پر رجم واجب ہے تو میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے فدیہ دے کر اس کو چھڑالیا، پھر میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا کہ میرے۔بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک برس کے لیے جلاوطن ہوگا اور اس کی بیوی سنگسار کی جائے گی۔آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اللہ کی کتاب کے مطابق تمہارا فیصلہ کروں گا، لونڈی اور بکریاں تو تجھے واپس مل جائیں گی، مگر تیرے بیٹے کے لئے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔اے انیس، تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اسے سنگسار کردینا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اس کے پاس گئے تو اس نے اقرار جرم کرلیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ سنگسار کردی گئی۔

[1] صحيح بخارى، كتاب الشروط باب الشروط التى لاتحل فى الحدود ☆ صحيح مسلم، كتاب الحدود باب من اعترف على نفسه بالزنى ☆ ترمذى كتاب الحدود عن رسول الله ﷺ باب ماجاء فى الرجم على الثيب۔ ☆ نسائى كتاب آداب القضاء باب صون النساء عن مجلس الحكم ☆ مسند الطيالسى 1:189، رقم1333 التمهيد لما فى موطا9: 71

فوائد:

☆ کتاب اللہ سے مراد قانون شریعت ہے جو قرآن اور حدیث دونوں پر مشتمل ہے۔ حجیت حدیث کے لیے یہ حدیث ایک زبردست دلیل کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کے حوالہ سے یہ فیصلہ فرمایا ہے اور قرآن مجید میں یہ موجود نہیں ہے۔

☆ پہلے آدمی کا فیصلہ اگر قرآن وحدیث کے مخالف ہو یا درست نہ ہو تو اسے منسوخ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے پہلے فیصلہ کو جو درست نہیں تھا منسوخ کر دیا۔

☆ شرعی فیصلوں کے نفاذ کے لیے امام اپنے کارندوں کو بھیج سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے انیس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ عورت کے اعتراف کر لینے پر اسے سنگسار کر دیں۔



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا بیان

جب نبی ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اسی طرح قرعہ ڈالا اور میرا نام نکلا، میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی، یہ واقعہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے بعد کا ہے، مجھے اونٹ پر ہودج سمیت چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اتار لیا جاتا، یوں ہمارا سفر جاری رہا، پھر جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات جب کوچ کا حکم ہوا میں (قضائے حاجت کے لیے) پڑاؤ سے کچھ دور چلی گئی اور قضائے حاجت کے بعد اپنے کجاوہ کے پاس آ گئی، اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرا ظفار کے موتیوں کا بنا ہوا ہار کہیں گر گیا ہے، میں اسے تلاش کرنے لگی اور اس میں اتنی محو ہو گئی کہ کوچ کا خیال ہی نہ رہا، اتنے میں جو لوگ میرے ہودج کو اٹھایا کرتے تھے آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا، جو میری سواری کے لیے متعین تھا، انہوں نے یہی سمجھا کہ میں اس میں بیٹھی ہوئی ہوں، ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، گوشت سے ان کا جسم

بھاری نہیں ہوتا تھا، کیونکہ کھانے پینے کو بہت کم ملتا تھا، یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں نے ہودج کو اٹھایا تو اسکے ہلکے پن میں انہیں کوئی اجنبیت محسوس نہیں ہوئی، میں یوں بھی اس وقت کم عمر لڑکی تھی، چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے، مجھے ہار اس وقت ملا جب لشکر روانہ ہو چکا تھا، میں جب پڑاؤ پر پہنچی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا، میں وہاں جا کر بیٹھ گئی، جہاں پہلے بیٹھی ہوئی تھی، مجھے یقین تھا کہ جلد ہی انہیں میری عدم موجودگی کا علم ہو جائے گا اور پھر وہ مجھے تلاش کرنے کیلئے یہاں آئیں گے، میں اپنی اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔

صفوان بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے، رات کا آخری حصہ تھا، جب میری جگہ پر پہنچے تو صبح ہو چکی تھی، انہوں نے ایک انسانی سایہ دیکھا کہ پڑا ہوا ہے، وہ میرے قریب آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے، پردے کے حکم سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا، جب وہ مجھے پہچان گئے تو انا للّٰہ پڑھنے لگے میں ان کی آواز پر جاگ اٹھی اور اپنا چہرہ چادر سے چھپا لیا، اللہ گواہ ہے کہ اس کے بعد انہوں نے مجھے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ میں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کے سوا ان کی زبان سے کوئی کلمہ سنا، اس کے بعد انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور میں اس پر سوار ہو گئی، وہ خود پیدل اونٹ کو آگے سے کھینچتے ہوئے لے چلے، ہم لشکر کو اس وقت ملے جب وہ بھری دوپہر میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے، اسکے بعد جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اس تہمت میں پیش پیش عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا، مدینہ پہنچ کر میں بیمار پڑ گئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی، اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی باتوں کا بڑا چرچا رہا، لیکن مجھے ان باتوں کا کوئی احساس بھی نہیں تھا، صرف ایک بات سے مجھے شبہ سا ہوتا تھا کہ میں اپنی اس بیماری میں رسول اللہ کی طرف سے اس لطف و محبت کا اظہار نہیں دیکھتی تھی جو سابقہ بیماری کے دنوں میں دیکھ چکی تھی، نبی ﷺ اندر تشریف لاتے اور سلام کر کے صرف اتنا پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ ایک دن میں باہر نکلی، میرے ساتھ ام مسطح بھی تھیں، ہم ''مناصع'' کی طرف گئے، قضائے حاجت کے لیے ہم وہیں جایا کرتے تھے اور قضائے حاجت کے لیے صرف رات کو ہی جایا کرتے تھے، یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب ہی بیت الخلاء بن گئے تھے۔ اس وقت تک ہم عرب کے دستور کے مطابق قضائے حاجت آبادی سے دور جا کر کیا کرتے

تھے، بہرحال میں اورام مسطح قضائے حاجت کے لیے روانہ ہوئیں، ان کے بیٹے مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ تھے، قضائے حاجت کے بعد جب ہم لوگ گھر واپس آنے لگے تو ام مسطح کا پاؤں ان ہی کی چادر میں الجھ کر پھسل گیا اس پر ان کی زبان سے نکلا مسطح برباد ہوا، میں نے کہا، آپ نے بری بات کہی، آپ ایک ایسے شخص کو برا کہتی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک رہا ہے، انہوں نے کہا، واہ اس کی بات آپ نے نہیں سنی؟ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو انہوں نے مجھے تہمت لگانے والوں کی باتیں بتائیں، میں پہلے سے بیمار تھی ہی، ان باتوں کو سن کر میرا مرض مزید بڑھ گیا، جب میں گھر پہنچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور دریافت کیا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا مقصد والدین کے پاس جانے سے یہ تھا کہ اس خبر کی حقیقت ان سے پوری طرح معلوم ہو جائے گی، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر آ گئی، میں نے والدہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹی صبر کرو، کم ہی کوئی ایسی حسین وجمیل عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر بھی وہ اس طرح اسے نیچا دکھانے کی کوشش نہ کریں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس پر میں نے کہا سبحان اللہ! اس طرح کی باتیں تو دوسرے لوگ کر رہے ہیں، اس کے بعد میں رونے لگی اور رات بھر روتی رہی، صبح ہو گئی لیکن میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند کا آنکھ میں نام ونشان تھا، صبح ہو گئی اور میں روئے جا رہی تھی، اسی عرصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا، کیونکہ اس معاملہ میں آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی بیوی کو جدا کرنے کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لیے بلایا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جس کا انہیں علم تھا کہ آپ کی اہلیہ اس تہمت سے بری ہیں، اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کتنا تعلق خاطر ہے، آپ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کی اہلیہ کے بارے میں خیر و بھلائی کے سوا اور ہمیں کسی چیز کا علم نہیں، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا

رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے، عورتیں اور بھی بہت ہیں، آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی اس معاملہ میں دریافت فرمالیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر نبی ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ:

يَا بَرِيْرَةُ، هَلْ رَأَيْتِ فِيْهَا شَيْئًا يَرِيْبُكِ؟) فَقَالَتْ بَرِيْرَةُ رضی اللہ عنہا: لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنِ الْعَجِيْنِ، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ

اے بریرہ! کیا تو نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے شبہ گزرا ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جو چھپانے کے قابل ہو، ایک بات ضرور ہے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے، آٹا گوندھنے میں بھی سو جاتی ہیں اور اتنے میں کوئی بکری آجاتی ہے اور ان کا گوندھا ہوا آٹا کھا جاتی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی، نبی ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیت رسانی اب میرے گھر تک پہنچ گئی ہے، اللہ گواہ ہے کہ میں اپنی اہلیہ میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا، اور یہ لوگ جس آدمی کا نام لے رہے ہیں، اس کے بارے میں بھی خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ اس لئے کہ وہ جب بھی میرے گھر میں گیا ہے، تو میرے ساتھ ہی گیا ہے۔'' اس پر حضرت سعد بن معاذ انصاری اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی مدد کروں گا اور اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں یعنی قبیلہ خزرج کا کوئی آدمی ہے تو جو آپ ہمیں حکم دیں گے اس کی تعمیل میں کوتاہی نہیں ہوگی، اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، لیکن آج اُن پر قومی غیرت غالب آ گئی تھی، انہوں نے اٹھ کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا، اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے، تم میں اس کے قتل کی طاقت نہیں ہے، پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے، انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے

کہا کہ اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے، تم منافق ہو کہ منافقوں کی طرف داری میں لڑتے ہو، اتنے میں دونوں قبیلے اوس وخزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور نوبت قتل وقتال تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خاموش کرانے لگے، آخر سب لوگ خاموش ہوگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے۔ آپ کہتی ہیں کہ اس دن بھی میں برابر روتی رہی، نہ آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی، بیان کرتی ہیں کہ جب (اگلے دن) صبح ہوئی تو میرے والدین میرے پاس ہی موجود تھے۔

دو راتیں اور ایک دن مجھے مسلسل روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ والدین سوچنے لگے کہ روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے، ابھی وہ اسی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جارہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں، ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے، آپؓ بیان کرتی ہیں کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی، اس وقت سے اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ آپ نے ایک مہینہ تک اس معاملہ میں انتظار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی، آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بیٹھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا اور فرمایا: ''امابعد! اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے اس طرح کی اطلاعات پہنچی ہیں، پس اگر تم بَری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری برأت خود کرے گا، لیکن اگر تم سے غلطی سے کوئی گناہ ہوگیا ہے تو اللہ سے مغفرت مانگو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو ختم کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہوگئے جیسے ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں انہوں نے فرمایا: اللہ گواہ ہے، میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کیا کہنا ہے، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا میری طرف سے جواب دیجئے، انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ گواہ ہے مجھے نہیں معلوم کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں خود ہی بولی، میں اس وقت نوعمر لڑکی تھی، میں نے

بہت زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا(میں نے کہا کہ) اللہ گواہ ہے، میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان افواہوں کے متعلق جو کچھ آپ لوگوں نے سنا ہے وہ آپ لوگوں کے دل میں جم گیا ہے اور آپ لوگ اسے صحیح سمجھنے لگے ہیں، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں ان تہمتوں سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی خوب جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں تو آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ لیکن اگر میں تہمت کا اعتراف کروں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق کرنے لگیں گے، اللہ گواہ ہے کہ میرے پاس آپ لوگوں کے لیے کوئی مثال نہیں ہے، سوائے یوسف علیہ السلام کے والد کے جنھوں نے فرمایا تھا: ''پس صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی، مجھے یقین تھا کہ میں بَری ہوں اور اللہ تعالی میری برأت ضرور کرے گا، لیکن اللہ گواہ ہے، مجھے اس کا وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا، جس کی تلاوت کی جائے گی، میں اپنی حیثیت اس سے بہت کم تر سمجھتی تھی ۔ ہاں البتہ مجھے اس کی توقع ضرور تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ میری برأت کردیں گے، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے، گھر والوں میں سے کوئی بھی باہر نہ نکلا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا اور وہی کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوگئی، جو وحی کے نزول کے وقت طاری ہوتی تھی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتیوں کی طرح جسم اطہر سے ٹپکنے لگا، حالانکہ سردی کے دن تھے، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا کہ ''اے عائشہ! اللہ نے تمھیں بری قرار دے دیا ہے۔'' میری والدہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہوجاؤ، آپؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہرگز کھڑی نہیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی حمد نہیں کروں گی، اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾ سے لے کر دس آیات نازل کیں، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات میری برأت میں نازل کردیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات ان سے قرابت اور ان کی محتاجگی کی وجہ سے خود برداشت کرتے تھے، آپ نے ان کے متعلق فرمایا کہ اللہ کی قسم! اب میں مسطح پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کیسی کیسی تہمتیں لگائی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''جولوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں، وہ قرابت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں انہیں چاہیے کہ معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادیں، چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو پھر وہ تمام اخراجات دینے لگے جو پہلے دیا کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! اب کبھی ان کا خرچ بند نہیں کروں گا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے معاملہ میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ زینب! تم نے بھی کوئی چیز کبھی دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری آنکھ اور میرے کان محفوظ رہیں، میں نے ان کے اندر خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی، بیان کرتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں وہی ایک تھیں جو مجھ سے بلند رہنا چاہتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ وطہارت کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا اور انہوں نے کوئی خلاف واقعہ بات نہیں کہی۔ [1]

فوائد:

مذکورہ حدیث میں سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے **والذی بعثك بالحق** کے الفاظ سے قسم اٹھانے کا ذکر ہے اور انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ قسم اٹھا کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں گواہی دی کہ وہ تہمت کے واقعہ سے بری اور پاکدامن و باحیاء ہیں۔ پس کسی کی صفائی دینے کے لئے بھی قسم اٹھائی جاسکتی ہے اور وہ مسلمان کس قدر عظیم ہے جو قسم اٹھا کے دوسرے بھائی کے اچھے کردار کی گواہی دیتا ہے اور اپنی قسم میں سچا بھی ہے اور کس قدر گھٹیا ہے وہ انسان جو قسمیں اٹھا کے دوسروں پر کیچڑ اچھالتا ہے اور اپنی قسموں میں جھوٹا بھی ہے۔



[1] صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب تعدیل النساء بعضهن بعضا

جنت کے مراتب

جنت کے حصول کی خواہش کس دل میں نہیں جہاں ہمیشہ کا سکون واطمینان بندے کو نصیب ہوگا اور ہمیشہ رہنے والی لذتوں سے بھرپور زندگی عنایت ہوگی، ایسی جگہ کے حصول کے لیے نیک اعمال میں سبقت کرنی چاہیے اعمال کے اعتبار سے جنتی لوگوں کے مختلف مراتب ہوں گے جیسا کہ ذیل کی روایت سے واضح ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: (اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ یَتَرَاءَ وْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا تَتَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ، مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَهُمْ) قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُهَا غَیْرُهُمْ، قَالَ: (بَلٰی وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، رِجَالٌ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ)۔ [1]

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل جنت بالائی منزل والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح لوگ آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر چمکتا ہوا ستارہ دیکھتے ہیں کیونکہ آپس میں مراتب کا فرق ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو انبیاء علیہم السلام کے مقام ہیں، ان کے مراتب پر کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اس ذات کی قسم! جسکے ہاتھ میں میری جان ہے، جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی (وہ یقیناً ان مراتب کو حاصل کریں گے)۔

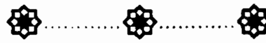
فوائد:

مطلب یہ ہے کہ ایمان لائے اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا اور زندگی بھر ان تقاضوں کو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة☆ صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها باب ترائی اهل الجنة اهل الغرف کما یری الکوکب رقم 5059☆ اتحاف الجماعة بما جاء فی الفتن 3:383☆ شرح قصیده ابن القیم 2:481

پورا کرتے رہے، رسولوں کی تصدیق کی اور تصدیق بھی زبان، دل اور جوارح سے کی یعنی ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے نیک اعمال بھی کیے۔ اللہ پر ایمان لانا اور انبیاء کی تصدیق کرنا یہ ہے کہ اللہ کو وحدہ لاشریک لہ ماننا، اس کی توحید کا قرار کرنا اور زندگی بھر موحد بن کر رہنا اسی طرح رسولوں کی تصدیق یہ ہے کہ رسولوں کو سچا ماننا اور ان کی تعلیمات پر عمل کر کے دین کا مددگار اور معاون بننا۔



جنت کے رومال

اگر خوشبو سے معطر نرم و نازک رومال سے چہرے کو مس کیا جائے تو اس سے ایک طمانیت اور فرحت کا احساس ہوتا ہے، جس طرح نبی ﷺ نے جنت کے محلات، چشموں، نہروں اور درختوں کا ذکر کیا، ایسے ہی آپ ﷺ نے ایک موقع پر جنت کے رومالوں کا ذکر فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَکَانَ یَنْهٰی عَنِ الْحَرِیْرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: (وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ، لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا) ۔ [1]

نبی ﷺ کو ایک باریک ریشمی جبہ تحفہ میں دیا گیا جبکہ آپ ریشمی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لوگ (اس کی عمدگی اور بناوٹ دیکھ کر) بہت خوش ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جنت میں ملنے والے رومال اس سے کہیں زیادہ بہتر ہوں گے۔''

لباس میں رومال کی حقیقت بہت کم تر خیال کی جاتی ہے کیونکہ اس سے ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں یا چہرے کا گرد و غبار دور کیا جاتا ہے۔ جنت میں معمولی کپڑے کی یہ حقیقت ہو گی تو بہترین

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل سعد بن معاذ رقم 4515، مسند احمد باقی مسند المکثرین رقم 12673، الزهد الهناد باب کسوة اهل الجنة

اوراعلیٰ کپڑوں کی خوبصورتی اورزیبائش توہمارے تصورات سے بالا ہے۔

فوائد:

ریشمی کپڑا مردوں کے لیے پہننا جائز نہیں، عورتیں استعمال کرسکتی ہیں، ہاں اگر تحفۃً کسی مرد کو دیا جائے تو وہ اسے قبول کرسکتا ہے، لیکن خود نہیں پہنے گا، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجمعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت نقل کی ہے کہ ریشمی جوڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ پیش کیے گئے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ایک جوڑا دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے یہ دیا ہے حالانکہ آپ خود ہی حلہ عطارد (جو ریشمی تھا) کے متعلق کچھ فرما چکے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہ اس لیے نہیں دیا کہ اسے خود پہنو۔

اس لیے ریشمی کپڑا خود پہننے کی بجائے کسی اور مصرف میں استعمال کیا جاسکتا ہے، مثلاً خواتین کو دیا جاسکتا ہے، اسے فروخت کر کے اپنی ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے جیسے سونا مردوں کے لیے حرام ہے لیکن تحفۃً مرد اس کو قبول کرسکتا ہے اور پھر اس کی قیمت کو استعمال کرسکتا ہے، مذکورہ روایت جس میں ریشمی جبہ اور ریشمی رومالوں کا ذکر کیا گیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو کتاب اللباس میں بھی ذکر کیا ہے اور اس پر باب قائم کیا ہے ''مس الحریر من غیر لبس'' (بغیر پہنے ریشم کو چھونا) اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ آدمی ریشم کو پہن تو نہیں سکتا لیکن چھوسکتا ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ریشمی جبہ کو چھو کر دیکھ رہے تھے۔



قرآن کریم کی بعض سورتیں!

نبی رحمت ﷺ نے قرآن حکیم کی درج ذیل سورتوں پر قسمیں اٹھا کے ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً یَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ یُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَکَأَنَّ الرَّجُلَ یَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ) ۔ [1]

''ایک شخص نے کسی دوسرے کو سورہ (قل ھو اللہ احد) بار بار پڑھتے سنا جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کے مکرر پڑھنے کا ذکر کیا گویا اس نے سمجھا کہ اس میں کچھ بڑا ثواب نہ ہوگا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

فوائد: سورۂ اخلاص کو معانی کے لحاظ سے تہائی قرآن کے مساوی قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن کریم میں توحید، اخبار اور احکام پر مشتمل تین قسم کے مضامین ہیں اور اس سورت میں عقیدہ توحید کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ گویا قرآن حکیم کے تین حصوں میں سے ایک حصہ اس سورۂ مبارکہ میں ہے اور وہ بھی انتہائی ٹھوس الفاظ میں جتنی جامعیت کے ساتھ عقیدہ توحید چند الفاظ میں اس سورۃ کے اندر بیان ہوا ہے اور کسی سورۃ میں ایسے بیان نہیں ہوا۔ بعض نے ثواب کے اعتبار سے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قل هو اللّٰه أحد﴾ ☆ الاسماء والصفات۔ البیهقی 1:110، ☆شرح کتاب التوحید۔ الغنیمان 1:45، ☆تفسیر البغوی 8:589، ☆الاستذکار 2:510

اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ اخلاص پڑھنے کی ان الفاظ میں ترغیب دی:

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَصْحَابِهِ: (اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ) فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: اَيُّنَا يُطِيقُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: (اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ)۔ [1]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی رات بھر میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے، صحابہ کو یہ دشوار معلوم ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسی طاقت ہم میں کون رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سورہ اخلاص جس میں اللہ واحد وصمد کی صفات مذکور ہیں، تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: ((كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ؟)) فَقَرَأَ اُمَّ الْقُرْآنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا، وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي اُعْطِيتُهُ))۔ [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز میں کیا تلاوت کرتے ہو؟ انہوں نے سورت فاتحہ تلاوت کی (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تورات، انجیل، زبور اور قرآنِ پاک میں اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی ہے، بلاشبہ اس سورت کی سات آیات ہیں، جن کی بار

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قل ھو اللہ أحد﴾

[2] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن الفصل الثانی ☆ غرائب القرآن و رغائب الفرقان، تفسیر سورۃ الفاتحہ 83:1، ☆ الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ فضل فاتحہ الکتاب 8:32

بار تلاوت ہوتی ہے اور ''قرآن عظیم'' ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔''

یہی مضمون جامع ترمذی کی روایت میں یوں بیان ہوا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں پکارا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے نماز مختصر کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وعلیکم السلام'' اور پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے مجھے جواب دینے سے روکا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے میرے اوپر نازل ہونے والی وحی میں یہ حکم نہیں پڑھا: ''اِسْتَجِیْبُوْا......'' (یعنی جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کے لیے پکاریں جو تمہیں زندگی بخشے تو انہیں جواب دو۔) عرض کیا: جی ہاں ان شاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں ایسی سورت بتاؤں جو نہ تورات میں اتری ہے نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ ہی قرآن میں اس جیسی کوئی سورت ہے۔ عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کس طرح پڑھتے ہو؟ انہوں نے ام القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرٰۃِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْآنِ مِثْلُھَا وَاِنَّھَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُعْطِیْتُہٗ۔

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تورات، زبور، انجیل حتیٰ کہ قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ یہی سبع مثانی (سات بار بار دہرائی جانے والی آیتیں) ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ [1]

[1] (صحیح) جامع ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل فاتحۃ الکتاب

قرآن حکیم کا بھول جانا:

قرآن حکیم کو یاد کرنے کے بعد اس کا اعادہ کرتے رہنا چاہیے، اس سے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے، دل کو طمانیت اور سکون کی دولت میسر آتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ سینے میں محفوظ بھی رہتا ہے۔ نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا کہ اگر کوئی قرآن مجید سے لاپرواہی برتے گا تو یہ سینے سے نکل جائے گا، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

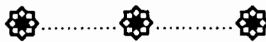
تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عَقْلِهَا ۔ [1]

”قرآنِ پاک کا خیال رکھو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اونٹ رسی کھل جانے کے بعد اس قدر تیزی کے ساتھ نہیں بھاگتے جس قدر تیزی کے ساتھ قرآن (سینوں سے) نکل جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں نبی ﷺ نے ایسے لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے:

بِئْسَمَا لِاَحَدِهِمْ اَوْلِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عَقْلِهٖ ۔ [2]

کتنا برا ہے وہ شخص ان میں سے کسی کیلئے، یا فرمایا تم لوگوں کے لیے، جو کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا ہوں، بلکہ اسے تو بھلا دیا گیا۔ لہٰذا قرآن کو یاد کرتے رہا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قرآن لوگوں کے دلوں سے اس سے بھی زیادہ بھاگنے والا ہے جس طرح چوپایہ اپنی باندھنے کی رسّی سے بھاگتا ہے۔



[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، باب اداب التلاوۃ ودروس القرآن الفصل الاوّل

[2] (صحیح) جامع ترمذی، ابواب القرآءۃ،☆تفسیر القرطبی 15:1،☆ اطراف المسند المعتلی 7: 108 رقم8910، ☆ بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث 2: 734

جب کافر جزیہ بند کردیں گے!

ایک وقت تھا کہ مسلمانوں نے روم وایران کی سلطنتوں پر اسلام کا پرچم لہرایا، بحرو بر کی وسعتیں ان کے سامنے سمٹتی چلی گئیں، خلیفۃ المسلمین کے نام سے ہزاروں میل دور بیٹھے کافر دشمن تھرایا کرتے تھے اور دور دراز کے علاقوں سے جزیہ اسلامی دارالحکومت میں چلا آتا، یہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کی پاسداری کا نتیجہ تھا، جب مسلمانوں نے اس عہد کو توڑ دیا یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑ لیا تو اللہ نے کافروں کی طرف سے جزیہ بھی بند کردیا، نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے حالات کی طرف اشارہ کیا تھا، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا؟ فَقِيْلَ لَهُ: وَكَيْفَ تَرَى ذٰلِكَ كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِي وَالَّذِى نَفْسُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ، قَالُوا: عَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ ﷺ، فَيَشُدُّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قُلُوْبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَيَمْنَعُوْنَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ۔ [1]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم دینار حاصل کرسکو گے نہ درہم۔ ان سے دریافت کیا گیا، ابوہریرہ! تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسا کیونکر ہوگا؟ انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے کہ صادق ومصدوق رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے مجھے معلوم ہوا۔ لوگوں نے کہا: کس طرح؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ توڑ دیا جائے گا۔ یعنی مسلمان دغابازی کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل سخت کردے گا اور جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے، وہ جزیہ کے طور پر نہیں دیں گے۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الجزیة، باب اثم من عاهد ثم غدر

دورِ حاضر میں مسلمان اسی قسم کے حالات سے گزر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے منہ موڑنے کے نتیجہ میں سخت نقصان اٹھایا ہے، کافروں سے جزیہ لینا تو در کنار الٹا عالم کفر مسلمانوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے اور مسلم حکومتوں کو اس نے اپنے گھر کی لونڈی بنا رکھا ہے۔

انصار سے محبت!

مسلمان جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے تو مدنی افراد نے مہاجرین کی دل کھول کر مدد کی اس وجہ سے ان کا صفاتی نام انصار پڑ گیا، انصار کی خواہش تھی کہ مہاجرین ہماری طرح ہی خوشحال ہو جائیں، اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی جائیدادوں کو بھی تقسیم کر دیا اور پھر مختلف جنگوں میں نبی ﷺ کے شانہ بشانہ گردنیں بھی کٹوائیں، نبی ﷺ کو انصار سے بڑی محبت تھی، ذیل کی روایت میں آپ نے قسم اٹھا کے اس کا اظہار فرمایا، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِیٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، اِنَّكُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ) مَرَّتَیْنِ ۔ [1]

''ایک انصاری خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، جس کے ہمراہ ایک بچہ تھا، رسول اللہ ﷺ اس سے بات کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو، آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔''

ایک روایت میں انصار سے محبت کو آپ ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: (الْاَنْصَارُ لَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ) ۔ [2]

نبی ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے وہی محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور ان سے وہی دشمنی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قول النبی ﷺ للانصار انتم احب الناس إلی

[2] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب حب الانصار من الایمان

رکھے گا جو منافق ہوگا، اس بناء پر جو شخص ان سے محبت رکھے گا، اس سے اللہ بھی دوستی رکھے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے عداوت رکھے گا۔"

اس سے بھی بڑھ کے یہ کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا ایک فرد ہونے کی خواہش کا اظہار کیا:

لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الْاَنْصَارِ ۔ [1]

اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک شخص ہوتا۔

اس سے انصار کی دل جوئی مراد ہے اور اسلام پر ان کی ثابت قدمی کا بیان ہے تا کہ لوگوں کو ان کے احترام و وفاء پر آمادہ کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ایک فرد ہونا پسند فرمایا۔



قیصر و کسریٰ کے خزانے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں روم اور ایران دو عظیم قوتیں تھیں، روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ تھا، قریش کے لوگ جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اب قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ہماری تجارت کی راہ میں حائل ہوں گی، اس لیے کہ وہ بغرض تجارت شام اور عراق جایا کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے قسم اٹھا کے یہ پیشن گوئی فرمائی، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: (اِذَا هَلَكَ كِسْرٰی، فَلَا كِسْرٰی بَعْدَهُ، وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرُ بَعْدَهُ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی باب قول النبی لو لا الهجرة لکنت امرءا من الانصار

[2] صحیح بخاری، فرض الخمس باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لکم الغنائم ☆ صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة باب لاتقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی...... رقم 5169، ☆ ترمذی کتاب الفتن عن رسول اللہ باب ماجاء اذا ذهب کسری فلا کسری بعده

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد دوسرا کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی ہلاک ہوگا اور اس کے بعد پھر دوسرا قیصر نہ ہوگا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔

اور یہ پیشن گوئی حرفاً حرفاً پوری ہوئی، مسلمانوں نے روم و ایران کو فتح کیا تو پھر کبھی ان ملکوں میں آگ پرستوں اور عیسائیوں کی سلطنتیں قائم نہ ہوسکیں اور سرزمین عرب کے بدوؤں کے قدم روم و ایران کے پایۂ تخت تک پہنچے، اس کی ایک جھلک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں نظر آتی ہے۔

حضرت عمرؓ کا دور حکومت اسلامی تاریخ کا وہ سنہری دور ہے جس میں اسلام ایک بڑی قوت کے طور پر دنیا کے نقشہ پر ابھرا تھا۔ اس لیے کہ اس وقت کی سب سے بڑی طاقت ایران ہی تھا جس کے آتش کدوں کو عرب مجاہدوں نے اپنے گھوڑوں کے پاؤں تلے روند کے ان پر اسلام کا پرچم لہرا دیا تھا اور یوں صدیوں سے دہکتے ہوئے آتش کدے اسلام کے چمنستانوں میں بدل گئے اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت اسلامی حکومت میں شامل ہوگئی۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت سے ہی موجودہ کئی اسلامی سلطنتوں نے جنم لیا۔ جیسے شام، فلسطین، مصر، بازنطینی علاقوں اور فارس و عراق کے ساسانی علاقوں میں اسلام کا بیج حضرت عمرؓ کے دور میں ہی پھوٹا اور فتوحات سے متعلقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشتر پیش گوئیاں حضرت عمرؓ کے دور میں ہی پوری ہوئیں۔ اس ضمن میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

☆ عَنْ اِبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا یَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَ قَیْصَرٌ لَیَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا یَكُونُ قَیْصَرٌ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهَا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ۔ [1]

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوگا اور اس کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ہلاک ہوگا اور اس کے بعد دوسرا قیصر نہ ہوگا اور البتہ قیصر و کسریٰ

[1] صحیح بخاری کتاب الجهاد باب اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ

کے خزانے ضرور اللہ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔''

☆ حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ۔ [1]

''اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا کہ کسریٰ کے خزانے فتح کیے جائیں گے۔ میں نے (تعجب سے) پوچھا کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے۔''

☆ حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا:

عُصَيْبَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الْبَيْتَ الْاَبْيَضَ بَيْتَ كِسْرَى۔ [2]

''مسلمانوں کی ایک چھوٹی جماعت کسریٰ کے سفید محل کو فتح کرے گی۔''

☆ حضرت ابوسکینہؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو دوران کھدائی ایک سخت پتھر کی وجہ سے کام رک گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اس چٹان پر تین ضربیں لگائیں اور چٹان ملیا میٹ ہوگئی۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ ضرب لگاتے تھے تو اس کے ساتھ ہی بجلی کی طرح ایک چیز نمودار ہوتی' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا؟ عرض کیا! جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو رسول حق بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب میں نے پہلی ضرب لگائی تو میرے سامنے کسریٰ کے شہر اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے شہر کردیے گئے'' جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ان شہروں کو ہمارے ہاتھوں فتح کرائے اور ہمیں وہاں کا مال غنیمت ملے۔ اس پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور فرمایا جب میں نے دوسری ضرب لگائی تو قیصر کا شہر روم اور اس کے گرد و نواح کے شہر میرے سامنے کردیے گئے۔ جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ صحابہؓ نے عرض

---

[1] صحیح بخاری' کتاب المناقب' باب علامات النبوہ فی الاسلام

[2] صحیح مسلم' کتاب الامارہ' باب الناس تبع القریش

کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں سے ان شہروں کو فتح کروائے اور ہم وہاں کا مال غنیمت حاصل کریں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا بھی کی۔ پھر فرمایا: جب میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے سامنے حبشہ کے شہر اور اس کے اردگرد کی بستیاں کر دی گئیں، جنہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ [1]

مذکورہ احادیث میں نبی ﷺ نے روم و ایران، حبشہ اور ان کے اردگرد کے علاقوں اور کسریٰ کے سفید محل وغیرہ فتح ہونے کی پیشن گوئیاں فرمائی ہیں جن میں اکثر حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں پوری ہوئیں۔ عہد فاروقی میں جو بڑے بڑے ممالک اور شہر فتح ہوئے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

دمشق، بیسان، صیداء، عرقہ، جبیل، بیروت، کسکر، باقشیا، عراق، ایران، مدائن، بابل، کوثی بہرہ شیر، جلولا، شام، حمص، قنسرین، حلب، انطاکیہ، بغراس، مرعش، حیرث، قیساء، بیت المقدس، فلسطین، تکریت، بصرہ، کوفہ، اہواز، مصر اور ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے کئی شہر فتح ہوئے جن کے لیے ایک لمبی فہرست کی ضرورت ہے۔ حضرت عمرؓ نے ۲۲ھ میں اسلامی حکومت کے جو صوبے مقرر فرمائے ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین، خراسان، آذربائجان، فارس ان میں سے بعض صوبے ایسے تھے جو دو دو صوبوں کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ بعض صوبوں کے صدر مقام بھی دو دو تھے۔ عالم اسلام کی موجودہ جغرافیائی صورتحال دیکھیں تو اس میں ایران، عراق، بیروت، آذربائیجان، شام، فلسطین اور مصر کے جو نام موجود ہیں۔ یہ نام حضرت عمرؓ کے دور میں ہی اسلامی نقشہ میں شامل ہوئے تھے۔ یہ اسلام ہی کی برکت تھی جس نے عرب کے بدوؤں اور بکریوں کے چرواہوں کی تلواروں کو وہ قوت بخشی کہ انہوں نے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ ہم اس مضمون میں چند ایسی ہی فتوحات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور ان فتوحات کا تذکرہ کرنا اپنے روشن ماضی کو آواز دینے کے مترادف ہے اور ماضی کو آواز دینا درد انگیز بھی ہوتا ہے اور لذت آمیز بھی۔ خصوصاً زنگ آلودہ تلوار اگر ماضی میں جھانکے تو اس کی خیرہ کن دھار جہاں اسے رخِ روشن کی یاد دلاتی ہے وہاں اس کے زنگ کی کند تہہ اس

[1] (حسن) سنن نسائی کتاب الجهاد، باب غزوة الترك والحبشه

کے درد میں اضافہ کا باعث بھی ہوتی ہے۔

جب ایران کے آتش کدوں میں اسلام کی بہار آئی:

ایران وہی ملک ہے جس کے بادشاہوں کی گردنیں تکبر سے اکڑی رہتی تھیں اور اس کے آتش کدوں میں کبھی آگ نہیں بجھتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف بادشاہوں کو بذریعہ خطوط دعوت اسلام دی تو ایک خط حضرت عبداللہ بن حذافہ کو دے کر فرمایا تھا:

أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ۔ [1]

''یہ خط بحرین کے حاکم کو دے دینا۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ کو بھیج دیا اور کسریٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پڑھا تو اسے پھاڑ ڈالا۔''

مرصع تاج پہن کے قیمتی تختوں پر بیٹھنے والے یہ ایرانی بادشاہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو امیر لشکر بنا کے ایران کی جانب بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ دربار ایران میں جا کر دعوت اسلام دینا اگر وہ انکار کریں تو جزیہ یا تلوار میں سے ایک کے انتخاب کا کہنا۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے چند صحابہؓ کو بطورِ سفیر ایران کے دربار میں بھیجا اور اس وقت کے بادشاہ یزدگرد نے ان سفیروں کو معمولی سمجھتے ہوئے کہا:

''تم لوگوں کو ہمارے مقابلے کی جرأت کیسے ہوئی اور تم کس طرح اس بات کو بھول گئے کہ تمہاری قوم اس دنیا میں ذلیل و احمق قوم سمجھی جاتی ہے۔ کیا تم اس بات کو بھی بھول گئے ہو کہ جب کبھی تم لوگوں سے سرکشی اور بغاوت دیکھی جاتی تھی تو ہم اپنی سرحدوں کے عاملوں اور صوبے داروں کو حکم دیا کرتے تھے کہ تم کو سیدھا کر دیں۔ چنانچہ وہ تم کو ٹھیک کر دیا کرتے تھے۔''

یہ سن کر حضرت نعمان بن مقرنؓ نے جواب دیا کہ ہمارا مقصد دنیا سے بت پرستی اور شرک کو مٹانا ہے اور تمام دنیا کے سامنے اسلام کو پیش کرنا' اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا تو اسے چاہیے کہ وہ خود کو مسلمانوں کی سرپرستی میں دے کر جزیہ دینا قبول کر لے' اگر وہ اس بات کا بھی انکار کرتا ہے تو اس

[1] صحیح بخاری' کتاب العلم' باب ما یذکر فی المناولہ

کے اور ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی اور یہی دعوت ہم آپ کو دینے آئے ہیں۔

یزدگرد یہ سن کر غضبناک ہو گیا لیکن ضبط کر کے بولا تم لوگ محض وحشی ہو۔ تمہاری تعداد بھی کم ہے۔ تم ہمارے ملک کے کسی حصہ کی طمع نہ کرو، ہم تم پر اس قدر احسان کر سکتے ہیں کہ تمہیں کھانے کے لیے غلہ اور پہننے کے لیے کپڑا دے دیں اور تمہارے اوپر کوئی ایسا حاکم مقرر کر دیں جو تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔

یہ سن کر قیس بن زرارہؓ آگے بڑھے اور کہنے لگے سنو! تم نے جو اہل عرب کی حالت بیان کی ہے، درحقیقت ہم اس سے بھی بری حالت میں تھے لیکن اللہ نے ہم پر احسان کیا کہ ہم میں نبی بھیجا۔ جس نے ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کی اور ہمیں کافروں کے مغلوب ہونے کا وعدہ دیا۔ پس تمہارے لیے مناسب یہی ہے کہ تم جزیہ دینا منظور کرو یا اسلام قبول کرو، ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

یزدگرد یہ سن کر مزید آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے کہا اگر سفیروں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو تمہیں ضرور قتل کرا دیتا۔ پھر اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ ایک مٹی کی ٹوکری بھر کر لاؤ اور جو شخص ان میں سردار ہے اس کے سر پر رکھ دو اور انہیں مدائن سے باہر نکال دو۔ اتنے میں ٹوکری آ گئی تو حضرت عاصمؓ نے فوراً اٹھ کر وہ اپنے کندھے پر اٹھا لی اور کہا میں وفد کا سردار ہوں اور میں اپنے وفد کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جنگ سے پہلے تمھیں اللہ تعالیٰ نے اس ملک کی مٹی دے دی اور اس زمین کا مالک بنا دیا ہے۔

چند دنوں بعد ایرانی افواج کا سپہ سالار رستم قادسیہ پہنچ گیا اور اس کی خواہش پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت ربعی بن عامرؓ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ رستم اور ربعی بن عامرؓ میں جو گفتگو ہوئی اس میں رستم کی یہ طنزیہ گفتگو بھی شامل تھی۔ اس نے حضرت ربعیؓ سے کہا تمہاری تلوار کا نیام بہت بوسیدہ ہے۔ ربعیؓ نے فوراً تلوار نیام سے کھینچ کر کہا کہ اس پر آب ابھی دکھائی گئی ہے۔ پھر رستم نے کہا تمہارے نیزے کا پھل بہت چھوٹا ہے۔ یہ لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا۔ حضرت ربعیؓ نے فرمایا یہ پھل سیدھا دشمن کے سینے کو چھیدتا ہوا پار ہو جاتا ہے۔ لڑائی سے پہلے رستم نے پھر مسلمانوں سے گفتگو

کرنا چاہی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو بھیجا۔ حضرت مغیرہؓ نے جو گفتگو کی وہ بخاری کی روایت میں ان الفاظ میں موجود ہے۔

نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِيْنَ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ۔ [1]

''ہم عرب لوگ ہیں' ہم سخت بدبختی اور مصیبت میں گرفتار تھے بھوک کے مارے چمڑہ اور کھجور کی گٹھلیاں چوستے تھے' اون اور بال پہنتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم لوگ انہی حالات میں مبتلا تھے کہ زمین و آسمان کے مالک نے ہماری ہی قوم کا ایک رسول ہمارے پاس بھیجا جس کے والدین کو ہم جانتے تھے۔ پھر ہمارے پروردگار کے رسول اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تک تم لوگ اکیلے اللہ کی عبادت نہ کرو یا جزیہ نہ دو' اس وقت تک ہم تم سے جنگ کریں گے اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے پروردگار کا یہ پیغام ہمیں پہنچایا کہ جو کوئی ہم میں سے مارا جائے گا وہ بہشت کی ایسی نعمتوں میں پہنچ جائے گا جو اس نے کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور جو شخص ہم میں سے زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک بنے گا۔''

رستم کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور اس نے کہا اب میں تم سے ہرگز صلح نہیں کروں گا اور تم سب کو قتل کر کے چھوڑوں گا۔ حضرت مغیرہؓ وہاں سے اٹھ کے اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔ پھر قادسیہ کا معرکہ بپا ہوا۔ ایرانی لشکر کی تعداد پونے دو لاکھ تھی جو ہاتھیوں اور ہر طرح کے جنگی سامان سے آراستہ تھی۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد باب الجزیة والموادعة مع اهل الحرب

دوسری طرف زیادہ سے زیادہ تیس ہزار مجاہدین اسلام تھے لیکن ان کے دل میں جذبۂ جہاد اور ایک اللہ پر یقین تھا۔ ہاتھیوں کا جم غفیر اور ایرانیوں کا ٹڈی دل ان کی نظروں میں کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا ۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت سعدؓ کے حکم سے قاریوں نے سورۂ انفال کی تلاوت کر کے مجاہدین کے جذبۂ جہاد کو مزید اجاگر کر دیا اور پھر معرکہ بپا ہوا تو تین دن تک جنگ ہوتی رہی۔ قادسیہ کا میدان عرب کے خاک نشینوں کی جرأت پر حیران تھا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ بالآخر رستم زخمی ہو کے بھاگا اور نہر میں گر گیا۔ ہلال بن علقمہؓ نے آگے بڑھ کے اسے ٹانگوں سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا اور اس کا کام تمام کر دیا اور مدینہ میں جب حضرت عمرؓ کو فتح کی خوشخبری پہنچی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور یہ خطبہ دیا:

''لوگو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تمھیں اپنا غلام بنانا چاہوں۔ میں تو خود اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں۔ البتہ خلافت کا کام میرے سپرد ہے۔ اگر میں یہ کام اسی طرح انجام دوں کہ تم آرام سے اپنے گھروں میں زندگی بسر کرو تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم لوگ میرے دروازے پر حاضری دیا کرو تو یہ میری بدبختی ہوگی۔''

انہی دنوں قصر ابیض (شاہی محل) فتح ہوا جس کی خوشخبری نبی ﷺ نے دی تھی۔ حضرت سعدؓ نے قصر ابیض میں جس جگہ کسریٰ کا تخت تھا' وہاں منبر رکھ دیا اور اسی قصر میں جمعہ ادا کیا گیا۔ حضرت سعدؓ نے خمس کے علاوہ جو نادر چیزیں دربار خلافت میں روانہ کیں ان میں کسریٰ کا فرش بھی تھا جو بہار کے نام سے موسوم تھا۔ یہ فرش نوے گز لمبا اور دس گز چوڑا تھا۔ اس میں پھول پتیاں' درخت' نہریں' تصویری خاکے سب سونے' چاندی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ شاہانِ فارس جب موسم بہار گزر جاتا تو اس کی یاد میں اس فرش پر بیٹھ کر شراب نوشی کیا کرتے تھے۔ جب یہ تمام چیزیں مدینہ منورہ پہنچیں تو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت عمرؓ نے وہ مال و اسباب لوگوں میں تقسیم

کردیا اور حضرت علیؓ کے مشورہ سے فرش بہار بھی کاٹ کاٹ کر عرب مجاہدوں میں تقسیم کردیا گیا۔

قیصرو کسریٰ کی گردنیں جھک گئیں پاؤں تلے
اوڑھ کے نکلے جو دین محمد ﷺ کے گلیم
ذرہ ذرہ ہوگیا معمور جلوہ توحید سے
شمع محفل جب بنیں آیات قرآن حکیم سے

فتح بیت المقدس و فلسطین:

حضرت ابو عبیدہؓ جب مختلف چھوٹے بڑے کئی شہر فتح کرتے ہوئے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے تو انہیں اطلاع ملی کے عیسائی جواب تک حضرت عمروؓ کے مقابلہ میں قلعہ بند ہو کر لڑ رہے تھے ان کی ہمتیں پست ہوگئی ہیں اور وہ چند شرائط کے پیش نظر صلح کرنا چاہتے ہیں اور بیت المقدس کے عیسائیوں نے صلح کی شرائط میں ایک یہ اضافہ بھی کیا کہ مصالحت کے لیے عہد نامہ خود خلیفۂ وقت آ کر تحریر کریں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے خونریزی سے گریز کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کو ان شرائط سے آگاہ کیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ باہمی صلاح و مشورہ سے فلسطین کی جانب روانہ ہوئے اور اس حال میں شہر میں داخل ہوئے کہ ایک اونٹ پر سوار تھے۔ کبھی اس اونٹ پر غلام اپنی باری سے سوار ہوتا ور کبھی حضرت عمرؓ سوار ہوتے اور سادہ لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ یہ اس عظیم الشان خلیفہ وقت کا سفر تھا جس کی فوجیں قیصر و کسریٰ کے محلات اور تخت و تاج کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روند چکی تھیں اور جس کے نام کی ہیبت سے ایوان کفر میں کپکپی طاری ہوجاتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ظاہری کروفر کو مطلق اہمیت نہیں دی۔ بلکہ وہ نبی ﷺ سے مروی یہ روایت عموماً بیان کیا کرتے تھے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ۔ [1]

''اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن حکیم) کے ساتھ بہت سی اقوام کو بلندیاں عطا فرماتا ہے اور اس کی وجہ سے کچھ دوسری اقوام کو پستیوں میں دھکیل دیتا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه وفضل من تعلم حكمة

مقام جابیہ میں عیسائیوں سے ملاقات ہوئی اور حضرت عمرؓ نے اپنے سامنے جو عہد نامہ لکھوایا اس میں یہ الفاظ بھی تھے:

''ایلیاء والوں کی جان، مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست سب کو امان دی جاتی ہے اور ہر مذہب والے کو امان دی جاتی ہے، ان گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی اور نہ وہ ڈھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے احاطوں کو بھی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور نہ مذہب کے بارے میں کسی قسم کا کوئی تشدد کیا جائے گا۔''

یہ امان نامہ عیسائیت کے موجودہ علمبرداروں کے منہ پر طمانچہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ جنہوں نے اپنی تاریخ پر کبھی غور نہیں کیا اور جو اسلام کو تشدد کا مذہب ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ مسلمانوں نے مفتوحہ ممالک کے مذہب اور مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مذہبی جذبات کو بھی کبھی مجروح نہیں کیا جبکہ متشدد عیسائیت کی تاریخ یہ ہے کہ جب اندلس کی سرزمین پر عیسائی حکمران فرڈی نینڈ نے چالبازیوں اور مکاریوں سے قبضہ کر لیا تو وہاں تشدد سے عیسائیت کو پھیلایا۔ حالانکہ اندلس (موجودہ سپین) وہ ملک ہے جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ وہاں کی مساجد اور محلات مسلمانوں کی عظمت کے امین تھے۔ فرڈی نینڈ نے مساجد کو کلیساؤں میں بدلا، منبر و محراب کی جگہ مریم علیہا السلام کے مجسموں کو نصب کیا اور میناروں پر صلیبیں نصب کیں اور مسلمانوں کے گھروں سے تلاشی کے دوران قرآن پاک کے تمام نسخوں کو اکٹھا کر کے غرناطہ کے بازاروں میں آگ لگائی، جب کہ حضرت عمرؓ کا روشن دور امن و سلامتی کا مظہر تھا۔ جہاں کسی کو زبردستی اسلام میں داخل نہیں کیا گیا۔ عیسائیت کے علمبردار اپنے گریبان میں جھانک کر سوچیں کہ مسلمانوں نے کب حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہا السلام کی گستاخی کی ہے؟ یہ شخصیات مسلمانوں کے نزدیک بھی قابل احترام ہیں اور ان کا احترام ایمان کا حصہ ہے جبکہ عیسائیت کی طرف سے کبھی پیغمبر معظم جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازیبا کتابیں شائع کی جاتی ہیں، کبھی کارٹونسٹ اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی صلیبی جنگوں کے نام سے حملہ کیا جاتا ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ایسی ہے کہ ان کا نام ہمیشہ بلند ہی رہے گا۔

مٹ رہے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مسلمانوں کے زیر اثر جتنے بھی علاقے اور ممالک رہے' وہاں امن کا بول بالا رہا۔اسی طرح مصر' شام ،عراق' بیروت و آذر بائیجان کے علاقے حضرت عمرؓ کے دور میں فتح ہوئے۔ مسلمانوں نے جب بھی اپنی تلواروں کو تیز اور گھوڑوں کو تیار رکھا' ان پر فتوحات کے دروازے کھلتے رہے اور جب بھی دستۂ شمشیر سے گرفت کمزور پڑی ہزیمت اُٹھانا پڑی۔جیسا کہ اندلس سے آٹھ سو سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا۔ برصغیر پر مسلمانوں نے ساڑھے تین سو سال حکومت کی اور جب ان کی شامیں شراب سے رنگین اور راتیں لہو ولعب سے مخمور ہونے لگیں تو انگریز کے ہاتھوں بساط اُلٹ گئی۔عروج وزوال کے ان اسباب کو اقبال نے ایک ہی شعر میں سمودیا ہے ۔

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

آج وہ فلسطین جسے عرب مجاہدین نے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندا تھا وہ بیت المقدس جس کی چابیاں خود عیسائیوں نے حضرت عمرؓ کی جھولی میں ڈال دی تھیں...... مسلمانوں کے سینے کا داغ بنا ہوا ہے۔

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہیں تجھ میں
گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ



جب کافر سردار قتل ہو گئے تو......!!

جنگِ بدر میں جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی مدد سے ایک عظیم الشان فتح سے نوازا اور کافروں کا سارا کروفر اور تکبر خاک میں مل گیا، کفر کے بڑے بڑے نمائندوں کی لاشیں بدر کے ایک کنوئیں میں پڑی عبرت کا تماشہ بنی ہوئی تھیں، ایسے میں نبی ﷺ ان کے قریب گئے اور انہیں مخاطب کیا۔ ذیل کی روایت میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس منظر کا نقشہ کھینچا ہے:

إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ، فَقُذِفُوْا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ، أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا، ثُمَّ مَشٰى وَتَبِعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا: مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، حَتّٰى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: (يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ، وَيَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ، أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ۔ [1]

نبی ﷺ نے بدر کے دن چوبیس قریشی سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک کنویں میں پھینک دینے کا حکم دیا اور آپ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح حاصل کرتے تو اس میدان میں تین دن تک قیام فرماتے، پھر فتح بدر کے تیسرے دن ہی آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی اونٹنی

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب قتل أبی جهل ☆ مسند احمد المکثرین، مسند انس بن مالك رقم:12014 ☆ معارج القبول باب نصوص السنة 1:745 ☆ اضواء البیان فی ایضاح القرآن 6:129 ☆ الآحاد والمثانی 3:382 رقم:1891 ☆ البدر المنیر فی تخریج الاحادیث 5:240

پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ کسی نئے کام کے لیے تشریف لے جارہے ہیں، آپ کنویں کے کنارے پر جا کر ٹھہر گئے اور مقتولین کفار کو نام بنام مع ان کی ولدیت اس طرح پکارنے لگے: ''اے فلاں بن فلاں کیا تم کو یہ آسان نہ تھا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔ ہم سے تو جس ثواب و اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا، ہم نے وہ پالیا اور تم سے جس عذاب کا رب تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا، تم نے بھی وہ پالیا ہے یا نہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ایسی لاشوں سے گفتگو کرتے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میں جو باتیں کررہا ہوں تم ان کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں راوی حدیث حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولین کو ڈانٹ پلانے، ذلیل کرنے، انتقام لینے، آہیں بھرنے اور شرمندہ کرنے کے لیے زندہ کر دیا تھا۔



حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا ہے!

خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جلال شخصیت کے مالک تھے، ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام مسلسل ترقی کی جانب گامزن رہا، وہ تقویٰ و پارسائی کے پیکر اور کفر کے لیے شمشیر برہنہ کی مثل تھے اور ان کی شخصیت اس شعر کی زندہ تصویر تھی۔

ہو حلقۂ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعِنْدَہٗ نِسْوَۃٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَہٗ وَیَسْتَکْثِرْنَہٗ، عَالِیَۃً اَصْوَاتُھُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَضْحَکُ، فَقَالَ: اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((عَجِبْتُ مِنْ ھٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ کُنَّ عِنْدِیْ، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَکَ اِبْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)) قَالَ عُمَرُ: یَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِھِنَّ! اَتَھَبْنَنِیْ وَلَا تَھَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ، اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِیْہٍ یَاابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَالَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مجلس میں شریک ہونے کی) اجازت طلب کی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں قریشی عورتیں تھیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہی گفتگو کر رہی تھیں، ان کی آوازیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے) بلند تھیں، جب عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھیں اور جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (خوشی کا اظہار کرتے ہوئے) عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جو عورتیں تھیں مجھے ان پر تعجب ہو رہا ہے کہ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو وہ جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں (مخاطب کرتے ہوئے) کہا، اے عورتو! تم اپنے آپ کی دشمن ہو! عجب ہے کہ تم مجھ سے

---

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الفصل الاوّل ☆ صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث: 3407، بدء الخلق، حدیث: 3051، الادب، حدیث: 5621 ☆ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عمرؓ رقم: 4410 ☆ کتاب الفوائد الغیلانیات 1:162

ڈرتی ہو (لیکن) رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا، ہاں کیونکہ آپ سخت گو اور سخت مزاج ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن الخطاب بات کر (ان کے جواب کا انتظار نہ کر) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب کہیں کسی راستے میں شیطان سے تیرا سامنا ہوتا ہے تو وہ تیرا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔



مدینہ واپسی تک حفاظت!

مدینہ وہ شہر ہے جس سے نبی ﷺ کو بے انتہاء محبت تھی۔ آپ ﷺ جب کسی سفر سے لوٹتے تو مدینہ پر نظر پڑتے ہی وفورِ محبت میں اپنی سواری کو تیز بھگاتے تھے، آپ نے مدینہ کے لوگوں اور محلوں سے محبت کا اظہار کیا بلکہ مدینہ کے پتھروں تک سے آپ کو محبت تھی۔ جیسے آپ ﷺ نے احد پہاڑ کے بارے میں فرمایا یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں ایسے ہی آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ تمہاری واپسی تک فرشتے مدینہ کی گھاٹیوں پر پہرہ دیتے رہے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ- فَاَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ، فَقَالَ النَّاسُ: مَا نَحْنُ هٰهُنَا فِيْ شَيْءٍ، وَاِنَّ عَيَالَنَا لَخَلُوْفٌ- مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ: وَلَا نَقْبٌ- اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرِسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا اِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((اِرْتَحِلُوْا)) فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَايَهِيْجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ [1]

[1] (صحیح) مشكوٰة المصابيح، كتاب الفضائل، باب فى المعجزات، الفصل الاوّل ☆ صحيح مسلم، كتاب الحج باب الترغيب فى سكنى المدينه والصبر على الأوئها ☆ مسند ابوعوانه 2:438، رقم الحديث: 3737

ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نکلے یہاں تک کہ ہم عسفان جگہ میں پہنچے، آپ ﷺ وہاں چند راتیں مقیم رہے (بعض) منافق لوگوں نے کہا کہ ہمیں یہاں کچھ کام نہیں ہے، ہمارے اہل وعیال ہم سے دور ہیں اور ہم ان کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مدینہ منورہ میں کوئی ایسی گھاٹی یا داخلہ کا راستہ نہیں ہے جس پر دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں، یہ تمہاری واپسی تک مدینہ منورہ کی حفاظت کریں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کوچ کرو (آپ ﷺ کے حکم پر) ہم نے کوچ کیا اور ہم مدینہ منورہ پہنچے (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اس ذات کی قسم! جس کے ساتھ قسم اٹھائی جاتی ہے، جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ابھی ہم نے اپنے سامان کو اتارا بھی نہ تھا کہ ہم پر بنوعبداللہ بن غطفان حملہ آور ہو گئے اور اس سے پہلے ان میں اتنی اشتعال انگیزی نہ تھی۔ (مسلم)



آدھے جنتی امت محمدیہ ﷺ میں سے!

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا آدَمُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي يَدَيْكَ، قَالَ: اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُمِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ، فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ، ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: ((اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا، وَمِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا۔ فَقَالَ: ((اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا فَقَالَ:

((اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَکَبَّرْنَا قَالَ: ((مَا اَنْتُمْ فِی النَّاسِ اِلَّا کَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْیَضَ، اَوْ کَشَعْرَةٍ بَیْضَاءَ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ [1]

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم! وہ کہیں گے، میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ دوزخیوں کی جماعت الگ کرو۔ آدم علیہ السلام دریافت کریں گے کہ دوزخی کتنے ہیں؟ اللہ فرمائے گا، ایک ہزار انسانوں میں سے نوسو ننانوے (دوزخ میں جائیں گے) اس وقت (یہ حکم سن کر) بچے، بوڑھے ہو جائیں گے، حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ نشہ میں ہوں گے لیکن فی الحقیقت نشہ میں نہیں ہوں گے البتہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! وہ ہزار میں سے ایک شخص ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: خوش ہو جاؤ اس لیے کہ ایک شخص تم میں سے ہوگا اور ہزار یاجوج ماجوج سے ہوں گے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں امید کرتا ہوں کہ تم جنت والوں میں سے چوتھائی حصے پر ہو گے تو اس پر ہم نے اللہ اکبر کہا پھر آپ نے فرمایا: میں امید رکھتا ہوں کہ جنت میں تمہارا تہائی حصہ ہوگا، اس پر ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم جنت والوں میں سے نصف ہو گے (اس پر) ہم نے اللہ اکبر (کا کلمہ) کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (اس دنیا میں دیگر) لوگوں میں بس اس سیاہ بال کی مانند ہو گے جو سفید رنگ کے بیل میں ہوتا ہے یا سفید بال کی مانند ہو جو سیاہ رنگ کے بیل میں ہوتا ہے۔

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب صفة القیامة والجنة والنار، باب الحشر، الفصل الاوّل۔ ☆صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، حدیث: 3099☆المسند المستخرج علی صحیح المسلم 1: 286، رقم: 529☆صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن باب وتری الناس سکاری

فوائد: میدانِ محشر بظاہر اتنا خوفناک اور شدائد سے بھرپور ہوگا کہ اس کے مشاہدے سے عین ممکن ہے کہ حاملہ عورت کا حمل ساقط ہوجائے اور دودھ پلانے والے مادہ جانور اپنے بچوں سے غافل ہوجائیں، یہ مقصد نہیں کہ اس وقت بالفعل اس طرح کے واقعات مشاہدے میں آئیں گے بلکہ شدت اور سنگینی انتہا درجہ کی ہوگی اس لحاظ سے اسے مجاز پر محمول کیا جائے گا۔



نزولِ عیسیٰ علیہ السلام!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قیامت میں بیان فرمایا کہ قیامت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے اور عدل کا نظام قائم کرتے ہوئے صلیب کو توڑ دیں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ، حَکَمًا عَدْلًا، فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ، وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرُ، وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ، وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلَہٗ اَحَدٌ، حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا)) ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ: فَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ﴾ اَلْآیَۃَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں بحیثیت عادل حکمران (آسمان سے) اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو ماردیں گے، جزیہ کو ختم کردیں گے اور مال کی بہتات ہوجائے گی (اتنی کہ) کوئی شخص مال لینے کے لیے تیار نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اگر تم (دلیل)

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، الفصل الاوّل☆ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم☆ السنن الکبریٰ للبیهقی 1: 244 رقم الحدیث 1198

چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو (جس کا ترجمہ ہے) کہ ''کوئی اہلِ کتاب ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا۔''

فوائد:

☆ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا قیامت کی علامات سے ہے اور یہ مسئلہ کتاب و سنت اور اجماعِ امت کے ساتھ ثابت ہے، نیز ان کے اترنے کی احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

☆ مذکورہ روایت کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں نقل کیا ہے اور اس پر ''قتل الخنزیر'' کا باب قائم کیا ہے، جس سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سور نجس العین ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے دور میں اسے قتل کریں گے اگر یہ پاک ہوتا تو اس کے قتل کا حکم نہ دیا جاتا۔



قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ

جب اسلام کا نور پھیلا تو کئی قبائل اسلام قبول کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہو گئے، ان میں قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ کے لوگ بھی تھے، قبیلہ غفار حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا ان کے اسلام لانے کی وجہ سے اللہ نے انہیں معاف فرما دیا، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے:

عَنْ اَبِی بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ الاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِنَّمَا تَابَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِیْجِ، مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَیْنَةَ — وَأَحْسِبُهُ — وَجُهَیْنَةَ، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: (أَرَأَیْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَیْنَةُ وَجُهَیْنَةُ، خَیْرًا مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ، وَبَنِی عَامِرٍ، وَأَسَدٍ، وَغَطْفَانَ، خَابُوْا وَخَسِرُوْا؟) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ اِنَّهُمْ لَخَیْرٌ مِنْهُمْ) [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر اسلم وغفار ومزینة وجهینة ☆ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه باب من فضائل غفار و اسلم وجهینه واشجع رقم 4582

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ کی ان لوگوں نے بیعت کی ہے جو حاجیوں کا مال واسباب چرایا کرتے تھے، یعنی اسلم، غفار اور مزینہ کے لوگ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ کا کیا خیال ہے، اگر اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ یہ سب بنو تمیم، بنو عامر اور غطفان سے بہتر ہوں تو وہ ناکام اور برباد ہوئے۔ اقرع نے عرض کیا: جی ہاں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان سے کہیں بہتر ہیں۔''

اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ پہلے اسلام لائے اور ان کے اخلاق و عادات بھی اچھے تھے، اس لیے وہ دیگر قبائل سے بہتر اور افضل قرار پائے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر تھا کہ وہ لوگ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے اور رہزن وڈاکو تھے وہ عزتوں کے محافظ اور راہنما بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی ہوگئے
کیا نظر تھی کہ جس نے مردوں کو مسیحا کردیا



جب سب سفارشی جواب دے دیں گے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا، چنانچہ دستی کا گوشت آپ کو پیش کیا گیا، وہ آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ اس کے بعد فرمایا: ''قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تم جانتے ہو کس وجہ سے ایسا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائیں گے، جہاں آواز دینے والے کی آواز سب کو پہنچ سکے گی اور نظر سب کو دیکھ سکے گی اور سورج بہت قریب ہوگا۔ لوگوں کو ناقابل برداشت غم اور ''**مالا یطاق**'' تکلیف ہوگی بالآخر آپس میں کہیں گے دیکھو تم کس اذیت میں مبتلا ہو، کوئی سفارش کرنے والا تلاش کرو جو پروردگار کے پاس جا کر تمہارے متعلق کچھ کہے۔ پھر باہمی مشورہ کر کے یہ کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو، چنانچہ سب

حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے بنایا اور پھر آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا، انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ براہ کرم! آپ ہماری سفارش فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے ایسا غصہ نہ کبھی پہلے کیا تھا اور نہ آئندہ کرے گا مجھے اس نے ایک درخت کے پھل سے منع کیا تھا، لیکن میں نے کھا لیا تھا، مجھے خود اپنی پڑی ہے تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ بلکہ نوح پیغمبر علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ سب سے پہلے رسول ہو کر زمین پر آئے اور اللہ نے آپ کو اپنا شکر گزار بندہ قرار دیا۔ آپ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کریں۔ آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصہ میں ہے، اس سے پہلے کبھی ایسے غصے میں نہیں آیا اور نہ آئندہ آئے گا اور میرے لیے ایک دعا کا حکم تھا وہ میں اپنی قوم کے خلاف مانگ چکا ہوں۔ مجھے تو خود اپنی پڑی ہے۔ میرے سوا تم کسی اور کے پاس جاؤ بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ یہ سن کر سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور تمام اہل زمین سے اس کے دوست ہیں، آپ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کریں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے، آپ فرمائیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے۔ اس سے پہلے نہ کبھی اتنے غصے میں ہوا اور نہ آئندہ ہو گا میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں کی تھیں۔ اب مجھے تو اپنی پڑی ہے، میرے علاوہ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

اچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کلام و رسالت سے فضیلت عطا فرمائی، آج آپ اللہ کے حضور ہماری سفارش کریں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ آج تو میرا مالک بہت غصے میں ہے، اتنے غصے میں کبھی نہیں ہوا تھا، نہ ہو گا نیز میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جس کے قتل کا مجھے حکم نہ تھا، لہٰذا مجھے تو اپنی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ

حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا تھا۔ آپ اس کی روح ہیں اور آپ نے گود میں رہتے ہوئے بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں۔ کچھ سفارش کرو اور دیکھو ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا پروردگار انتہائی غصہ میں ہے، اتنا کبھی نہ ہوا تھا اور نہ آئندہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق کسی گناہ کو بیان نہیں کریں گے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ مجھے تو اپنی پڑی ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، چنانچہ سب لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ اللہ سے ہماری سفارش فرمائیں۔ دیکھئے ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس وقت میں عرش کے نیچے جا کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اور خوبی کی وہ وہ باتیں میرے دل پر منکشف کرے گا جن کا مجھ سے پہلے کسی پر انکشاف نہیں ہوا ہوگا، تو پھر حکم ہوگا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سر اٹھاؤ اور مانگو جو مانگنا ہے وہ دیا جائے گا۔ تم جس کی سفارش کرو گے ہم سنیں گے۔ میں سر اٹھا کر عرض کروں گا، پروردگار! میری امت پر رحم فرما، میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما، پروردگار! میری امت پر رحم فرما! فرمانِ الٰہی ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کے وہ لوگ جن کا حساب نہیں ہوگا انہیں جنت کے دروازے سے داخل کرو اگرچہ وہ دیگر لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر دوسرے دروازوں سے بھی جنت میں جا سکتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّةِ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَحِمْیَرَ، أَوْ کَمَا بَیْنَ مَکَّةَ وَبُصْرٰی۔ [1]

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جنت کے دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ مکہ اور حمیر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیانی فاصلہ جتنا ہے۔“

---

[1] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ الاسراء، باب قولہ تعالیٰ ذریة من حملنا مع نوح ...... ☆صحیح مسلم، کتاب الایمان باب أدنی اهل الجنة منزلة فیها رقم 287☆ترمذی کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی الشفاعة رقم:2358

فوائد: ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس روایت میں اختصار ہے، دوسری روایات میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ آپ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں، نیز بتوں کو توڑنے کا معاملہ ان کے بڑے نے کیا ہے اور اپنی بیوی سارہ کے متعلق کہا تھا کہ یہ میری بہن ہے۔

اس طرح توریہ اور تعریض سے کام لیا تھا اور اس توریہ اور تعریض کو بھی وہ اپنی شان رفیع کے منافی خیال کر کے اس کو کذب سے تعبیر کریں گے۔ وہ سفارش کرنے سے معذرت فرمائیں گے۔

☆ شفاعت کبریٰ کا حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور آپ اپنے گناہ گار امتیوں کی سفارش فرمائیں گے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن محبت سے وابستہ ہو جانا دنیا میں بھی نفع مند ہے اور آخرت میں فائدہ دے گا۔

نسبت مصطفیٰ بھی بڑی چیز ہے
جس کی نسبت نہیں اس کی بخشش نہیں
خود خدا نے نبی کو یہ فرما دیا
جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
جو نبی کی محبت سے منہ موڑ لے
دونوں عالم میں اس کا گزارہ نہیں



درندوں سے گفتگو!

نبی ﷺ نے قیامت کی ایک یہ نشانی بھی بیان فرمائی کہ قرب قیامت میں درندے انسانوں سے ہم کلامی کریں گے اور کسی آدمی کی لاٹھی اور اس کے جوتے کا تسمہ بھی اس سے گفتگو کرے گا جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ، وحَتّٰی تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِہٖ- وَشِرَاكُ نَعْلِہٖ، وَيُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ))۔ ❶

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے گفتگو نہ کریں گے اور انسان سے اس کی لاٹھی کا کنارہ اور اس کے جوتے کا تسمہ کلام نہ کرے گا اور اس کی ران بتائے گی کہ اس کے گھر والوں نے اس کے جانے کے بعد کیا نئے کام کیے ہیں۔''

فوائد:

اگر اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم میں سے زبان کو قوت گویائی سے نوازا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہیں کہ لاٹھی اور جوتے کے تسمے میں قوت گویائی پیدا فرما دیں جیسا کہ ایک صحابی نے جب نبی ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اللہ قیامت کے دن کافر کو سر کے بل کیسے چلائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ اگر دنیا میں پاؤں کے بل چلانے پر قادر ہے تو آخرت میں سر کے بل بھی چلا لے گا۔



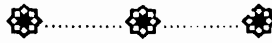
❶ (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب الشراط الساعة الفصل الثانی ☆ترمذی کتاب الفتن عن رسول اللہ باب ماجاء فی کلام السباع رقم 2107 ☆اشراط الساعة 84:1 ☆ مجمع الزوائد 516:8 رقم:14081

زندگی سے فرار!

فتنوں کے دور میں اللہ تعالیٰ سے دین پر استقامت اور خاتمہ بالایمان کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب لوگ زندگی سے فرار کا سوچیں گے اور انہیں قبروں والوں پر رشک آئے گا اور خواہش کا اظہار کریں گے کہ کاش وہ ان کی جگہ ہوتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، لَاتَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَی الْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْہِ، وَیَقُوْلُ: یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ مَکَانَ صَاحِبِ ھٰذَا الْقَبْرِ، وَلَیْسَ بِہِ الدِّیْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ))۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا، اس پر اپنا جسم رگڑے گا اور کہے گا، اے کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔ یہ آرزو دینداری کے سبب نہیں ہوگی بلکہ فتنوں کے سبب ہوگی۔ کوئی شخص زندہ رہنا پسند نہیں کرے گا۔“



درختوں کی پوجا کی جائے گی!

نبی ﷺ نے ایک موقع پر اس گمراہ فرقے کی نشاندہی فرمائی جو درختوں کو متبرک سمجھ کر ان کی پوجا کرے گا جیسا کہ آج کل قبروں اور مزاروں وغیرہ پر اُگے درختوں کی گمراہ لوگ تعظیم کرتے اور ان کے پتوں اور ٹہنیوں کو متبرک سمجھتے ہیں، حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ اِلٰی غَزْوَۃِ حُنَیْنٍ مَرَّ بِشَجَرَۃٍ

---

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب الشراط الساعۃ، الفصل الاوّل ☆ صحیح مسلم، کتاب الفتن و أشراط الساعۃ باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل رقم5176 ☆ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان رقم:4027

لِلْمُشْرِکِیْنَ کَانُوْا یُعَلِّقُوْنَ عَلَیْھَا اَسْلِحَتَھُمْ، یُقَالُ لَھَا: ذَاتُ اَنْوَاطٍ: فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ کَمَا لَھُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰہِ! ھٰذَا کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی: ﴿اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ آلِھَۃٌ﴾ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَرْکَبُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ)) [1]

''جب رسول اللہ ﷺ جنگِ حنین کے لیے نکلے تو آپ ﷺ مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اس درخت کو ''ذاتِ انواط'' کہا جاتا تھا (کچھ لوگوں نے جو توحید پر پختہ نہ تھے) مطالبہ کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ''ذات انواط'' (درخت) مقرر فرمائیں جیسا کہ اُن کے لیے ''ذاتِ انواط'' ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: سبحان اللہ! یہ بات تو بالکل ایسی ہے، جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ ''آپ ہمارے لیے ایک معبود متعین کر دیجئے جیسا کہ ان کافروں کے لیے معبود ہیں۔'' (پھر آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ان لوگوں کے راستوں پر چلنا شروع کر دو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔''

فوائد:

مذکورہ حدیث میں اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ ایسے گمراہ لوگ کوئی تحقیق نہیں کریں گے بلکہ ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوگی جو محض دیکھا دیکھی درختوں، مزاروں اور پتھروں وغیرہ کی عبادت کریں گے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دوسروں کی دیکھا دیکھی اپنے لیے ذات انواط کا مطالبہ کیا موجودہ دور میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جنھیں نماز وروزہ کے احکام کا بھی کما حقہ پتہ نہیں ہوتا لیکن وہ مزاروں پر جا کر بھنگڑا ڈالنے اور شرکیہ امور بجالانے میں کوئی اجتناب نہیں کرتے۔



---

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، الفصل الثالث

اندھے قتل!

نبی ﷺ نے لسان نبوت سے اس بات کی پیشن گوئی فرمائی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب اندھا دھند قتل ہوں گے اور قتل ہونے والے کو اتنا بھی پتہ نہیں ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاتَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ یَوْمٌ لَایَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْمَ قَتَلَ؟ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْمَ قُتِلَ؟)) فَقِیْلَ: کَیْفَ یَکُوْنُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((اَلْهَرْجُ، اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ)) ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا (برا) دن نہ آ جائے (جس میں) نہ قاتل کو علم ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا ہے اور نہ ہی مقتول کو علم ہوگا کہ وہ کیوں قتل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کا سبب فتنہ ہوگا (نیز) قاتل اور مقتول (دونوں) دوزخ میں ہوں گے۔ (مسلم)

موجودہ دور میں یہی صورتحال پیدا ہوتی جا رہی ہے قتل و غارت گری عام ہے قاتل و مقتول کسی خاص وجہ کے بغیر ایک دوسرے کے خون سے ہاتھوں کو رنگ رہے ہیں اللہ فتنوں سے بچا کے دین پر قائم رکھے آج کل فتنوں کے سیلاب میں دین پر چلنا مشکل کام بنتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔



[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن الفصل الاول، صحیح مسلم الفتن واشراط الساعۃ حدیث ۵۱۷۷

پسند و ناپسند کا معاملہ

اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ بندہ دوسروں کو خود پر ترجیح دے نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرے اور اسی طرح اپنے بھائی کیلئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے اگر اپنے لئے اچھی اور اپنے بھائی کیلئے گھٹیا چیز پسند کرے گا، تو اس سے صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ اپنی ذات اور شخصیت کو دوسروں سے اعلی گردانتا ہے نبی ﷺ نے ذیل کی روایت میں قسم اٹھا کے اپنے مسلمان بھائی کے حوالہ سے پسند و ناپسند کے معاملہ کو ایمان کا حصہ قرار دیا چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَ خِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز محبوب نہ جانے جو وہ اپنے لیے محبوب جانتا ہے۔

پسند و ناپسند سے مراد صرف خریداری کی اشیاء ہی نہیں ہیں بلکہ اس کا مفہوم بہت وسیع ہے اگر میں پسند کرتا ہوں کہ لوگ میرا احترام کریں میری جانب انگلی نہ اٹھائیں، میری غیبت نہ کریں تو اپنے بھائی کے لیے بھی یہی جذبات ہونے چاہئیں اگر میں چاہتا ہوں کہ میری محبت مسجد کے ساتھ ہو مجھے جنت کا دخول نصیب ہو تو یہی سوچ اپنے بھائی کے لیے بھی ہونی چاہیے۔

اگر اپنے لیے تو بہتری کی سوچ ہو اور اپنے بھائی کے لیے گھٹیا سوچ اور پسند و ناپسند میں ایسا ہی فرق آجائے تو مذکورہ روایت کے مطابق ایمان میں نقص آجاتا ہے اسلام نے بھائی چارے کو فروغ دینے کا درس دیا ہے صرف اپنے بھائی سے محبت کرنے پر کتنے اجر ہیں ان میں سے چند ایک

---

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الاداب باب الشفقۃ و الرحمۃ علی الخلق الفصل الاول☆ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ رقم 65 ☆ سنن نسائی کتاب الایمان و شرائعہ باب علامۃ الایمان رقم 4931☆ المعجم الصغیر الطبرانی 2: 18 رقم: 700

ملاحظہ کیجئے۔

☆ اپنے بھائی سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے پر جس میں کوئی لالچ یا دنیاوی مفاد نہ ہو عرش الٰہی کا وعدہ ہے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی یہ روایت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَ رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ [1]

سیدنا ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا (یعنی عرش کے نیچے) جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو حاکم منصف (جو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرے خواہ بادشاہ ہو خواہ کوتوال ہو)، دوسرا وہ جوان جو اللہ کی عبادت کے ساتھ بڑھا ہو، تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد ہی میں لگا رہے، اس کے بعد وہ دو شخص جو آپس میں اللہ کے واسطے محبت کریں اور اسی کے لیے ملیں اور اسی کے لیے جدا ہوں، پانچواں وہ شخص (جو ایسا متقی ہو) کہ اسے کوئی حسب و نسب والی مالدار عورت زنا کے لیے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اور زنا سے باز رہے)، چھٹا وہ شخص جو صدقہ ایسے چھپا کر دے کہ دائیں کو خبر نہ ہو کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اس کے آنسو بہہ پڑیں (اللہ کی محبت یا خوف کی وجہ سے)۔

☆ بغیر کسی مفاد کے اگر اپنے دینی بھائی سے آدمی ملنے کے لیے جائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو پالیتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ

"أَنَّ رَجُلًا زَارَأَخًا لَهُ فِيْ قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ قَالَ : أَيْنَ تُرِيْدُ؟قَالَ أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ، قَالَ : هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّيْ اَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ" [1]

"ایک آدمی دوسری بستی کی طرف اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کردیا۔ جب وہ اس فرشتے کے پاس پہنچا تو اس فرشتہ نے پوچھا:"کہاں جارہے ہو؟" اس نے کہا: "اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جارہا ہوں۔" فرشتے نے پوچھا:"کیا تو نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جسے بڑھانا چاہتا ہے؟" کہا:"نہیں، بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر میں اس سے محبت کرتا ہوں۔" فرشتے نے کہا:"میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے پیغام لے کر آیا ہوں، جس طرح تو نے اللہ کی رضا کی خاطر اس سے محبت کی ہے اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتے ہیں۔

☆ جب بندہ اللہ کے حضور دعا کرتا ہے تو اس دعا میں اگر اپنے بھائی کو بھی شامل کر لے یا دعا ہی خاص اپنے بھائی کیلئے کرے تو اس پر ایک فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو چیز تو اپنے بھائی کیلئے مانگ رہا ہے اللہ تجھے بھی عنایت کرے اس کی دلیل صحیح مسلم میں موجود ہے حضرت صفوان بیان کرتے ہیں۔

"میں شام آیا تو ابوالدرداءؓ کے گھر حاضر ہوا، لیکن انہیں گھر میں نہ پایا۔ ابوالدرداءؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا:"تمہارا اس سال حج کا ارادہ ہے؟" میں نے کہا:"جی ہاں!" کہنے لگی: "اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے خیریت کی دعا کرنا کیونکہ بلاشک وشبہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ" [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب فضل الحب فی اللّٰہ

[2] صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب

''مسلمان شخص کی اپنے عدم موجود بھائی کے بارے میں دعا قبول کی جاتی ہے، اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: ''آمین! اور تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو (جو تو اپنے بھائی کے لیے طلب کرتا ہے وہی چیز اللہ تجھے عطا فرمائے گا)۔''

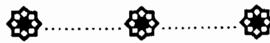
''صفوان نے کہا کہ پھر میں بازار کی طرف نکلا تو وہاں ابو الدرداءؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ویسی ہی حدیث بیان فرمائی۔''

☆ اگر اپنے بھائی کی تیمارداری کیلئے جائے تو اس کا ہر قدم اس کیلئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ ، لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ'' [1]

''بے شک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے تازہ پھل چننے میں مصروف رہتا ہے۔''



تلوار اور زبان سے جہاد

وہ زبان جس سے نکلنے والے الفاظ ایوان کفر میں زلزلہ بپا کر دیں قابل تعریف ہے نبی ﷺ نے اسے زبان کے جہاد سے تعبیر کیا ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّنِ۔

[1] مسلم، كتاب البر والصلة باب فضل عيادة المريض رقم: 2568

وَفِیْ ((الْاِسْتِیْعَابِ لِاِبْنِ عَبْدِالْبَرِّ، اَنَّہٗ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَاذَا تَرٰی فِی الشِّعْرِ: فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ یُجَاھِدُ بِسَیْفِہٖ وَلِسَانِہٖ))۔ [1]

بے شک اللہ تعالیٰ نے اشعار کے بارے میں جو حکم نازل کیا وہ معلوم ہے (یعنی شعراء کو برا کہا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، بلاشبہ مومن تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے گویا تم اشعار کے ساتھ تیروں کی مانند بوچھاڑ کرتے ہو۔ (شرح السنہ) اور ابن عبدالبر کی کتاب "اَلْاِسْتِیْعَابُ" میں ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اشعار کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، بلاشبہ مومن شخص اپنی تلوار اور اپنی زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔"

مقصود یہ ہے کہ اسلامی شعراء جب کفار کے بارے میں ہجویہ اشعار کہتے ہیں تو ان کے اثرات تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ زوردار ہوتے ہیں۔ گویا اشعار کو مطلقاً مذموم قرار دینا درست نہیں۔ ہاں! وہ شعراء جو سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، ان کے اشعار مذموم ہیں اور وہ اشیاء جو دین اسلام کی تبلیغ سے متعلق ہوں یا نعتیہ کلام ہو اس کی اجازت ہے بلکہ یہ اچھا عمل ہے۔

بروزِ محشر نعمتوں کا سوال

بندے کو چاہیے کہ اللہ کی نعمتوں کا صحیح استعمال کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا رہے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کے بارے قیامت کے دن بندے سے سوال ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ لَیْلَۃٍ، فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الاداب باب البیان والشعر الفصل الثانی

☆ مسند احمد من مسند القبائل حدیث کعب بن مالک رقم: 25921

وَعُمَرَ فَقَالَ: ((مَا اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟)) قَالَا: الْجُوْعُ ۔ قَالَ: ((وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا، قُوْمُوْا)) فَقَامُوْا مَعَهٗ ، فَاَتٰى رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ ،فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ: مَرْحَبًا وَاَهْلًا ۔ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيْنَ فُلَانٌ؟)) قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ ۔اِذْ جَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِنِّيْ ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَجَائَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٍ وَتَمْرٍ وَرُطَبٍ ، فَقَالَ: ((كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ ، وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ)) ۔ فَذَبَحَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ، وَشَرِبُوْا، فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ)) ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ [1]

ایک دن یا ایک رات رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی ملاقات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی آپ ﷺ نے (ان سے) دریافت کیا، اس وقت تم کیوں گھروں سے نکلے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا، بھوک کی وجہ سے! آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) چلیں! چنانچہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ ایک انصاری کے ہاں گئے وہ گھر پر نہ تھا۔ جب اس کی بیوی نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے کہا، آپ ﷺ کا تشریف لانا مبارک ہے۔ آئیں، خوش

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الاطعمه باب الضیافة الفصل الاول ☆ صحیح مسلم کتاب الاشربه باب جواز استتباعه غیره إلى دار من یثق برضاه رقم3799

آ مدید! رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا، فلاں شخص کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا، وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے اتنی دیر میں وہ انصاری بھی آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں کی جانب (مسرت بھری نگاہ سے) دیکھا۔ بعد ازاں اس نے کہا، اللہ کا شکر ہے کہ آج مہمانوں کے لحاظ سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ عزت والا نہیں ہے۔ راوی نے بیان کیا، وہ گیا اور ان کے پاس کھجور کے درخت کی ایک شاخ لایا جس میں کچی، پکی عمدہ قسم کی کھجوریں تھیں۔ اس نے عرض کیا، آپ ﷺ انہیں تناول فرمائیں اور اس (انصاری) نے چھری (ہاتھ میں) لی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مشورہ دیا کہ دودھ والا جانور نہ ذبح کرنا۔ اس نے ان کیلئے بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی پیا۔ جب وہ (اچھی طرح) کھاپی کر سیر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو (مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کی ہاتھ میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ تم بھوکے گھروں سے نکلے تھے۔ واپس لوٹنے سے پہلے تمہیں یہ نعمتیں نصیب ہوئیں۔

جامع ترمذی کی روایت میں یہی مضمون یوں بیان ہوا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ خلاف معمول گھر سے نکلے۔ اس وقت آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے بھی کوئی نہیں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ صرف آپ ﷺ کی ملاقات زیارت اور سلام عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے آیا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے کچھ بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ پھر وہ سب ابو الہیثم بن تیہان انصاری کے گھر کی طرف چل پڑے۔ ابوالہیثم کے ہاں بہت سے کھجوروں کے درخت اور کثیر تعداد میں بکریاں تھیں البتہ خادم کوئی نہیں تھا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہیں موجود نہ پا کر ان کی بیوی سے پوچھا کہ کہاں گئے ہیں؟ عرض کیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے

میں وہ ایک مشک اٹھائے ہوئے پہنچ گئے۔ پھر مشک رکھی، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لپٹ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ پھر ابوالہیثم ان تینوں حضرات کو لے کر اپنے باغ میں چلے گئے ان کے لیے کپڑا بچھایا اور درخت سے کھجور کا گچھا توڑ کر حاضر کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہمارے لیے صرف تازہ کھجوریں ہی کیوں نہ لائے؟ انہوں نے عرض کیا میں اس ارادہ سے تازہ پختہ اور نیم پختہ کھجوریں لایا ہوں تاکہ آپؐ جو چاہیں اختیار فرمائیں۔ پس انہوں نے کھجوریں کھائیں اور میٹھا پانی پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ ٹھنڈا سایہ، پاکیزہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی ایسی نعمتیں ہیں کہ قیامت کے دن ان کے متعلق تم لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ پھر جب ابوالہیثمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرنے کیلئے جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ ابوالہیثمؓ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور پکا کر پیش کیا تو ان حضرات نے کھانا کھایا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی خادم نہیں۔ انہوں نے عرض کیا "نہیں" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو آنا (تھوڑے ہی دنوں میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو قیدی پیش کئے گئے۔ تو ابوالہیثم رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ان میں سے جسے چاہو لے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں دے دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے یہ لے لو کیونکہ میں اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں اور سنو میں تمہیں اس سے بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔ جب ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے بیوی کے پاس جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا تو وہ کہنے لگیں کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل اس صورت میں کر سکتے ہو کہ اسے آزاد کر دو۔ ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو پھر یہ اسی وقت آزاد ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نبی یا خلیفہ کے ساتھ دو قسم کے رفقاء رکھتے ہیں ایک وہ جو اسے اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور دوسرے وہ جو اسے خراب کرتے ہیں۔ لہٰذا جسے برے رفقاء سے نجات دے دی گئی وہ نجات پا گیا۔ [1]



[1] (صحیح) جامع ترمذی کتاب الزهد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی معیشة اصحاب النبی ﷺ رقم: 2292

کھانے سے پہلے بسم اللہ

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینی چاہیے اس سے کھانے میں برکت پڑتی ہے اور شیطان بھی اس کھانے سے دور ہو جاتا ہے صحیح مسلم کی روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ طَعَاماً لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ۔ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَهُ بِيَدِهٖ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَأَكَلَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ [1]

جب کبھی ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کسی کھانے کی مجلس میں حاضر ہوتے تو (اس وقت تک) جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کھانے میں اپنا ہاتھ نہ ڈالتے ہم بھی نہ ڈالتے۔ (حذیفہؓ کہتے ہیں) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم آپ ﷺ کی رفاقت میں کھانے پر مدعو تھے۔ ایک لونڈی آئی، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہے۔ وہ کھانے میں (اپنا) ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد ایک دیہاتی آیا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور فرمایا، شیطان اس کھانے کو حلال گردانتا ہے، جس پر ''بسم اللہ'' نہ پڑھی جائے۔ شیطان اس لونڈی کو لایا تاکہ اس کے ذریعہ اپنے لئے

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الاطعمہ رقم 4237☆ مسلم، کتاب الاشربہ باب آداب الطعام والشراب رقم: 3761

کھانا جائز کرے۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اس دیہاتی کو لایا تا کہ اس کے ذریعہ کھانا حلال کر لے۔ میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بلاشبہ شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں لونڈی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ بعد ازاں آپ ﷺ نے ''بسم اللہ'' پڑھی اور کھانا تناول فرمایا۔

مذکورہ حدیث میں نبی ﷺ نے کھانا کھانے کے آداب بیان فرمائے ہیں، کھانے پینے کے آداب بھی انسان کے مہذب اور غیر مہذب ہونے کا پتہ دیتے ہیں کھانے پینے میں شائستگی کا اظہار کیا جائے تو اس سے نہ تو ساتھ بیٹھ کر کھانے والے دیگر افراد کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نہ میزبان تکلیف محسوس کرتا ہے اسلام نے اس ضمن میں پیش آمدہ غیر اخلاقی چیزوں سے احسن انداز میں روک دیا ہے۔ ذیل میں وہ چیزیں بیان کی جا رہی ہیں جو کھانے کے آداب کے منافی ہیں اور گھر میں یا کسی دعوت میں کھانا کھاتے وقت ان چیزوں سے بچنا چاہیے۔

1۔ ہر وہ کام جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے برکت والا نہیں ہوتا اللہ کا نام لے کر کام کو شروع کرنے میں روحانی اور جسمانی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ کھانے پینے سے پہلے اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان ساتھ شریک ہو جاتا ہے، جب گھر اور کھانے میں شیطان موجود ہو تو نہ کھانے میں تسکین ملتی ہے اور نہ گھر سکون فراہم کرتا ہے۔ شیطانیت کی موجودگی میں روحانی برکات ختم ہو جاتی ہیں شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ بندہ کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے۔

غور فرمائیے! اگر کھانے کے دوران میوزک چل رہا ہو یا فلم و ڈرامہ دیکھا جا رہا ہو وہاں بسم اللہ پڑھنے کی ہوش نہیں ہوگی اور ایسے ماحول میں تو شیطان پہلے ہی موجود ہوتا ہے ہم اپنے بچوں کی اسلامی تربیت نہیں کر پائیں گے۔ کھانے کے دوران مکمل یکسوئی چاہیے اپنے بچوں کو ساتھ بٹھا کے انہیں اس بات کی تربیت دینی چاہیے کہ بیٹا! کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ اس ضمن میں چند آداب ملاحظہ فرمائیں:

1۔ نبی ﷺ تمام اچھے کاموں میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے کھانا کھانے میں بھی دائیں ہاتھ کو استعمال فرماتے، صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے درج ذیل روایت مروی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ۔ [1]

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

اگر کوئی بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تو آپ اسے کھانے کے دوران ہی روک دیتے حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ [2]

سیدنا ایاس بن سلمہ بن اکوعؓ اپنے والد (سلمہ بن اکوعؓ) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھا۔'' وہ بولا کہ میرے سے نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کرے تجھ سے نہ ہوسکے۔ اس نے ایسا غرور کی راہ سے کیا تھا۔ (راوی) کہتا ہے کہ وہ (ساری زندگی) اس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا۔

2۔ جب دو چار افراد مل کر کھا رہے ہوں تو برتن میں اپنے سامنے سے کھانا چاہیے پوری پلیٹ میں اپنا ہاتھ نہ گھمائے حضرت عمر بن ابی سلمہؓ بیان کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي يَا غُلَامُ! سَمِّ اللَّهَ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الاشربه باب آداب الطعام و الشراب و احکامهما

[2] صحیح مسلم، کتاب الاشربه باب آداب الطعام و الشراب و احکامهما

وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ [1]

سیدنا عمر بن ابی سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا (کیونکہ آپ ﷺ نے عمر کی والدہ ام المومنین ام سلمہؓ سے نکاح کیا تھا) اور میرا ہاتھ پلیٹ (برتن) میں سب طرف گھوم رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا نام لے کر، داہنے ہاتھ سے کھا اور جو سامنے ہو ادھر سے کھا۔''

دوسروں کے سامنے سے ہاتھ بڑھا کے کوئی چیز اُٹھا لینے میں جہاں حرص وطمع کا اظہار ہوتا ہے وہاں دوسرا بندہ بھی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ حضرت جبلہ بن سحیم بیان فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ قَالَ وَقَدْ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جَهْدٌ وَكُنَّا نَأْكُلُ فَيَمُرُّ عَلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ فَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ لَا أُرَى هَذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا مِنْ كَلِمَةِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَعْنِي الْإِسْتِئْذَانَ [2]

سیدنا ابن زبیرؓ ہمیں کھجوریں کھلاتے تھے اور ان دنوں لوگوں کو (کھانے کی) تنگی تھی۔ ہم کھا رہے تھے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سامنے سے نکلے اور کہنے لگے کہ دو دو کھجوریں (ملا کر) مت کھاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے مگر (اس وقت کھاؤ) جب اپنے بھائی سے اجازت لے لو۔ شعبہ نے کہا اجازت لینے کا قول میں سمجھتا ہوں سیدنا ابن عمرؓ کا اپنا ہے۔

اس کو آپ کسی بھی کھانے پر قیاس کر سکتے ہیں جھپٹا بازی اور آداب کو نظر انداز کرنے سے تکلیف دہ صورتحال پیدا ہوتی ہے جو سب کے لیے پریشان کن ہوتی ہے۔

3۔ کھانا اگر پسند نہ آئے تو اس میں عیب نکالنے کی بجائے کھانے کو چھوڑ دینا چاہیے کھانے میں عیب نکالنے سے میزبان کی دل شکنی ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ أَنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَأَنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ [3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الاشربه باب آداب الطعام والشراب واحكامهما

[2] صحيح مسلم، كتاب الاشربه باب نهى الآكل مع جماعة عن قران تمرتين ونحوهما

[3] صحيح بخاري، كتاب الاطعمه، باب ما عاب النبي ﷺ طعاماً

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اگر دل چاہتا تو تناول فرماتے وگرنہ چھوڑ دیتے۔

کھانے کے آداب سے ہے کہ عیب جوئی نہ کی جائے یعنی اس میں نمک تھوڑا یا زیادہ ہے یا اس کا شوربا بہت پتلا یا گاڑھا ہے یا اچھی طرح پکا ہوا نہیں ہے کیونکہ اس سے پکانے والے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

4۔ ٹیک لگا کر کھانا کھانا درست نہیں نبی ﷺ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے، اس کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل روایت ہے:

عَنْ أَبِی جُحَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: (لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِیٌ) [1]

حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے اپنے پاس موجود ایک شخص سے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔

بہتر ہے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانا کھایا جائے یا قدموں پر بیٹھ کر تناول کیا جائے یا دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پر بیٹھ کر بھی کھانا کھایا جا سکتا ہے۔ ٹیک لگا کر کھانے سے پیٹ بڑھ جاتا ہے۔

5۔ کھانا کھانے کے بعد اتنی دیر تک مہمان کے ہاں بیٹھنا چاہئے جتنی دیر تک میزبان کی خواہش ہو اگر میزبان ایسی خواہش کا اظہار نہ کرے تو کھانے کے فوراً بعد اُٹھ جانا چاہئے تاکہ افراد خانہ کو تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے بعض افراد کھانے کے بعد وہاں مجلس لگا کر بیٹھ جاتے ہیں دیر تک ہا، ہو کی آوازیں گونجتی رہتی ہیں اُٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ یہ بد تہذیبی ہے جس سے گھر والے کوفت محسوس کرتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی اس عادت سے نبی ﷺ کو بھی تنگ کیا کرتے تھے اور آپ اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اس کو برداشت کر لیتے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں اس نازیبا حرکت سے روک دیا

[1] صحیح بخاری کتاب الاطعمه باب الاکل متکئًا

اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَانِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ(سورۃ احزاب آیت53)

''اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو آؤ مگر جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔''

اس آیت کے شان نزول کے متعلق حضرت انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں:

أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ ، كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ ، أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ، وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ إِرْتِفَاعِ النَّهَارِ ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَمَا قَامَ الْقَوْمُ ، حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا ، فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا ، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ [1]

حجاب کا شان نزول سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے' حضرت ابی بن کعبؓ مجھ ہی سے پوچھا کرتے تھے۔ ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضرت زینبؓ سے نئی نئی شادی ہوئی تھی اور آپ نے ان سے مدینہ منورہ میں نکاح کیا تھا آپ نے لوگوں کو کھانے کی اس وقت دعوت دی جب دن چڑھ آیا تھا جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ وہاں بیٹھے رہے اور آپ کے ساتھ چند آدمی باتوں میں مصروف' وہاں برا جمان رہے آپ اٹھ کر وہاں سے چلے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس پہنچ کر آپ کو یہ خیال آیا کہ اب لوگ چلے گئے ہوں گے' اس لئے واپس چلے آئے اور آپ کے ساتھ میں بھی آ گیا۔ دیکھا تو وہ لوگ وہیں اپنی جگہ پر بیٹھے

[1] صحیح بخاری، کتاب الاطعمة باب قول اللّٰہ تعالیٰ فإذا طعمتم فانتشروا

ہیں پھر آپ واپس تشریف لے گئے حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس پہنچے تو پھر لوٹ کر آئے' میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو دیکھا کہ اب لوگ جا چکے ہیں پھر آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا۔ اس وقت پردے کا حکم نازل ہوا۔

امام بخاری اس حدیث کو اس لئے لائے ہیں کہ اس میں کھانے کا ایک ادب بیان ہوا ہے کہ جب کھانے سے فراغت ہو جائے تو اٹھ کر چلے جانا چاہئے وہاں بیٹھے رہنا عقل مندی نہیں بلکہ اس سے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی ہے۔

6۔ مہمان کے سامنے غصہ کرنے اپنے کسی بیٹے وغیرہ کو ڈانٹنے سے مہمان کو کوفت ہوتی ہے دعوت کا لطف برقرار نہیں رہتا امام بخاری رحمتہ اللہ نے صحیح بخاری کے کتاب الادب میں ایک باب ان الفاظ میں قائم کیا ہے ''مَا یُکْرَہُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّیْفِ'' (مہمان کے سامنے غصہ کرنا اور رنج کرنا ناپسند کیا گیا ہے) اور اس کے ثبوت کیلئے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍؓ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ تَضَیَّفَ رَھْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ دُوْنَکَ اَضْیَافَکَ فَاِنِّی مُنْطَلِقٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاھُمْ قَبْلَ اَنْ اَجِیْءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَتَاھُمْ بِمَا عِنْدَہٗ فَقَالَ اطْعَمُوْا فَقَالُوْا اَیْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اطْعَمُوْا قَالُوْا مَا نَحْنُ بِاٰکِلِیْنَ حَتّٰی یَجِیْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاکُمْ فَاِنَّہٗ اِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَیَنَّ مِنْہُ فَاَبَوْا فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ یَجِدُ عَلَیَّ فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّیْتُ عَنْہُ فَقَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَاَخْبَرُوْہُ فَقَالَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَکَتُّ ثُمَّ قَالَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَکَتُّ فَقَالَ یَا غُنْثَرُ اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ اِنْ کُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِیْ لَمَّا جِئْتُ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ اَضْیَافَکَ فَقَالُوْا صَدَقَ اَتَانَا بِہٖ قَالَ فَاِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِیْ وَاللّٰہِ لَآ اَطْعَمُہُ اللَّیْلَۃَ فَقَالَ الْاٰخِرُوْنَ وَاللّٰہِ لَا نَطْعَمُہٗ حَتّٰی تَطْعَمَہٗ قَالَ لَمْ اَرَ فِی الشَّرِّ کَاللَّیْلَۃِ وَیْلَکُمْ مَآ اَنْتُمْ لِمَ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاکُمْ ھَاتِ طَعَامَکَ فَجَآءَہٗ فَوَضَعَ

یَدَہٗ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الْاُوْلٰی لِلشَّیْطَانِ فَأَکَلَ وَاَکَلُوْا [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (صاحب) نے چند لوگوں کی دعوت کی اور مجھے کہا مہمانوں کی خبر رکھیو (ان کو تکلیف نہ ہونے پائے) میں آنحضرت ﷺ کے پاس جاتا ہوں میرے لوٹنے سے پہلے تو ان کو کھانا وغیرہ کھلا دینا (یہ کہہ کر والد صاحب چلے گئے) میں مہمانوں کے سامنے ماحضر لایا اور ان سے کہا تناول فرمالیجئے وہ کہنے لگے ہمارے صاحب خانہ کہاں ہیں میں نے کہا آپ کھانا نوش فرمالیجئے (ان کا انتظار نہ کیجئے معلوم نہیں وہ کب آئیں) لیکن انہوں نے نہ مانا کہنے لگے جب تک ہمارے صاحب خانہ نہ آئیں ہم کھانا نہیں کھائیں گے میں نے کہا نہیں آپ لوگ کھالیں، اگر آپ نہ کھائیں گے اور والد صاحب آ گئے تو مجھ پر خفا ہوں گے انہوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا اب میں سمجھ گیا کہ والد صاحب آ کر ضرور مجھ پر خفا ہوں گے جب وہ آئے تو میں ایک طرف چلا گیا (چھپ گیا) انہوں نے گھر میں آتے ہی پوچھا کیوں کیا ہوا (مہمانوں نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟) لوگوں نے جو حال گزرا تھا وہ کہہ سنایا انہوں نے پکارا عبدالرحمٰن! میں (ڈر کے مارے) خاموش ہو رہا پھر پکارا عبدالرحمٰن! جب بھی خاموش رہا آخر کہنے لگے نالائق میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو میری آواز سنتا ہے تو باہر آ اس وقت میں نکل کر آیا میں نے کہا آپ اپنے مہمانوں سے تو پوچھئے۔ مہمان کہنے لگے عبدالرحمٰن سچ کہتا ہے اس کا کوئی قصور نہیں) وہ کھانا لایا تھا (مگر ہم نے نہیں کھایا) والد صاحب نے کہا تو آپ لوگ میرا انتظار کرتے رہے میں تو قسم پروردگار کی آج رات کو کچھ نہیں کھانے کا مہمانوں نے کہا قسم پروردگار کی ہم بھی اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک آپ نہ کھائیں والد کہنے لگے بھائی میں نے ایسی خراب رات کبھی نہ دیکھی اجی حضرت مہمان صاحبو آپ کو کیا ہو گیا ہے جو آپ ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول نہیں کرتے خیر عبدالرحمٰن تو کھانا لے کر آ، میں کھانا لایا والد صاحب نے بسم اللہ کہہ کر اس پر ہاتھ ڈالا والد نے کہا پہلی حالت شیطان کی طرف سے تھی غرض پھر والد صاحب نے کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ مہمانوں کے سامنے غصہ کا اظہار

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب مایکرہ من الغضب

کرنا شیطان کی طرف سے تھا جس سے بدمزگی پیدا ہوئی۔

7۔ بیماری کے پیش نظر تو بندہ کسی چیز سے خود کو روک سکتا ہے اس کے علاوہ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے اور اس کے نہ کھانے کے لیے قسم اٹھا لے ذیل میں دو احادیث اس ضمن میں نقل کی جا رہی ہیں۔

زہدم بن مضرب بیان کرتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ فَاُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ اَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ ادْنُ فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ اَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَهٗ فَقَالَ ادْنُ اُخْبِرْكَ اَوْ اُحَدِّثْكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِيْ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِبِلٍ فَقَالَ اَيْنَ الْاَشْعَرِيُّوْنَ اَيْنَ الْاَشْعَرِيُّوْنَ قَالَ فَاَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرٰى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَآ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ اَنْ لَّا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا اَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّ تَحَلَّلْتُهَا۔ [1]

ہمارے قبیلے جرم اور ابو موسیٰ کے قبیلے اشعری میں دوستی اور برادری تھی (ایک بار ایسا ہوا ابو

[1] صحیح بخاری کتاب الذبائح باب الدجاج

موسیٰ کے پاس کھانا لایا گیا اس میں مرغی تھی جو لوگ وہاں حاضر تھے ان میں (ایک سرخ رنگ کا شخص بھی تھا وہ بیٹھا رہا کھانے کے قریب نہ آیا ابو موسیٰ نے اس سے کہا نزدیک آؤ کھانا کھاؤ کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے وہ شخص کہنے لگا مجھے مرغی سے گھن آتی ہے میں نے اس کو پلیدی کھاتے دیکھا اس لئے قسم اٹھا چکا ہوں مرغی کبھی نہ کھاؤں گا اب کیسے کھاؤں ابو موسیٰ نے کہا (ارے نزدیک آ) میں تجھے (قسم کا علاج) بتاتا ہوں ہوا یہ کہ میں چند اشعری لوگوں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا اتفاق سے آپ اس وقت غصے میں تھے اور خیرات کے جانور لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے ہم نے بھی آپ سے سواری کے اونٹ مانگے آپ نے قسم اٹھائی میں تمہیں سواری نہیں دوں گا فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر ایسا ہوا آپ کے پاس مال غنیمت سے کچھ اونٹ آئے آپ نے (ان کو دیکھ کر) پوچھا اشعری لوگ کہاں گئے اشعری لوگ کہاں گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ نے ہمیں پانچ اونٹ مرحمت فرمائے وہ بھی عمدہ سفید کوہان کے ہم تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا نبی ﷺ اپنی قسم بھول گئے۔ اللہ کی قسم اگر ہم آپ ﷺ کو غفلت میں رہنے دیں قسم یاد نہ دلائیں تو کبھی ہماری بھلائی نہیں ہوگی آخر ہم لوگ دوبارہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ پہلے ہم نے آپ سے سواری مانگی تھی تو آپ نے قسم اٹھائی تھی میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ ہم سمجھتے ہیں آپ نے اپنی قسم بھول کر، ہمیں یہ اونٹ دیئے ہیں آپ نے فرمایا: یہ تمہیں اللہ نے سواری فراہم کی ہے، اللہ کی قسم جب میں کوئی قسم اٹھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو جو بات بہتر معلوم ہوتی ہے وہ کر لیتا ہوں قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

2 حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو شیرینی اور شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی بیویوں کے پاس جاتے، اور کسی کے قریب ہوتے، ایک دفعہ حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس گئے اور وہاں اپنے معمول سے زیادہ وقت قیام فرمایا: ''اس لئے مجھے غیرت آئی۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے کہا گیا کہ حضرت حفصہؓ کے میکے سے کسی عورت نے چمڑے کے مشکیزے میں کچھ شہد بطور تحفہ بھیجا تھا جس میں سے کچھ انہوں نے نبی ﷺ کو بھی پلایا۔ میں نے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں ضرور کچھ حیلہ کروں گی، لہٰذا میں نے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے کہا کہ جب آپ تیرے پاس آئیں تو کہنا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟

آپ ﷺ انکار کریں گے تو پھر کہنا آپ کے منہ سے یہ بو کیسی آ رہی ہے؟ آپ فرمائیں گے کہ حفصہؓ نے مجھے کچھ شہد پلایا تھا تو کہنا شاید اس شہد کی مکھی نے درخت عرفط کا عرق چوسا تھا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ سودہؓ نے کہا اللہ کی قسم! آپ ﷺ ابھی آ کر میرے دروازے پر کھڑے ہوئے ہی تھے میں نے تمہارے ڈر سے ارادہ کیا کہ ابھی سے پکار کر آپ سے وہ کہہ دوں جو تم نے کہا تھا۔ پس جب آپ حضرت سودہؓ کے قریب پہنچے تو انہوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا پھر آپ کے منہ سے مجھے بو کیسی آتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حفصہؓ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے تب حضرت سودہؓ نے کہا کہ شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا پھر جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی آپ سے یہی کہا: اور جب حضرت صفیہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ چنانچہ جب آپ حضرت حفصہؓ کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حضرت حفصہؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو شہد اور پلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے شہد کی ضرورت نہیں۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے پھر حضرت سودہؓ نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے آپ کو شہد سے محروم کر دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔ [1]

آپ ﷺ نے بیویوں کی وجہ سے جو شہد پینا چھوڑ دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم کی ابتدائی آیات سے آپ کو مطلع فرمایا کہ آپ کا اس طرح ایک حلال چیز کو حرام ٹھہرا لینا درست نہیں، اس میں امت کے افراد کے لیے یہ اشارہ ہے کہ جب پیغمبر ﷺ کو منع فرما دیا گیا کہ وہ حلال چیز کا استعمال خود پر بند نہ کریں تو دیگر افراد کے لیے بھی درست نہیں کہ وہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دے ڈالیں۔

یہ تو کھانا کھانے کے آداب تھے اور شریعت نے پانی یا کوئی اور مشروب پینے میں بھی کچھ آداب متعین فرمائے ہیں اور ناشائستہ باتوں سے روکا ہے چند چیزیں اس ضمن میں درج ذیل ہیں۔

1۔ اگر پینے والی کوئی چیز تقسیم کرنا چاہے تو دائیں جانب سے ابتداء کرے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری کتاب الطلاق باب لم تحرم ما احل اللہ لك

أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي دَارِنَا فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِي هَذِهِ قَالَ فَأَعْطَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ يَسَارِهِ وَ عُمَرُ وِجَاهَهُ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ شُرْبِهِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُرِيهِ إِيَّاهُ فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَعْرَابِيَّ وَ تَرَكَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَيْمَنُونَ الْأَيْمَنُونَ الْأَيْمَنُونَ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ [1]

رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں آئے اور پانی مانگا۔ہم نے بکری کا دودھ دھویا، پھر اس میں اپنے اس کنویں سے پانی ملایا اور رسول اللہ ﷺ کو دیا۔آپ ﷺ نے پیا اور سیدنا ابوبکرؓ آپ ﷺ کی بائیں طرف بیٹھے تھے اور سیدنا عمرؓ سامنے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا۔جب رسول اللہ ﷺ نے سیر ہو کر پی لیا تو سیدنا عمر نے (سیدنا ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ یارسول اللہ! یہ ابوبکر ﷺ ہیں۔آپ ﷺ نے (باقی) اعرابی کو دیا اور سیدنا ابوبکر اور عمرؓ کو نہیں دیا اور فرمایا ''دائیں طرف والے مقدم ہیں، دائیں طرف والے، پھر دائیں طرف والے۔'' سیدنا انسؓ نے کہا کہ یہی تو سنت ہے، سنت ہے، سنت ہے۔

ہاں اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ دائیں جانب کم عمر بچہ ہے اور بائیں جانب کوئی معزز آدمی موجود ہے تو بچے سے اجازت لی جا سکتی ہے اگر وہ اجازت نہ دے تو اسی سے ابتداء کریں گے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ بیان فرماتے ہیں۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللَّهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَدِهِ [2]

[1] صحيح مسلم كتاب الاشربه باب اذا شرب فالايمن أحق

[2] صحيح مسلم، كتاب الاشربه باب فى استئذان الصغير فى إعطاء الشيوخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کی کوئی چیز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑے بڑے لوگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا: ''تو مجھے بڑے لوگوں کو پہلے دینے کی اجازت دیتا ہے؟ وہ بولا کہ نہیں اللہ کی قسم! میں اپنا حصہ جو آپ کی طرف سے مل رہا ہے، کسی دوسرے کو نہیں دینا چاہتا۔'' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کے ہاتھ میں (بچا ہوا مشروب) دے دیا۔

2۔ پانی یا کوئی اور مشروب پیتے وقت برتن کے اندر سانس لینے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ ایسا کرنا حفظانِ صحت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

عَنْ أَبِی قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰی أَنْ یُتَنَفَّسَ فِی الإِنَاءِ [1]

سیدنا ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

3۔ ایک ہی سانس میں پانی پئے جانا حیوانی طریقہ ہے اور اس سے معدہ پر یکبارگی بوجھ پڑتا ہے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے پانی پینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تین سانس میں پئے اور ہر وقفہ میں برتن سے منہ ہٹا کر سانس لیا جائے ایسا کرنے سے پیاس جلدی بجھ جاتی ہے اور طبیعت پر ایک خوشگوار اثر پڑتا ہے حضرت انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَیَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَی وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ ۔ قَالَ أَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَنَا أَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا ۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پینے میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے تھے: ''ایسا کرنے سے خوب سیری ہوتی ہے اور پیاس خوب بجھتی ہے یا بیماری سے تندرستی ہوتی ہے اور پانی اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔'' سیدنا انسؓ نے کہا کہ میں بھی پانی پینے کے دوران تین بار سانس لیتا ہوں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الاشربه باب النهی عن التنفس فی الاناء

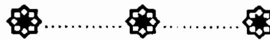
[2] صحیح مسلم کتاب الاشربه باب کان رسول اللّٰه ﷺ یتنفس فی الشرب

4۔ جس دسترخوان پر شراب یا کسی دوسری حرام چیز کا استعمال ہو رہا ہو وہاں بیٹھنے سے بچنا چاہیے حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهِمُ الْخَمْرُ [1]

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ برہنہ ہو کر حمام میں داخل نہ ہو نیز اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والا ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔''

یہ کہنا کہ میں تو نہیں پی رہا ساتھ بیٹھنے والے احباب پی رہے ہیں یہ ان کا اپنا فعل ہے۔ برائی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔



مال غنیمت سے چوری کا انجام

غنیمت کے مال سے انتہائی معمولی چیز چوری کرنا بھی سنگین گناہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ اَصَابَهُ سَهْمٌ عَآئِرٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلَّا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا)) فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ النَّاسُ جَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((شِرَاكٌ مِنْ نَّارٍ

---

[1] (حسن) جامع ترمذی ابواب الاستیذان والآدب باب ماجاء فی دخول الحمام

اَوْ شِرَاکَانِ مِنْ نَّارٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ 1

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا جس کا نام ''مدعم'' تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ''مدعم'' رسول اللہ ﷺ کی سواری سے کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک (اس کو نامعلوم جانب سے آنے والا) تیر لگا جس سے وہ مارا گیا۔ لوگوں نے کہا، مبارک ہو یہ شخص جنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک وہ چادر جس کو اس نے جنگ خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اٹھایا تھا وہ اس پر آگ بن کر مشتعل ہو رہی ہے جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے آپ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ ایک یا دو تسمے، آگ کے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

فوائد:

غنیمت کا مال کسی ایک آدمی کی ملکیت نہیں ہوتا بلکہ اس پر تمام مجاہدین کا حق ہوتا ہے اور تقسیم سے پہلے اس میں سے کچھ چھپا لینا ایک طرح کی کرپشن ہے اور کرپشن کو اسلام نے انتہائی ناپسندیدگی سے دیکھا ہے کہ ایک تسمہ برابر بھی کوئی کرپشن کرتا ہے تو اپنے لیے اسے آگ کا پھندہ سمجھے، مال واسباب کی محبت میں اس قدر اندھا ہو جانا کہ بندے کو حلال وحرام کی تمیز نہ رہے اور اسی دُھن میں وہ مال اکٹھا کرتا رہے، اس کیلئے دنیا وآخرت کی رسوائی کا سبب بن سکتا ہے۔ دنیا میں اس کا شمار کرپٹ لوگوں میں ہوگا اور آخرت میں بارگاہِ الٰہی میں شرمندگی ہوگی۔



1 (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الجهاد باب قسمة الغنائم والغلول فیها الفصل الاول ☆ مسلم: کتاب الایمان والنذور حدیث ۶۲۱۳ ☆ صحیح بخاری، کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر رقم 3908 ☆ سنن نسائی کتاب الایمان والنذور باب هل تدخل الارضون فی المال اذا نذر رقم 3767 ☆ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی تعظیم الغلول رقم: 2336 ☆ مؤطا امام مالك کتاب الجهاد باب ماجاء فی الغلول رقم: 869

شہادت کی تمنا

نبی ﷺ کو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلنا اور پھر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہونا اس قدر پسند تھا کہ آپ ﷺ نے قسم اٹھا کے انتہائی شدت کے ساتھ اس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے اور میں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ذیل کی روایت پڑھیے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ ، وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ ، مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ أَنْ أُقْتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلُ، ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ [1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ کچھ مسلمان ایسے ہیں جو مجھ سے پیچھے رہنے کو پسند نہیں کرتے (مگر) میں ان کے لئے سواریوں کا انتظام نہیں کر پاتا۔ میں کبھی کسی لشکر سے پیچھے نہ رہوں جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلتا ہے ، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں (بخاری، مسلم)

اور ایک موقع پر نبی ﷺ نے راہ جہاد میں لگنے والے زخم کی لازوال عظمت کو بھی قسم اٹھا کے بیان کیا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ،لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ،وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ ،وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ)۔ [2]

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الجهاد الفصل الاول

[2] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب من یجرح فی سبیل اللہ عزوجل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہ ہوگا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں زخمی کون ہوتا ہے مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون رستا ہوگا۔ رنگت تو خون جیسی ہوگی مگر اس کی خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔

معلوم ہوا کہ یہ برتری اور بلند مقام اس شخص کو ملے گا جو صرف اللہ کی رضا جوئی اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے، بشرطیکہ اس میں ناموری اور ریاکاری کا شائبہ نہ ہو۔



پشیمان مجرم

حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور زنا کیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں آپ نے اس کو واپس بھیج دیا، دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! میں نے زنا کیا آپ نے اسے پھر واپس بھیج دیا، اس کے بعد ان کی قوم کے پاس کسی آدمی کو بھیجا اور دریافت کروایا کہ کیا اس کی عقل میں فتور ہے، انہوں نے کہا ہم تو کوئی فتور نہیں جانتے جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اس کی عقل اچھی ہے پھر تیسری بار ماعز رضی اللہ عنہ آئے آپ نے کسی شخص کو ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا (اور یہی دریافت کروایا) انہوں نے کہا کہ ان کو کوئی بیماری نہیں اور نہ ہی ان کی عقل میں فتور ہے۔ جب وہ چوتھی بار آئے (اور انہوں نے یہی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے) تو آپ نے ایک گڑھا ان کے لئے کھدوایا پھر حکم دیا اور وہ رجم کر دیئے گئے۔

اس کے بعد ایک غامدیہ عورت آئی کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے آپ نے اس کو بھی لوٹا دیا جب دوسرا دن ہوا اس نے کہا یارسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں شاید آپ ماعز کی طرح ہی مجھے بھی واپس بھیجنا چاہتے ہیں اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں (اب زنا میں کیا شک ہے) آپ نے فرمایا اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا میں ہی سزا چاہتی ہے) تو جا بچہ جنم دینے کے بعد آنا جب اس نے بچے کو جنم دیا تو ایک کپڑے میں

لپیٹ کر اسے لائی آپ نے فرمایا اسی کو تو نے جنا ہے جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھڑائے تو آنا جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور کہنے لگی اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے لگا ہے آپ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کیلئے دے دیا۔

ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَاَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ وَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَاْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ النَّبِيُّ (ﷺ) فَقَالَ" مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِیْ نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ" ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَ دُفِنَتْ۔ [1]

''پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس عورت کے لئے سینے تک گڑھا کھود دیا گیا اور لوگوں کو اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس عورت کے سر پر مارا خون اڑ کر خالد رضی اللہ عنہ کے منہ پر گرا انہوں نے اس عورت کے بارے میں برے کلمات کہے رسول اللہ ﷺ نے سن لئے تو آپ نے فرمایا خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا (انتہائی ظالم) انسان بھی ایسی توبہ کرے تو اسے بخش دیا جائے پھر آپ کے حکم سے اس پر نماز پڑھی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی بندے نے دنیا میں کوئی جرم کر لیا پھر اس پر پشیمان ہو کے اسلامی عدالت کی رو سے جو اس جرم کی سزا بنتی تھی بھگت لی تو وہ سزا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی۔

نبی ﷺ نے ایسی توبہ کرنے والے کی اس انداز سے تعریف وتوصیف کی ہے کہ اس توبہ کو بے مثال بنا دیا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کو پڑھیے تو آپ کو اس کا اندازہ ہوگا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا☆ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود باب المرأة التی أمر النبی برجمها من جهینة رقم:3853☆ سنن دارمی کتاب الحدود باب الحامل إذا اعترفت بالزنا رقم: 2221

بیان کرتے ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ: ''أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا'' نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ ''لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَاءَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالَى۔'' [1]

''قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی اس نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے حد والا کام کیا ہے، مجھے حد لگایئے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا کہ اس کو اچھی طرح رکھ اور جب یہ جنم دے تو اسے میرے پاس لے کر آنا اس نے ایسا ہی کیا پھر نبی ﷺ نے اس عورت کو حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے پھر حکم دیا اور وہ رجم کردی گئی۔ پھر نبی ﷺ اس پر نماز پڑھنے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اس نے تو زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے توبہ بھی تو کرلی ہے اور ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس توبہ کو مدینے کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کو بھی کافی ہو جائے اور تو نے اس سے بہتر توبہ کون سی دیکھی ہے کہ اس نے (توبہ کیلئے) اپنی جان ہی اللہ کے واسطے دے دی۔

اگر زنا جیسا بڑا جرم کرنے کے بعد توبہ بھی نہ کرے تو اس جیسا بدبخت انسان کوئی نہ ہوگا لیکن اگر یہ سنگین جرم کرنے کے بعد سزا بدن پر سہتے ہوئے توبہ کی تلاش میں جان دے دے تو اس کا مقام ومرتبہ صلحا سے بھی بڑھ کر ہے۔



[1] صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنىٰ

شوہر کی نافرمان عورت

عورت کی ایک بہت بڑی نافرمانی یہ بھی ہے کہ وہ شوہر کے جسمانی حقوق ادا نہ کرے بیوی اگر شوہر کے بستر سے الگ رہے اس کے حقوق کی ادائیگی میں سستی کرے اسے سختی سے روک دے یا اس سے جھگڑ پڑے تو اس سے دو ہی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں یا تو دونوں میں لڑائی ہو جائے گی یا پھر مرد خون کے گھونٹ پی کر رہ جائے گا وہ رات اسطرح کے ذہنی تناؤ میں گزارے گا کہ ساری رات اس زندگی سے فرار کا سوچے گا یا پھر بیوی سے ناراضگی میں وہ دوسری شادی کا سوچے گا اس بات کو اسلام نے عورت کی زیادتی اور ظلم قرار دے کر اسے ڈانٹا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ ، فَبَاتَ غَضْبَانَ، لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا ، قَالَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ ، مَامِنْ رَجُلٍ يَدْعُوْ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَابٰی عَلَيْهِ، اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰی يَرْضٰی عَنْهَا))۔ [1]

جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر آنے کی دعوت دے (اور) وہ انکار کر دے اور خاوند اس سے ناراض ہو کر رات بسر کرے، تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر (آنے کی) دعوت دیتا ہے (اور) وہ انکار کر دیتی ہے تو جو آسمانوں میں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) اس پر اس وقت تک ناراض رہتا ہے، جب تک خاوند اس سے ناراض رہتا ہے۔

بیوی کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ جب اس کا خاوند اسے جماع کے لیے بلائے تو وہ بلا عذر

[1] (صحیح) مشكوٰة المصابيح، كتاب النكاح باب عشرة النساء الفصل الاوّل

شرعی انکار کرے۔

گناہ کرنے والے لوگ

نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا کہ گناہ کر کے توبہ کرنے والے اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا ، لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تم کو فنا کر دیتا اور (تمہارے بدلے) ایسے لوگوں کو لاتا جن سے گناہ واقع ہوتے پھر وہ اللہ سے مغفرت طلب کرتے تو اللہ انہیں معاف کرتا۔

بندہ خطاؤں کا پتلا ہے شیطان سائے کی طرح اس کے ساتھ چمٹا رہتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے، اگر گناہ کے بعد فوراً پشیمان ہو کے معافی کی طلب میں اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا دے تو اللہ تعالیٰ گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں اور اگر پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو جتنی بار بھی وہ اللہ سے معافی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرماتے جاتے ہیں، بشرطیکہ بندہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اور ہٹ دھرم نہ ہو۔

گناہ تو بندے سے ہو ہی جاتا ہے کون ہے جو دعویٰ کرے کہ مجھ سے آج تک گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اللہ فرماتے ہیں:

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ (النساء:28)

''اور انسان کو ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔''

انسانی اعصاب بڑے کمزور ہیں تمام زندگی میں کوئی بھی گناہ نہ کرنا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ بلاتفریق ہر کسی کے لیے اس کی موت کا وقت آنے

---

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار والتوبہ الفصل الاول ☆ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار ،رقم4936

سے پہلے تک کھلا چھوڑ رکھا ہے کسی وقت بھی وہ پلٹ آئے تو رب کی رحمت مسکرا اٹھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ انسان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو بلکہ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ خطا ہونے پر بندہ پلٹ آئے توبہ واستغفار کرے۔ ایک روایت میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْأَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذَا هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ توبہ کرتا ہے اس شخص سے بھی بڑھ کر جو اپنی سواری پر سوار ایک صاف، بے آب ودانہ جنگل میں سے گزرا پھر وہ سواری بھاگ نکلی اور اس سواری پر اس کا کھانا اور پینا رکھا ہوا تھا آخر وہ (کافی تلاش کے بعد) اس سے ناامید ہو کر ایک درخت کے سائے میں آ کے لیٹ گیا اور وہ سواری کے ملنے سے بالکل ناامید ہو گیا تھا اسی حال میں اچانک یہ ہوا کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی تھی اس نے اس کی نکیل کو تھاما اور خوشی سے بے خود ہو کر کہہ بیٹھا اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں اور اس نے فرطِ مسرت میں بھول کر ایسی غلطی کر لی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور (تمہاری جگہ) ایسی قوم لے آئے جو گناہ کریں پھر استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں بخشے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ رب اپنی شان رحیمی سے بندوں کو معاف کر کے خوش ہوتا ہے بندوں سے گناہ کا ہو جانا ہی درحقیقت رب کی شان کریمی کے مظہر کا ذریعہ ہے جب بھی کوئی بندہ گناہ کر کے

[1] صحیح مسلم کتاب الحدود، باب حد الزناء

رب کی طرف پلٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفت بخشش وعنایت کا ظہور ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بندہ رب سے ڈرنے والا ہو جو بھی اس سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ " رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ" [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی مرتے وقت اس نے یہ وصیت کی کہ اسے مرنے کے بعد جلا دینا اور اس کی راکھ آدھی خشکی اور آدھی دریا میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو ایسا عذاب دے گا کہ ویسا عذاب سارے جہاں میں کسی کو نہیں دے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم کیا اس نے اس کے بدن کے سارے اجزاء جو اس میں بہا دیئے گئے تھے اکھٹے کیے پھر خشکی کو حکم کیا اس نے سب اجزاء کو جو اس میں پھیل گئے تھے اکٹھے کیے پھر اللہ نے اسے (سامنے کھڑا کیا) اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہنے لگا تیرے ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے اللہ نے اس کو بخش دیا۔''

یہی واقعہ بخاری کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: دیکھو! میں تمہارا باپ کیسا تھا انہوں نے کہا بہت اچھا۔ باپ کہنے لگا میں نے کوئی نیکی اللہ کی درگاہ میں نہیں بھیجی اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو سخت عذاب دے گا۔ تم ایسا کرنا جب میں مر جاؤں تو میری لاش جلا دینا۔ جب جل کر کوئلہ ہو جائے تب خوب پیسنا اور جس دن زور کی آندھی ہو اس دن یہ راکھ آندھی میں اڑا دینا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم اس نے اپنی اولاد سے یہی عہد لیا،

[1] بخاری، کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ

آخرانہوں نے اس کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا جلا کر راکھ کر ڈالا پھر آندھی کے دن یہ راکھ اس میں اڑا دی، اللہ تعالیٰ نے کُن کا لفظ فرمایا تو وہ شخص فوراً سامنے کھڑا تھا۔ اللہ نے پوچھا:

أَیْ عَبْدِیْ مَا حَمَلَكَ عَلٰی اَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مُخَافَتُكَ اَوْ فَرَقٌ مِنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ اَنْ رَّحِمَهُ عِنْدَهَا۔ [1]

''اے میرے بندے یہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا اے پروردگار تیرے ڈر یا تیرے خوف سے اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس پر رحم کیا۔''

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں بطور اصول کے یہ ذکر فرما دیا کہ جو بندہ بھی اس کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے جنت ہے اور جس نے بھی دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے سرکشی کو اختیار کیا اس کے لیے دوزخ ہے۔ ذیل کی آیات اس سلسلہ میں کس قدر واضح ہیں:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ○ وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ○ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی ○ [2]

''سو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور نفس کو خواہش سے روک لیا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔''

اللہ رب العزت کو ڈرنے والا دل ہی پسند ہے ڈرنے والے کے لیے ہی معافی ہے اور ڈرنے والے کیلئے ہی انعامات ہیں۔ بلکہ پورے قرآن حکیم میں کسی شخص کے لیے دو جنتوں کا وعدہ نہیں ماسوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۔ [3]

''اور جو آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو باغات ہیں۔''



[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید باب مذکورہ

[2] سورۃ النازعات [3] الرحمٰن: 46

فرشتے تم سے مصافحہ کریں

مومن کی یہ علامت ہے کہ نیک مجلس میں بیٹھ کر اور قرآن کی آیات سن کے اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

لَقِيَنِي أَبُوْبَكْرٍ قَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاتَقُوْلُ؟ ! قُلْتُ: نَكُوْنُ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ ، فَإِذَاخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا۔ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقُلْتُ: نَافَقَ حَنَظَلَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَاذَاكَ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ،لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ ، وَلٰكِنْ يَاحَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَّسَاعَةً)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ [1]

حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے دریافت کیا، حنظلہ! تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا، حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے انہوں نے (تعجب کا اظہار کرتے ہوئے) سبحان اللہ! کہا۔ (اور کہا) تم کیسی بات کہہ رہے ہو؟ میں نے وضاحت بیان کی جب ہم رسول

[1] (صحیح) مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیه الفصل الاول

☆صحیح مسلم کتاب التوبه باب فضل دوام الذکر والفکر فی امور الاخرة او المراقبة رقم: 4937

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت اور دوزخ کا وعظ سناتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے نکل کر بیوی بچوں میں گھل مل جاتے ہیں تو ہم اکثر وبیشتر (وعظ کی باتیں) فراموش کر دیتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! ہمارا بھی اسی طرح کا حال ہے چنانچہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں چلا اور ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کیا، کس لئے؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دوزخ اور جنت کی باتیں بتاتے ہیں گویا ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر آتے ہیں اور بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں تو ہم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی) اکثر و بیشتر باتیں بھول جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہمیشہ تمہاری وہی حالت رہے جو میرے پاس اور مجلس ذکر میں ہوتی ہے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور تمہاری گزرگاہوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن حنظلہ! کبھی وہ اور کبھی یہ حال ہونا فطری امر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ کلمہ) تین بار دہرایا۔

دیگر روایات میں آتا ہے کہ جب کچھ لوگ ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں اور رحمت ان پر سایہ فگن رہتی ہے۔ جیسا کہ نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے سے گناہ دھل جاتے ہیں خواہ آدمی مکمل اہتمام سے خاص اس مجلس میں شرکت کے لیے نہ بھی گیا ہو بلکہ راہ چلتے ان کی مجلس وعظ میں ویسے ہی چند گھڑی بیٹھ گیا تو دوسروں کے گناہوں کی معافی کے ساتھ اس کے گناہوں پر بھی معافی کا قلم پھیر دیا جاتا ہے۔



مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر تکلیفیں برداشت کیں انتہائی کٹھن مراحل میں بھی ان کے قدم نہ ڈگمگائے اور آپ کی وفات کے بعد اسلام کو روم وایران کی سرحدوں تک پہنچادیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب بڑے پیارے تھے آپ علیہ السلام نے انہیں گالی دینے سے صاف صاف الفاظ میں روک دیا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَاۤاَدْرَكَ مُدَّاَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ نَصِیْفَهٗ یَعْنِیْ نِصْفَ مُدِّهٖ ۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو اسلئے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو ان کے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے) ایک مد بلکہ آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ''نصیفہ'' سے نصف مد مراد ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تاریخ میں روشنیوں کے مینار ہیں جنھیں برا کہنے سے ان کی روشنی اور عظمت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی لیکن کہنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی توہین سے اپنا نامہ اعمال ضرور کالا کرلے گا۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے گی جسے روشن خدا کرے



[1] (صحیح) جامع ترمذی ابواب المناقب باب فی من یسب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆صحیح مسلم فضائل الصحابہ حدیث ٤٦١٠

اسمِ اعظم!

دعا مانگتے ہوئے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف کرنی چاہیے بعض کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں، جن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ دعا کو شرفِ قبولیت سے نواز دیتے ہیں۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

سَمِعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلاً یَدْعُوْا وَھُوَ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیْدِہٖ لَقَدْسَاَلَ اللّٰہَ بِاسْمِہٖ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی قَالَ زَیْدٌ فَذَکَرْتُہٗ لِزُھَیْرِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِیْنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْاِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ زَیْدٌ ثُمَّ ذَکَرْتُہٗ لِسُفْیَانَ فَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ وَاِنَّمَا اَخَذَہٗ اَبُوْاِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ان الفاظ سے دعا مانگتے ہوئے سنا "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ" (اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے سے مانگتا ہوں کہ میں نے گواہی دی ہے کہ تو اللہ ہے؟ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو تنہا اور بے نیاز ہے۔ جو نہ خود کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اللہ سے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی ہے۔ اگر اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے اور اگر کچھ مانگا جائے تو عطاء کیا جاتا ہے۔

[1] (صحیح) جامع ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زید کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال کے بعد یہ حدیث زہیر بن معاویہ کے سامنے کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث ابواسحٰق نے مالک بن مغول کے حوالے سے سنائی تھی۔ پھر میں نے سفیان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے بھی مالک بن مغول سے روایت کی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک اس حدیث کو ابواسحٰق سے، وہ ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ ابو اسحٰق نے یہ حدیث مالک بن مغول سے روایت کی ہے۔

دعا کی قبولیت میں تین باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

1. بندہ رزقِ حرام کھانے والا نہ ہو اس لیے کہ حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ ﴿یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ وَقَالَ تَعَالٰی ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ! یَارَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کے سوا کوئی چیز قبول نہیں کرتا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم رسولوں کو دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' اور اللہ ارشاد فرماتا ہے: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! کھاؤ اس پاک رزق سے جو ہم نے تم کو دیا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کر کے غبار آلود، پراگندہ بالوں کے ساتھ (حج یا جہاد) کے لیے آتا ہے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر دعا کرتا ہے، ''اے میرے رب! اے میرے

---

[1] (صحیح) مشكوٰة المصابيح، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحديث: 2760

رب! اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا پینا اور پہننا سب حرام مال سے ہے۔ حرام مال سے ہی وہ پرورش کیا گیا۔ ایسے شخص کی دعا کیسے قبول کی جائے گی۔''

2 زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا نہ ہو اس لیے کہ ایسے ظالم آدمی کی دعا قبول نہیں ہوتی، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عَنْ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَآءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِي مُنَادٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى، هَلْ مِنْ مَكْرُوبٍ فَيُفَرَّجَ عَنْهُ فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُوْا بِهِ بِدَعْوَةٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ إِلَّا زَانِيَةً تَسْقِي بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَارًا۔ [1]

حضرت ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزانہ آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا قبول کی جائے کوئی سوال کرنے والا ہے جس کا سوال پورا کیا جائے کوئی مصیبت زدہ ہے (جو مصیبت دور کرنے کی دعا کرے اور) اس کی مصیبت دور کردی جائے اللہ عزوجل ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا (نصب شب) قبول فرماتا ہے سوائے زانیہ کے جو اپنی شرمگاہ کے ذریعے (غیر مرد کو) سیراب کرتی ہے اور زبردستی ٹیکس وصول کرنے والے کے۔''

3 اپنے سامنے برائی کو طمانیت سے برداشت کرنے والا نہ ہو اس لیے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی پر بھی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَالتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ فَتَدْعُوْنَهُ فَلَا يَسْتَجِيْبَ

---

[1] سلسلہ احادیث الصحیحۃ، للالبانی الجز الثالث، رقم الحدیث 1073

لَکُمْ۔ ❶

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کردے گا پھر تم اس سے دعا کرو گے اور وہ تمہاری دعا قبول نہیں کرے گا۔

مذکورہ تینوں شرائط پر عمل کرنے والا بندہ اگر اسم اعظم کی برکت سے دعا مانگے تو قوی امید ہے کہ رب تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔



محبت کا نسخہ!

ناراض دلوں کو آپس میں ملانے کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں ایک پیارا سا نسخہ بیان فرمایا ہے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاتَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَ لَاتُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَفَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِمَا یُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَکُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔ ❷

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں پہلی امتوں والا مرض گھس آیا ہے اور وہ حسد اور بغض ہے جو تباہی کی طرف لے جاتا ہے (مونڈ دیتا ہے) میرا یہ مطلب نہیں کہ بالوں کو مونڈ دیتا ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت

❶ (صحیح) سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی، رقم الحدیث:1762

❷ (صحیح) جامع ترمذی ابواب صفة القیامة حدیث ٤٠١ ☆ مسند احمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة مسند الزبیر بن العوام، رقم:1338

سے نہ رہو گے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تم لوگوں میں محبت کو دوام بخشے؟ وہ یہ کہ تم آپس میں سلام کو رواج دو۔''

السلام علیکم کا مطلب ہے ''تم پر سلامتی ہو'' یہ ایک چھوٹا سا کلمہ اپنے اندر بڑی مٹھاس رکھتا ہے اور مسکراتے ہوئے چہرے سے اپنے بھائی کو سلام کہنے سے دلوں کی نفرت محبت میں بدل جاتی ہے ترمذی کی ایک اور روایت میں نبی ﷺ نے اس بات کو اس انداز سے بیان فرمایا ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَ لَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَمْرٍ اِذَا اَنْتُمْ فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔ [1]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور اسے رواج دو۔



[1] (صحیح) ترمذی کتاب الاستئذان والاداب عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی افشاء السلام رقم 2612 ☆ مسلم، کتاب الایمان باب بیان ان لایدخل الجنۃ الاالمومنون رقم 81

جامِ کوثر

دنیا کا کوئی مشروب حوض کوثر کے ایک میٹھے پیالے کا مقابلہ نہیں کر سکتا، پیالہ تو بڑی دور کی بات ہے اس کے ایک قطرے کا مقابلہ نہیں کر سکتا، وہ لوگ خوش نصیب ہوں گے جنھیں نبی ﷺ اپنے ہاتھ سے بھر بھر کے جام پلائیں گے اور پھر میدان محشر کی سخت گرمی میں انہیں پیاس نہیں لگے گی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اٰنِیَۃُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاٰنِیَتُہٗ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَکَوَاکِبِھَا فِیْ لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ مُصْحِیَۃٍ مِنْ اٰنِیَۃِ الْجَنَّۃِ مَنْ شَرِبَ مِنْھَا لَمْ یَظْمَاْ اٰخِرَمَا عَلَیْہِ عَرْضُہٗ مِثْلُ طُوْلِہٖ مَابَیْنَ عَمَّانَ اِلٰی اَیْلَۃَ مَاؤُہٗ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ حَوْضِیْ کَمَا بَیْنَ الْکُوْفَۃِ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ۔ [1]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حوض کے برتن کس طرح کے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے اور ستارے بھی ایسی اندھیری رات کے کہ جس میں بادل بالکل نہ ہوں پھر وہ برتن جنت کے برتنوں میں سے ہیں۔ جس نے اس سے (یعنی حوض کوثر سے) ایک مرتبہ پی لیا اسے پھر پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی بھی لمبائی کی طرح

[1] (صحیح) جامع ترمذی ابواب صفة القیامة باب ماجاء فی صفة اوانی الحوض

ہوگی۔ یعنی عمان سے ایلہ تک۔ اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس باب میں سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ اور مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض کوفہ سے حجر اسود تک ہے۔

فوائد:

حوض کوثر اور نہر کوثر میں فرق ہے، حوضِ کوثر میدان محشر میں ہوگا اور نہر کوثر جنت میں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟)) قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ ((فَإِذَا طِيبُهُ أَوْ طِينُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ)) [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب (معراج کے موقع پر) میرا گزر جنت سے ہوا تو میں نے ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے گنبد تھے، جنہیں اندر سے تراش کر بنایا گیا تھا، میں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا: ”یہ کیا ہے؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ کوثر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے رب نے عطا فرمائی ہے۔“ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اس کی مٹی یا خوشبو تیز مشک کی سی تھی۔

اور جامع ترمذی کی روایت ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَّمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاءُهُ أَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض

[2] (صحیح) ترمذی، ابواب التفسیر، باب تفسیر سورة الکوثر (2677/3)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

مذکورہ دونوں روایات اس مسئلہ کی وضاحت میں دلیل ہیں کہ نہر کوثر جس کے کناروں پر موتیوں کے گنبد ہیں جنت میں ہوگی اور حوض کوثر میدان محشر میں ہوگا۔



زکوٰۃ روک لینے والے کا انجام

زکوٰۃ کا مقصد غربا و مساکین اور معاشرہ کے پسماندہ حال افراد کی مدد اور دل جوئی ہے مالدار صاحب نصاب افراد پر اسلام نے اس کو فرض قرار دیا ہے زکوٰۃ کا روکنا درحقیقت غریبوں کی مدد سے ہاتھ کھینچنا ہے اور طبقاتی کشمکش کو جنم دے کر معاشرہ میں ایک بگاڑ پیدا کرنا ہے اور زکوٰۃ روکنے والا اپنے مال میں سے اس حق کو بھی استعمال کر لیتا ہے جو درحقیقت فقراء و مساکین کا تھا اس لئے اسلام نے ایسے بخیل مالدار کو ناپسند کیا ہے جو زکوٰۃ کے معاملہ میں تنگ دلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَقُلْتُ مَالِىْ لَعَلَّهٗ اُنْزِلَ فِيَّ شَىْءٌ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ فِدَاكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمُ الْاَ كْثَرُوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَحَثٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِى بِيَدِهٖ لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ اِبِلًا اَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا اِلَّا جَاءَتْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔ [1]

---

[1] (صحیح) جامع ترمذی کتاب الزکوۃ باب ماجاء عن رسول اللہ ﷺ فی منع الزکوٰۃ من التشدید

رب کعبہ کی قسم! وہ قیامت کے دن خسارہ پانے والے ہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے سوچا کیا ہو گیا، شائد میرے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ فرمایا! وہ مالدار لوگ ہیں مگر جس نے ایسے ایسے اور ایسے دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر دائیں بائیں اور سامنے کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص مرتے وقت اونٹ گائے وغیرہ بغیر زکوٰۃ کے چھوڑ جاتا ہے قیامت کے دن یہی جانور اس سے زیادہ طاقتور اور موٹا ہو کر آئے گا اور اس کو اپنے کھروں تلے روندتا اور سینگ مارتا ہوا گزر جائے گا۔ جب وہ گزر جائے گا تو پچھلا جانور لوٹے گا اور اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں۔

فوائد:

زکوٰۃ کا روکنا بھی درحقیقت ایک طرح کی کرپشن ہے اللہ تعالیٰ نے مالدار کے مال میں زکوٰۃ کی صورت میں فقراء کا جو حق رکھا ہے بندہ اس حق کو غصب کر لیتا ہے اور حق غصب کر لینے والا ظالم کہلاتا ہے۔ اس اعتبار سے زکوٰۃ روک لینے والا ظالم ہے اور ظالم کی سزا بروز محشر اذیت ناک ہو گی۔



اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی تفسیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ

''اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ کوئی اور قوم تم سے بدل دے گا، پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں

گے۔'' (سورۃ محمد آیت ۳۸)

اس سے مراد کون لوگ ہیں جو ہماری جگہ آئیں گے، راوی کہتا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سلمان رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا:

هٰذَا وَاَصْحَابُهٗ وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مَنُوْطًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَا وَلَهٗ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ۔ [1]

یہ اور اس کے ساتھی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (بلند ستارہ) میں بھی لٹکتا ہوتا تو اہل فارس میں سے چند لوگ اسے لے آتے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا تعلق فارس سے تھا اس روایت میں خاص طور پر ان کی فضیلت بیان ہوئی ہے، انہوں نے ایمان اور حق تک پہنچنے کے لیے کٹھن راستوں کا سفر اس انداز سے کیا کہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ایمان ثریا پر ہوتا تو اسے وہاں بھی پا لیتے وہ جن صعوبتوں سے گزر کر حق تک پہنچے اس کی ایک ہلکی سی جھلک ان کے اپنے بیان کردہ اس واقعہ سے ہوتی ہے، انہوں نے فرمایا:

میں اصفہان کے ایک نواحی گاؤں ''جی'' کا فارسی باشندہ تھا، میرے والد اپنے گاؤں کے بڑے چوہدری اور زمیندار تھے اور مجھ سے بے حد محبت کرتے تھے، میرے والد کی میرے ساتھ برابر محبت رہی، یہاں تک کہ انہوں نے مجھے ایک لڑکی کی طرح گھر میں محبوس کر دیا اور آتش کدے کے سامنے بٹھا دیا، میں نے آتش پرستی میں اتنی زیادہ کوشش کی کہ میں آتش کدے کا محافظ بن گیا، جس کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک ساعت کے لئے بھی آگ کو بجھنے نہ دے، ہر وقت روشن رکھے، میرے والد کی بڑی زمینیں تھیں، ایک دن ان کو کوئی کام درپیش ہوا تو مجھے کہنے لگے: بیٹے آج میں اپنی زمینوں پر کسی کام کی وجہ سے نہیں جا سکتا، اس لئے تم جاؤ اور ان زمینوں کی دیکھ بھال کرو، انہوں نے مجھے ان زمینوں کے متعلق اس بات کا حکم دیا جو وہ چاہتے تھے، چنانچہ میں ان زمینوں کو دیکھنے کے ارادے سے نکلا تو راستہ میں عیسائیوں کے عبادت خانہ کے پاس سے میرا گزر ہوا، میں نے ان کی آوازیں سنیں، وہ نماز پڑھ رہے تھے، گھر میں قید رہنے کی وجہ سے ان لوگوں کی حقیقت حال سے واقف نہ تھا، جب میں ان کے پاس سے گزرا اور ان کی آوازیں میرے کان میں پڑیں تو میں ان کے پاس چلا

[1] (صحیح) جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

گیا کہ دیکھوں تو سہی کہ وہ کیا کرتے ہیں، جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے پسند آئی اور ان کے عمل کی دل میں رغبت پیدا ہوئی، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ دین اس سے بہتر ہے جسے ہم نے اختیار کیا ہوا ہے اللہ جانتا ہے کہ میں غروب آفتاب تک ان ہی کے پاس رہا اور والد کی زمینوں کی کوئی پرواہ نہیں کی، اور وہاں نہیں گیا، میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے اس دین کا مرکز کہاں ہے؟

انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں، حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں اپنے والد صاحب کے پاس واپس چلا آیا، جبکہ وہ میری تلاش میں کسی کو بھیج چکے تھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی تمام مصروفیات موقوف کر دی تھیں۔ جب میں گھر پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ بیٹے! تم کہاں تھے؟ کیا میں نے تمہیں ایک کام کے لئے نہیں بھیجا تھا؟ میں نے کہا کہ ابا جان! میں گھر سے نکلا تو راستہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جو اپنے عبادت خانے میں نماز پڑھ رہے تھے، مجھے ان کا دین بڑا پسند آیا، اللہ گواہ ہے کہ میں پھر غروب آفتاب تک ان لوگوں کے پاس ٹھہرا رہا، باپ نے کہا: بیٹے ان کا دین اچھا نہیں ہے، تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا دین اس سے بہتر ہے، میں نے کہا کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! وہ دین ہمارے دین سے بہت بہتر ہے، حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے والد کو خطرہ لاحق ہوا اور میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی، اور مجھے گھر میں قید کر دیا، (ایک روز) نصاریٰ نے میری طرف پیغام بھیجا تو میں نے ان سے کہا کہ جب ملک شام سے نصاریٰ کا تجارتی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا، چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ملک شام سے نصاریٰ کا تجارتی قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر دی، میں نے ان سے کہا کہ جب یہ لوگ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر اپنے ملک واپس جانے لگیں تو مجھے اطلاع دے دینا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ لوگ اپنے علاقہ کی طرف واپس جانے لگے تو انہوں نے مجھے کسی طرح پیغام بھیج دیا، میں نے پاؤں سے بیڑی اتاری اور ان لوگوں کے ساتھ ملک شام روانہ ہو گیا، جب ملک شام پہنچا تو میں نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہاں اس دین کا حامل سب سے افضل شخص کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں گرجے کا اسقف (پادری) میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے اس دین سے رغبت ہے، میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اس عبادت خانہ میں آپ کی خدمت کروں

،آپ سے کچھ سیکھوں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں ۔اس پادری نے کہا کہ اندر آ جاؤ، میں اس کے پاس حاضر ہو گیا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اچھا آدمی نہیں تھا، دوسروں کو صدقہ وخیرات کا حکم دیتا اور اس کی ان کو ترغیب دیتا لیکن جب لوگ اس کے پاس مال وغیرہ لے کر آتے تو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اپنے لئے جمع کر لیتا تھا، مسکینوں کو نہیں دیتا تھا، یہاں تک کہ اس نے سونے چاندی کے سات مٹکے بھر لئے تھے، اس لئے مجھے اس سے سخت نفرت ہو گئی تھی ۔کیونکہ میں اس کو ایسی حرکات کرتے دیکھتا تھا، ایک دن وہ مر گیا، عیسائی اس کی تدفین وغیرہ کیلئے جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ شخص برا تھا کہ تمہیں تو صدقہ کرنے کا کہتا تھا اور اس کی ترغیب بھی دیتا تھا لیکن جب تم اپنا مال لے کر اس کے پاس جاتے تھے تو یہ اس کو اپنے لئے جمع کر لیتا تھا ، مسکینوں کو کچھ نہیں دیتا تھا، لوگوں نے کہا کہ بھلا تمہیں اس بات کا کیسے علم ہے؟

میں نے کہا کہ آؤ چلو میرے ساتھ ، میں تمہیں وہ خزانہ دکھاتا ہوں ،لوگوں نے کہا کہ ہاں ، چلو دکھاؤ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو خزانہ کی جگہ دکھائی تو وہاں سے سونے چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے برآمد ہوئے ، جب لوگوں کو حقیقت حال کا علم ہوا تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ،ہم اس شخص کو کبھی بھی نہ دفنائیں گے، انہوں نے اس شخص کو سولی پر لٹکا دیا اور اس پر پتھر برسائے ، پھر ایک اور آدمی اس پادری کی جگہ پر بٹھایا گیا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص اس سے زیادہ افضل تھا، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے کاموں میں زیادہ راغب تھا اور پہلے شخص سے زیادہ عبادت گزار تھا، اس لئے مجھے اس سے بے حد محبت ہوگئی، میں اس کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہا، پھر اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا کہ میں ایک عرصہ تک آپ کے ساتھ رہا ، مجھے آپ سے اتنی محبت ہوگئی کہ آپ کے پیش رو سے اتنی محبت نہیں تھی ۔اب آپ کی موت کا وقت آ چکا ہے، آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اے بیٹے !اللہ کی قسم !میں آج کسی کو نہیں جانتا جو اس دین پر کاربند ہو اور اس پر عمل پیرا ہو جس پر میں قائم ہوں، لوگ ہلاک ہو گئے اور بدل گئے ہیں، اکثر لوگوں نے اس دین کو ترک کر دیا ہے، البتہ موصل (شہر) میں ایک آدمی ہے، وہ اسی دین پر قائم ہے جس پر میں ہوں، تم اس کے

پاس چلے جانا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل میں اس صاحب کے پاس پہنچا اور اس کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ آپ کے پاس چلا جاؤں اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اس کے دین پر قائم ہیں ،اس نے کہا کہ ٹھیک ہے تم میرے پاس ٹھہر جاؤ، میں ان کے پاس ٹھہر گیا، وہ بڑے نیک صالح انسان تھے، واقعی اپنے صاحب کے دین و مذہب پر چلنے والے تھے، پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی فوت ہونے لگے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھے آپ کے پاس حاضر ہونے کی وصیت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ آپ سے جا کر ملوں ،لیکن اب آپ کی وفات کا وقت بھی آ پہنچا ہے، آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اے بیٹے! اللہ گواہ ہے کہ میرے علم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو ہماری طرح دین پر چلنے والا ہو، صرف نصیبین میں فلاں شخص ہے، تم اس کے پاس چلے جاؤ، جب وہ بھی فوت ہو گئے تو میں نصیبین میں جا کر اس صاحب سے ملا اور میں نے ان کو اپنا سارا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ مجھے میرے فلاں صاحب نے آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہر جاؤ، میں ان کے پاس ٹھہر گیا، میں نے ان کو بھی سابقہ دو صاحبوں کو طرح نیک پایا، چنانچہ میں ایک اچھے انسان کے پاس مقیم ہو گیا، اللہ جانتا ہے کہ کچھ دنوں ے بعد وہ بھی موت کے قریب پہنچ گیا، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو میں نے ان سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا حکم دیا تھا پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس جانے کی وصیت کی، اب آپ کیا حکم دیتے ہیں، میں کس کے پاس جاؤں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص زندہ ہو جو ہمارے اس دین پر چلنے والا ہو، البتہ عموریہ میں ایک آدمی ہے وہ ہماری طرح دین پر چلتا ہے اگر تم چاہو تو اسکے پاس چلے جاؤ، جب ان کی وفات ہو گئی تو میں عموریہ میں اس شخص کو ملنے گیا اور اس کو جا کر اپنا سارا واقعہ سنایا، اس نے کہا کہ تم یہاں میرے پاس ٹھہر جاؤ۔

چنانچہ میں ان کے پاس ان کے دوسرے ساتھیوں کے بتانے پر ٹھہر گیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہاں کچھ کام کاج بھی کیا، جس سے بہت سی گائیں اور بکریاں

میرے پاس جمع ہو گئیں، پھر اللہ کا حکم (موت) اس کے لئے بھی آ پہنچا۔ جب وفات کا وقت آیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں فلاں شخص کے پاس رہتا تھا، پھر انہوں نے مجھے فلاں شخص کے پاس جانے کی وصیت کی، پھر انہوں نے آگے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی، پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کا کہا حتیٰ کہ میں آپ کے پاس پہنچا، اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بیٹے! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے کوئی ہمارے دین پر کاربند ہو جس کے پاس جانے کا میں تجھے حکم دوں، البتہ نبی آخر الزمان ﷺ کے معبوث ہونے کا وقت قریب آ پہنچا ہے، وہ دین ابراہیمی کو لے کر معبوث ہوں گئے، عرب کی سرزمین سے نکل کر ایک زمین کی طرف ہجرت کریں گے جو زمین دو پتھریلی زمینوں کے درمیان واقع ہے۔ جہاں کھجور کے درخت ہوں گے اس نبی کی واضح علامات یہ ہوں گی کہ وہ ہدیہ تو قبول کریں گے، لیکن صدقہ نہ کھائیں گے، ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، اگر تم اس علاقہ میں جا کر ان سے مل سکو تو ضرور ملنا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص بھی فوت ہو گیا، میں کچھ عرصہ تک عموریہ میں ٹھہرا رہا، جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، ایک دن بنو کلب کے تاجروں کا ایک قافلہ میرے قریب سے گزرا، میں نے ان سے کہا کہ مجھے عرب کی سرزمین میں لے جاؤ میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور بکریاں دے دوں گا، انہوں نے حامی بھر لی، میں نے تمام جانوران کو دیئے اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا، جب وادی القریٰ (مکہ معظمہ) آئی تو ان لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا کہ مجھے غلام بنا کر ایک یہودی شخص کے ہاتھ بیچ دیا، میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا، مجھے یہاں کھجور کے درخت نظر آئے، میں نے کہا کہ یہ وہی علاقہ ہے جس کا ذکر میرے اس صاحب (پادری) نے کیا تھا، ایک دن میں اس یہودی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا چچازاد بھائی مدینہ منورہ سے آیا جو بنو قریظہ سے تعلق رکھتا تھا، اس نے مجھے اس یہودی سے خرید لیا اور اپنے ساتھ مدینہ لے آیا، اللہ کی قسم! میں مدینہ کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی جگہ ہے جس کی میرے صاحب (پادری) نے نشاندہی کی تھی، میں مدینہ میں رہنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو معبوث فرمایا: وہ پیغمبر ﷺ مکہ معظمہ میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے میں اپنی غلامی کی مصروفیت کی وجہ سے وہاں ان کا ذکر نہ سن سکا تھا، پھر آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف

ہجرت کی تو اللہ جانتا ہے کہ میں اپنے آقا کے کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور کچھ کام کر رہا تھا اور میرے آقا بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا کہ اللہ غارت کرے بنو قیلہ کو اللہ کی قسم! وہ لوگ اس وقت قباء میں ایک آدمی کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو کہ آج ہی مکہ سے آیا ہے اور اپنے آپ کو نبی کہتا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کی بات سنی تو میرے جسم پر ایسی کپکپی طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ میں اپنے آقا پر گر پڑتا، میں کھجور کے درخت سے نیچے اترا اور اس کے چچازاد بھائی سے کہنے لگا کہ تم نے کیا کہا؟ بتاؤ کیا کہا؟ اس پر میرا آقا چراغ پا ہوا اور مجھے زوردار طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہارا اس سے کیا کام؟ جا کر اپنا کام کرو، میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے، میں تو صرف پوچھنا چاہتا تھا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ چیزیں جمع کر رکھی تھیں، جب شام ہوئی تو میں نے وہ چیزیں لیں اور سیدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قباء میں تھے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیک آدمی ہیں، آپ کے ہمراہ آپ کے دوست واحباب ہیں جو کہ ضرورت مند ہیں، یہ میرے پاس چند چیزیں صدقہ کی ہیں میں نے آپ کو ان کا زیادہ حق دار سمجھا، یہ کہہ کر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ چیزیں پیش کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: لو کھا لو، خود تناول نہیں فرمایا، میں نے دل میں کہا کہ ایک علامت تو ثابت ہوگئی پھر میں واپس چلا آیا، میں نے کچھ اور چیزیں جمع کیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لا چکے تھے، میں وہ چیزیں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے، اس لئے یہ ہدیہ پیش خدمت ہے، میں اس کے ذریعہ آپ کا اکرام کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمالیا، اور اپنے ساتھیوں کو کھانے کا حکم دیا، انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا، میں نے دل میں کہا کہ اب دو علامتیں ہوگئیں پھر (ایک دن) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جنت البقیع (کے قبرستان) میں موجود تھے، اپنے ایک صحابی کے جنازہ میں تشریف لائے تھے، اور اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے، میں نے سلام کیا، پھر مہر نبوت دیکھنے کے لئے آپ کی پشت مبارک کی جانب گھومنے لگا جس کا میرے ساتھی (پادری) نے تذکرہ کیا

تھا، جب نبی ﷺ نے مجھے گھومتے ہوئے دیکھا تو پہچان گئے کہ میں کسی علامت کی جستجو میں ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی کمر سے چادر ہٹادی اور میں نے مہر نبوت کو دیکھا اور آپ ﷺ کو پہچان لیا ، پھر میں اس پر جھک کر اس کو چومنے لگا، اور رونے لگا ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب ہٹ جاؤ ، میں ہٹ گیا ، پھر میں نے آپ ﷺ کو اسی طرح اپنا سارا قصہ سنایا جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ ! تجھے سنایا، پھر نبی ﷺ نے یہ واقعہ اپنے صحابہ کو سنانا پسند فرمایا، اس کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ان کی غلامی سے فرصت نہ ملی جس کی وجہ سے بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکے ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے سلمان ! اپنے آقا سے کتابت کا معاملہ کرلو۔''

چنانچہ میں نے اپنے آقا سے چالیس اوقیہ چاندی اور تین سو کھجور کے درختوں پر بدل کتابت کا معاملہ کیا کہ ان درختوں کی میں پرورش کروں گا کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں ، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو، چنانچہ انہوں نے میری مدد کی ، کسی نے کھجور کے تیس پودے دیئے ، کسی نے بیس اور کسی نے پندرہ پودے اور کسی نے دس پودے دے کر میری مدد کی ، الغرض ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق میرے ساتھ تعاون کیا یہاں تک کہ میرے پاس پورے تین سو جمع ہو گئے ۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ ! ان کے لئے ایک ایک گڑھا کھودو۔ جب فارغ ہو جاؤ میرے پاس آنا، میں انہیں اپنے دست مبارک سے لگادوں گا۔ چنانچہ میں نے ان کے لئے گڑھا کھودا، میرے ساتھیوں نے بھی میری مدد کی ، فارغ ہو جانے کے بعد میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو بتایا تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست اقدس سے لگاتے گئے ، اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں سلمان رضی اللہ عنہ کی جان ہے کوئی پودا خشک نہیں ہوا، پس میں نے کھجوروں کے درخت اس کو دے دیئے ، دوسرا مال میرے ذمہ رہ گیا (یعنی چالیس اوقیہ چاندی) اس کی صورت یہ ہوئی کہ کسی غزوہ سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا حاصل ہوا اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فارسی مکاتب غلام کدھر ہے؟ مجھے بلایا گیا ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سونا لو اور اپنے آقا کو دے آؤ'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! یہ تھوڑا

سا سونا بھلا میرے بدل کتابت کے لئے کیسے پورا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم یہ لو اللہ تعالیٰ تمہارا معاوضہ ضرور ادا فرما دیں گے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ سونا لیا اور اس کا وزن کیا تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان رضی اللہ عنہ کی جان ہے وہ پورا چالیس اوقیہ چاندی کے برابر نکلا، چنانچہ میں نے اپنے آقا کو اس کا حق ادا کر دیا، اور میں طوق غلامی سے آزاد ہو گیا، پھر میں غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا، اس کے بعد کوئی غزوہ ایسا پیش نہیں آیا جس میں میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک نہ رہا ہوں۔" [1]

❁..........❁..........❁

شوہر اگر کنجوس ہو......؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:۔

اِنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ أَخْبَآءٍ أَوْ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ اَخْبَآئِكَ اَوْ خِبَآئِكَ شَكَّ يَحْيٰى ثُمَّ مَآ اَصْبَحَ الْيَوْمَ اَهْلُ اَخْبَآءٍ اَوْ خِبَآءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَآئِكَ اَوْ خِبَآئِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَيْضًا وَّالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ۔ [2]

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ساری زمین پر جتنے ڈیرے والے ہیں (یعنی عرب لوگ جو اکثر ڈیروں اور خیموں میں رہا کرتے) ان میں کسی کا

---

[1] (حسن) سلسلة الصحيحة 2: 468 رقم 894☆ دلائل النبوة لابی نعیم 1:131 رقم: 194☆ سیرت ابن هشام 1:220☆ تاریخ بغداد 1:129، صفة الصفوه لابن جوزی 1:533

[2] صحیح بخاری کتاب الایمان باب کیف کانت یمین النبی ﷺ☆ صحیح مسلم، کتاب الاقضية باب قضية هند، رقم: 3234☆مسند احمد باقی مسند الانصار، رقم: 24701

ذلیل اور خوار ہونا مجھے اتنا پسند نہ تھا جتنا آپ کا یحییٰ بن بکیر راوی کو شک ہے (کہ ڈیرے کا لفظ بہ صیغہ مفرد کہا یا بہ صیغہ جمع) اب کوئی ڈیرے والا یا ڈیرے والوں کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھے آپ کے ڈیرے والوں سے زیادہ پسند نہیں ہے (یعنی اب میں آپ کی اور مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) نبی ﷺ نے فرمایا ابھی کیا ہے تو اور زیادہ خیر خواہ بنے گی قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے پھر ہند کہنے لگی یا رسول اللہ! ابوسفیان تو ایک بخیل آدمی ہے مجھ پر گناہ تو نہیں، اگر میں اس کے مال سے (اپنے بال بچوں کو کھلاؤں) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اگر تو دستور کے موافق خرچ کرے۔

فوائد: پتہ چلا کہ اگر شوہر مالدار اور کنجوس ہو تو بقدر ضرورت اس کے مال سے حصہ لیا جا سکتا ہے بشرطیکہ لڑائی جھگڑے یا کسی طوفان کے بپا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فتوی لینے کی غرض سے کسی آدمی کے عیوب بیان کئے جا سکتے ہیں۔



اسلام ایک ہمہ گیر دین

نبی ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء ورسل اس دنیا میں مبعوث ہوئے، وہ ایک محدود وقت کے لیے آئے ان کے علاقے بھی محدود تھے، لیکن نبی ﷺ دنیا بھر کے لوگوں کے لیے پیغمبر بن کے آئے، اب رہتی دنیا تک آپ کا دین اور شریعت قائم رہے گی، آپ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور کوئی بھی یہودی یا عیسائی آپ کا حال سن کر آپ پر ایمان نہ لائے تو کافر شمار ہوگا، اسی حال میں اسے موت آئی تو جہنم کا ایندھن بن جائے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

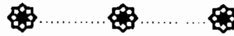
وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ أَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْأُمَّةِ یَھُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِہٖ إِلَّا کَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔ [1]

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ إلی جمیع الناس

میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن پر) تو جہنم میں جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال کہلائے گا اور اس کے پیچھے چلنے والے گمراہ لوگ ہوں گے۔



میں تمہیں پہچان لوں گا!

بروز محشر جب سورج انتہائی قریب اور پوری تمازت سے چمک رہا ہوگا، پیاس سے لوگوں کے حلق خشک ہو چکے ہوں گے، ایسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر تشریف لا کر کچھ خوش نصیبوں کو اپنے ہاتھ سے پانی پلائیں گے اور حوضِ کوثر کا پانی ان افراد کو نصیب ہوگا، جو دنیا میں وضو کرتے اور نمازیں پڑھتے رہے، ایسے لوگ جو دنیا میں وضو کرتے اور نمازیں پڑھتے رہے، وہ اعضاء وضو کی چمک سے پہچان لیے جائیں گے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ حَوْضِی لَابَعْدُ مِنْ اَیْلَةَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّی لَاَذُوْدُ عَنْہُ الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَةَ عَنْ حَوْضِہٖ ۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ)) [1]

میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے درمیان میں) تک کا درمیانی فاصلہ ہے، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں لوگوں کو وہاں سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم کو پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں تم میرے پاس آؤ گے کہ تمہارے ہاتھ پاؤں اور پیشانی وضو کے نشانات سے چمک

[1] صحیح مسلم، کتاب الطھارة، باب استحباب ، اطالة الغرة والتحجیل فی الوضوء ☆ سنن ابن ماجه کتاب الزھد باب ذکر الحوض رقم4292

رہے ہوں گے، تمہارے علاوہ یہ چمک کسی اور کو نصیب نہ ہوگی۔

حوضِ کوثر سے جو لوگ دھتکار دیئے جائیں گے وہ ایسے افراد ہوں گے جو دین میں بدعتیں جاری کرتے رہے، جن کے اعمال شریعت کے مطابق نہ تھے۔ صحیح مسلم میں مذکورہ روایت سے متصل پچھلی روایت میں ایسے افراد کی نشان دہی کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے لوگ میرے حوض کوثر پر آئیں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ہم کو پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی۔ تم آؤ گے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گروہ روکا جائے گا، میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آ سکے گا، تب عرض کروں گا کہ اے پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد دنیا میں نئے نئے کام ایجاد کئے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا سفر بیت اللہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَیُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْیَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لَیَثْنِیَنَّهُمَا۔ [1]

''قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بلا شک وشبہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام روحاء کی گھاٹی میں جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے لبیک پکاریں گے حج یا عمرہ کی یا قران کریں گے اور دونوں کی لبیک پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔''

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا جیسا کہ ذیل کی آیت سے واضح ہے:

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب اهلال النبی وهدیه

صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ۝ [النساء: 157 تا 159]

''اور ان (یہودیوں) کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا بلکہ ان کے لیے ویسی (ایک) صورت بنا دی گئی تھی بلاشبہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اختلاف کرنے والے شک وشبہ میں ہیں انہیں تخمینی باتوں کے سوا کوئی یقینی علم نہیں اور یہ یقینی (بات) ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور روزِ قیامت آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور دجال کا پیچھا کر کے اسے قتل کریں گے اس کی وضاحت صحیح مسلم کی درج ذیل روایت میں ہے:

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَام فَیُنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَهْرُوْذَتَیْنِ وَاضِعًا كَفَّیْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَیْنِ اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَه قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا یَحِلُّ لِكَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُه یَنْتَهِی حَیْثُ یَنْتَهِی طَرْفُهٗ فَیَطْلُبُهٗ حَتّٰی یُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُهٗ۔ [1]

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت (عیسیٰ) مسیح ابن مریم کو بھیج

[1] مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (2937) احمد (248/4) ابو داؤد (4321) ترمذی (2240) ابن ماجہ (4126)

دیں گے اور وہ دمشق (شام) کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس، دو فرشتوں کے بازوؤں (پروں) پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ زندہ نہ بچے گا جب کہ ان کی سانس حد نگاہ تک پہنچے گی پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور ''لد'' (ایک مقام فلسطین میں) کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُترنے کے بعد صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، بخاری کی روایت میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ أَنْ یَنْزِلَ فِیْكُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدَلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلُهٗ أَحَدٌ حَتّٰی تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ :وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ ''وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا'' [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اُتریں گے تم میں ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیے کو موقوف کر دیں گے پھر مال و دولت کی کثرت ہوگی حتیٰ کہ اسے کوئی لینے والا نہیں ہوگا اور (حالت یہ ہوگی کہ) ایک سجدہ کر لینا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو: ''اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے۔''

[1] بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (3448) ☆ مسلم (155-390) ☆ ترمذی (3233) ☆ ابن ماجہ (4129) ☆ احمد (2/315-385-383)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عرصہ تک زمین میں زندہ رہیں گے ان کے دور میں امن وامان ہوگا، دجال بھی ان کے ہاتھوں جہنم واصل ہوگا، نیز یاجوج ماجوج کی ہلاکت بھی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہی ہوگی، حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر کے انہیں آن واحد میں ایک نفس کی موت کی طرح ہلاک کردیں گے پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی زمین پر اتریں گے مگر زمین میں ہر جگہ ان کی سڑاند اور بدبو پھیلی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردن برابر پرندے بھیجیں گے جو انہیں وہاں لے جا پھینکیں گے جہاں اللہ کا حکم ہوگا پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جو ہر مٹی اور خیمے والے گھر میں پہنچے گی اوراس کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو اس طرح پاک صاف کردیں گے جس طرح کوئی حوض یا باغ ہو پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل اگائے، برکتیں نکالے، اس دن ایک انار پوری جماعت کھا سکے گی اوراس کے چھلکے سے وہ سایہ حاصل کریں گے۔ ایک گابھن اونٹنی کا دودھ کئی جماعتوں کیلئے کافی ہوگا، حاملہ گائے کا دودھ ایک قبیلے کی کفایت کرے گا اور بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہوگا، لوگ اس حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ان کی بغلوں کے نیچے سے اثر کرتی ہوئی گزرے گی اور ہر مومن و مسلم کو فوت کردے گی پھر صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح باہم جھگڑیں گے (یا بدکاریاں کریں گے) اورانہی پر قیامت قائم ہوگی۔'' [1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی عمر مکمل کر کے طبعی طور پر فوت ہوں گے مسلمان ان کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے اور تکفین وتدفین کریں گے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: فَیَمْکُثُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَمْکُثَ ثُمَّ یَتَوَفّٰی فَیُصَلِّی عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَدْفِنُوْنَہٗ۔ [2]

---

[1] مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (2937) ☆ احمد (248/4) ☆ ابوداؤد (4321) ☆ ترمذی (2240) ابن ماجہ (4126) حاکم (537/4) طبری (95/9)

[2] احمد (587/2) ابوداؤد (4324) السلسلۃ الصحیحۃ (2182)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ (عیسیٰ علیہ السلام زمین پر) جتنی دیر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی ٹھہریں گے پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ ادا کر کے انہیں دفن کر دیں گے۔''

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَتَوَفّٰى وَيُصَلِّی عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ چالیس (40) سال تک اقامت کریں گے اور فوت ہو جائیں گے تو مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔



بہت یاد آؤں گا!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِیْ يَدِهٖ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِی ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِی أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ۔ [2]

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، ایک زمانہ ایسا آئے گا، جب تم مجھے دیکھ نہ سکو گے اور میرا دیکھنا تمہیں تمہارے بال بچوں اور مال سے زیادہ عزیز ہوگا۔



---

[1] احمد (2/535) ابوداؤد، کتاب الملاحم: باب خروج الدجال (4324) السلسلة الصحيحة (2182)

[2] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل النظر اليه وتمنيه

پوچھو!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى لَهُمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ قَبْلَهَا أُمُوْرًا عِظَامًا ((ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَسْأَلَنِي عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْنِيْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُوْنَنِي عَنْ شَيْءٍ اِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَادُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا)) قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ يَقُوْلَ (سَلُوْنِي) فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ أَنْ يَقُوْلَ (سَلُوْنِي) بَرَكَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ((أَوْلَى وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ مَا سَمِعْتُ بِابْنٍ قَطُّ أَعَقَّ مِنْكَ أَأَمِنْتَ أَنْ تَكُوْنَ أُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَاتُقَارِفُ نِسَاءُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَفْضَحَهَا عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ وَاللّٰهِ لَوْ أَلْحَقَنِيْ بِعَبْدٍ أَسْوَدَ لَلَحِقْتُهُ ۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے پر باہر آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو

[1] صحيح مسلم، كتاب الفضائل ، باب كراهة اكثار السؤال من غير ضرورة

منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کے متعلق بیان کیا اور فرمایا کہ قیامت سے پہلے کئی باتیں بڑی بڑی ظاہر ہوں گی، پھر فرمایا جوکوئی مجھ سے کچھ پوچھنا چاہے وہ پوچھ لے،قسم اللہ کی جو بات تم مجھ سے پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا، جب تک اس جگہ میں ہوں انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سن کر لوگوں نے بہت رونا شروع کیا اور آپ فرمارہے تھے پوچھو مجھ سے۔ آخر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ تھا۔ جب آپ بہت فرمانے لگے پوچھو مجھ سے (شاید آپ کو غصہ آ گیا لوگوں کے بہت پوچھنے سے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر بولے راضی ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ نے یہ سنا تو چپ ہورہے پھر،آپ نے فرمایا: آفت قریب ہے،قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، ابھی لائی گئی میرے سامنے جنت اور دوزخ اس دیوار کے کونے میں، تو میں نے آج جیسی نہ بھلائی دیکھی نہ برائی دیکھی۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عتبہ نے کہا کہ عبداللہ بن حذافہ کی ماں نے ان سے کہا میں نے کوئی بیٹا تجھ سے زیادہ نافرمان نہیں سنا، کیا تو بے ڈر ہے اس بات سے کہ تیری ماں نے وہی گناہ کیا ہو جیسے جاہلیت کی عورتیں کیا کرتی تھیں پھر تو اس کو رسوا کرے لوگوں کی نگاہ میں۔ عبداللہ نے کہا قسم اللہ کی اگر میرا ناتا ایک حبشی غلام سے لگایا جاتا تو میں اسی سے لگ جاتا۔

فوائد: امام مسلم نے اس پر باب قائم کیا ہے، ''بلاضرورت سوالات پوچھنے کی کراہت'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات اسی وجہ سے تھے کہ لوگوں نے ایسے سوالات کثرت سے پوچھنا شروع کردیئے تھے جن کا دین وشریعت سے کوئی خاص تعلق نہ تھا۔



شوہر کا حق ادا نہ کرنے والی رب کا حق بھی ادا نہیں کرسکتی!

حضرت ابن ابی اوفی بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، مَا ھٰذَا؟ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدِمْتُ الشَّامَ، فَوَجَدْتُّھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِبَطَارِقَتِھِمْ وَأَسَاقِفِھِمْ، فَأَرَدْتُّ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ۔ قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنْ أَمَرْتُ شَیْئًا أَنْ یَسْجُدَ لِشَیْءٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَۃَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا۔ [1]

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ کو سجدہ (تعظیمی) کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں شام گیا میں نے دیکھا، وہاں لوگ اپنے سرداروں اور اپنے مقتداؤں کو سجدہ کرتے ہیں، میں نے بھی یہ کرنا چاہا، آپ نے ارشاد فرمایا یہ نہ کرو، اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، عورت اپنے رب کا حق اس وقت تک ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔

نکاح کے وقت جب ایک جوڑا رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے' تو ان کا مقصد صرف یہی نہیں ہوتا کہ اب انہوں نے زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ ملازموں کی طرح مل جل کر کام کرنا ہے اور زندگی کی گاڑی کو جیسے تیسے بن پڑے گھسیٹتے ہوئے دن پورے کرنے ہیں' بلکہ مرد اور عورت کا آپس میں ایک جسمانی رشتہ بھی ہوتا ہے۔ نکاح ایمانی تکمیل کا نام ہے۔ اسی لئے ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

[1] (صحیح) الترغیب والترهیب، للالبانی، رقم الحدیث: ۱۹۸۳

یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنکُمُ الْبَآءَ ةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ [1]

''اے جوانو! جوکوئی تم میں سے جماع کی قدرت رکھتا ہو' تو نکاح کر لے' اس لئے کہ نکاح نظر کو خوب نیچا کرنے والا اور شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔''

بیوی اگر شوہر کے بستر سے الگ رہے اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں سستی کرے' اسے سختی سے روک دے یا اس سے جھگڑ پڑے تو اس سے دو ہی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں یا تو دونوں میں لڑائی ہو جائے گی یا پھر مرد خون کے گھونٹ پی کر رہ جائے گا۔ وہ رات اس طرح کے ذہنی تناؤ میں گزارے گا کہ ساری رات اس زندگی سے فرار کا سوچے گا یا پھر اپنی بیوی پر لعنت بھیجتے ہوئے دوسری شادی کا سوچے گا' اس بات کو اسلام نے عورت کی زیادتی اور ظلم قرار دے کر اس انداز میں ڈانٹا ہے:

إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ [2]

''جب کوئی مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

ایک دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ [3]

نبی ﷺ نے فرمایا جب عورت رات کو اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر الگ سو رہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے خاوند کے بستر پر نہ آ جائے۔

اتنی سخت وعید اس لئے ہے کہ مرد کے لئے عورت کی یہ حرکت انتہائی ذہنی اذیت کا باعث ہے۔ خود ہی سوچئے جب اس کے جذبات کی تسکین نہ ہوگی تو وہ دوسری شادی کا سوچے گا' کیا اس

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءة فلیتزوج

[2] بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المراة مهاجرة فراش زوجها

[3] صحیح بخاری کتاب و باب مذکورہ

سے جھگڑا جنم نہیں لے گا‘ حالانکہ عورت کے اس رویہ کے بعد مرد اس سوچ میں حق بجانب ہے۔ دوسرا یہ بھی ہے کہ جب اس کی اپنے گھر سے تشنگی نہ بجھ سکے تو باہر بھی اس کی نظر میں شرم و حیا نہ رہے گی اور یہ بات بھی بیوی کے لئے بڑی تکلیف کا باعث ہوگی۔

عورت اگر اپنے رب کی رضا مندی چاہتی تو اسے شوہر کی خدمت میں ملے گی‘ اس لئے کہ وہی اس کی جنت اور دوزخ ہے۔

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ [1]

''جو عورت فوت ہوئی اس حال میں کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

اور نبی ﷺ نے اچھی عورت کی صفت ان الفاظ میں بیان فرمائی:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِیلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ قَالَ النَّبِیُّ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَ تُطِیْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَا لِهَا بِمَا یَكْرَهُ [2]

''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں سے کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ عورت جس کی طرف شوہر دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے‘ وہ حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنے نفس اور مال میں اس کی چاہت کے خلاف کام نہ کرے۔''

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب مرد اس کو طرف دیکھے تو اس کی عورت خوش کردے۔ اس سے اس بات کی طرف بھی راہنمائی ملتی ہے کہ عورت اپنے شوہر کے لئے میک اپ کرے اس کا بننا سنورنا شوہر کو خوش کرنے کے لیے ہو۔

نبی ﷺ نے عورتوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کیلئے زیب و زینت

[1] (صحیح) ترمذی، کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ

[2] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ باب النساء الکاسیات المائلات

کریں اور اپنے لباس کو صاف ستھرا رکھیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر سے واپس آئے اور ہم نے اپنے اپنے گھروں میں جانا چاہا تو نبی ﷺ نے ہمیں یہ کہتے ہوئے روک دیا:

اَمْهِلُوْا حَتّٰی تَدْخُلُوْا لَیْلًا اَیْ عِشَآءً لِکَیْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِیْبَةُ [1]

”رات کو عشاء کے وقت گھر پہنچنے سے ابھی رُک جاؤ تا کہ جس عورت کے سر کے بال بکھرے ہوں گے، وہ کنگھی کر لے گی اور جس عورت کا خاوند غائب تھا وہ اُسترا کر لے گی۔“

یہ حدیث واضح ہے، اس بارے میں کہ نبی ﷺ عورتوں کو اپنے شوہروں کیلئے میک اپ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور صحابہؓ کو اس لئے کچھ دیر کیلئے روک دیا کہ کہیں وہ اپنی عورتوں کو گندے لباس اور بکھرے بالوں میں دیکھ کر نفرت نہ کرنے لگیں۔

☆ دوسری عبارت جس کا اُس مذکورہ حدیث میں ذکر ہے جس میں آپ ﷺ نے قسم اُٹھا کے عورت کو مرد کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے جب نبی ﷺ نے خود کو سجدہ پسند نہ کیا تو پھر کسی شخص، حجرہ، قبر یا مزار کو سجدہ تعظیمی کیسے جائز ہو سکتا ہے اس ضمن میں ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں صحابہؓ نے آپ ﷺ سے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی لیکن آپ ﷺ نے روک دیا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری کے دو بیل تھے۔ وہ جوان ہو گئے تو اس نے ان دونوں کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بلانا چاہا، نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ انصار کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی، اس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں ایک کام سے آیا ہوں، میرے دو بیل جوان ہو چکے ہیں میں نے ان دونوں کو ایک باغ میں بند کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح باب تستحد المغیبة و تمتشط

دعا کریں اللہ تعالیٰ ان دونوں کو میرے لئے مطیع کردے۔آپ نے اپنے صحابہ سے کہا: آؤ ہمارے ساتھ، آپ ﷺ دروازے کے پاس پہنچے تو فرمایا: دروازہ کھولو، اس نے دروازہ کھولا تو ایک بیل دروازے کے قریب ہی تھا، جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو آپ کے لئے سجدے میں گر گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی چیز لاؤ جس سے میں اس کا سر باندھوں اور اسے قابو کروں۔ وہ انصاری ایک نکیل لایا۔ آپ نے اس کا سر باندھا اور اسے قابو کیا۔ پھر آپ باغ کے دوسرے کنارے دوسرے بیل تک گئے۔ جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ کے لئے سجدے میں گر گیا۔ آپ نے اس آدمی سے کہا: میرے پاس کوئی چیز لاؤ جس سے میں اس کا سر باندھوں۔ آپ نے اس کا سر باندھا اور اسے قابو کیا۔ اور فرمایا: جاؤ! اب یہ دونوں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گے۔ جب نبی ﷺ کے صحابہ نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ دو بیل تو سمجھ بھی رکھتے ہیں اور آپ کو سجدہ کر رہے ہیں، کیا ہم بھی آپ کو سجدہ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی بھی شخص کو حکم نہیں دیتا کہ وہ کسی اور کو سجدہ کرے اور اگر میں کسی کو حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ [1]

قیام، رکوع اور سجدہ اگرچہ عبادت نہیں بلکہ مظاہر عبادت ہیں، تاہم ہماری شریعت میں غیر اللہ کے لیے انہیں ادا کرنا سخت منع کیا گیا ہے، جیسا کہ سابقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پہلی امتوں کے لئے تعظیمی سجدہ جائز تھا، جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا تھا قرآن پاک میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (۱۲یوسف:۱۰۰)

لیکن ہمیں جو دین عطا ہوا ہے وہ ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے مکمل صورت میں ملا ہے۔ اس میں عبادت اور مظاہر عبادت سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ''قیام، قعود، رکوع اور سجدہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کا حق ہے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اور جو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہو، اس میں کسی غیر کا حق نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانے کو

[1] السلسلة الصحيحة 35:39 رقم 3490،۔دلائل النبوه ابی نعيم الاصبهانی باب السجود ليس لی الا للحی 327/1 رقم 275

شرک قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جس نے اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ، ص: ۹۳ ج: ۲۷)

امام ابن تیمیہ مزید لکھتے ہیں کہ ''خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کیونکہ یہ عبادت ہے جو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہوتی، البتہ سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم ہے جس کی بجا آوری ہم پر فرض ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تعظیم کے طور پر کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا ہمیں حکم دیتے تو ہم پر اس حکم کی پیروی کرنا ضروری تھا، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری عبادت اور مسجود کی تعظیم تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سجدہ کی دو اقسام ہیں:

ایک سجدہ عبادت: جو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں ہوا۔

دوسرا سجدۂ تعظیم: اس میں مسجود کی تعظیم ہوتی ہے۔ ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے تعظیم کا یہ انداز اختیار کریں البتہ ہم سے پہلے لوگوں کے لیے ایسا کرنا جائز تھا۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ، ص: ۳۶۰ ج: ۴)



مدینہ!

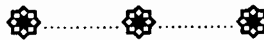
نبی ﷺ نے مدینہ شہر کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے اور اس بابرکت شہر سے آپ ﷺ کو بہت محبت تھی، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے لیے ان الفاظ میں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِی نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَامِنَ الْمَدِيْنَةِ شَیْءٌ وَلَا شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا ۔ [1]

"اے اللہ! ہمارے شہر مدینہ میں برکت دے، اے اللہ اس برکت کے ساتھ دوہری برکت عطا فرما، (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مدینہ کی کوئی چیز، کوئی گھاٹی، کوئی راستہ ایسا نہیں جس کی حفاظت کے لیے دو فرشتے متعین نہ ہوں۔"

مدینہ بابرکت شہر ہے، ہر مسلمان کا مدینہ سے ایک جذباتی تعلق ہے، آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد وفات تک کا عرصہ مدینہ میں گزارا اور مدینہ کے پہاڑوں، راستوں اور گھروں سے اپنی محبت کا اظہار کیا، ہر مسلمان کے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ جائے اور ان شہروں کو اپنی آنکھوں میں بسا لائے۔

اُڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے مدینہ کی بستی پہ نثار
تو بہترین خلائق میں بدترینِ جہاں
تو سرورِ دو جہاں میں کمینہ خدمتگار



[1] (صحیح) الترغیب والترھیب، للالبانی، حدیث 1202

مجاہد شوہر کا اجر

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ انْطَلَقَ زَوْجِي غَازِيًا، وَكُنْتُ أَقْتَدِيْ بِصَلَاتِهِ إِذَا صَلّٰى وَبِفِعْلِهِ كُلِّهِ فَأَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُبْلِغُنِيْ عَمَلَهُ حَتّٰى يَرْجِعَ قَالَ لَهَا: أَتَسْطِيْعِيْنَ أَنْ تَقُوْمِيْ وَلَا تَقْعُدِيْ، وَتَصُوْمِيْ وَلَا تُفْطِرِيْ، وَتَذْكُرِي اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَا تَفْتُرِيْ حَتّٰى يَرْجِعَ؟ قَالَتْ: مَا أُطِيْقُ هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَطَقْتِهِ مَا بَلَغْتِ الْعُشُوْرَ مِنْ عَمَلِهٖ۔ [1]

یا رسول اللہ! میرے شوہر جہاد کے لئے نکلے ہوئے ہیں اور جب وہ نماز پڑھتے تھے میں ان کی نماز میں اقتداء کرتی تھی اور جیسے جو عمل وہ کرتے تھے میں بھی کرتی تھی، اب مجھے ایسا عمل بتلا دیں جو ان کے جہاد سے لوٹنے تک میں کرتی رہوں اور وہ عمل مجھے ان کے عمل تک (یعنی جہاد تک) پہنچا دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ طاقت رکھتی ہو کہ اس وقت تک (نماز میں) کھڑی رہو بیٹھو نہیں، اور روزہ رکھتی رہو اور افطار نہ کرو اور اللہ کا ذکر کرتی رہو ذکر چھوڑو نہیں جب تک وہ لوٹ کر نہ آ جائے، اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تو میں طاقت نہیں رکھتی، ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم اس کی طاقت بھی رکھتیں تب بھی اس کے عمل کے دسویں حصہ تک نہ پہنچ پاتی۔



[1] (صحیح) الترغیب والترهیب للالبانی رقم الحدیث 1202

دیہاتی کا اعزاز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِخِبَاءِ أَعْرَابِیٍّ وَهُوَ فِی أَصْحَابِهِ یُرِیْدُوْنَ الْغَزْوَ، فَرَفَعَ الْأَعْرَابِیُّ نَاحِیَةً مِنَ الْخِبَاءِ فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ فَقِیْلَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ یُرِیْدُوْنَ الْغَزْوَ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ عَرَضِ الدُّنْیَا یُصِیْبُوْنَ؟ قِیْلَ لَهُ: نَعَمْ یُصِیْبُوْنَ الْغَنَائِمَ، ثُمَّ تُقَسَّمُ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَعَمَدَ إِلَی بَکْرٍ لَهُ فَاعْتَقَلَهُ وَسَارَ مَعَهُمْ، فَجَعَلَ یَدْنُو بِبَکْرِهِ إِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعَلَ أَصْحَابُهُ یَذُوْدُوْنَ بَکْرَهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعُوْا لِیَ النَّجْدِیَّ فَوَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهِ إِنَّهُ لَمِنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ۔ قَالَ: فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَاسْتُشْهِدَ فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِیُّ ﷺ فَأَتَاهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ مُسْتَبْشِرًا، أَوْ قَالَ: مَسْرُوْرًا یَضْحَكُ، ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَ: أَمَّا مَا رَأَیْتُمْ مِنَ اسْتِبْشَارِیْ۔ أَوْ قَالَ: سُرُوْرِیْ۔ فَلَمَّا رَأَیْتُ مِنْ کَرَامَةِ رُوْحِهِ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَمَّا إِعْرَاضِیْ عَنْهُ، فَإِنَّ زَوْجَتَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ الْاٰنَ عِنْدَ رَأْسِهِ۔ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (کسی جہاد میں جاتے ہوئے) نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا گزر ایک دیہاتی کے خیمہ کے پاس سے ہوا اس نے (جماعت کو جاتا ہوا محسوس کر کے) خیمہ کا ایک کونہ اٹھایا، اور پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں غزوہ کرنے جا رہے ہیں پوچھا: کیا ان کو دنیا کا کچھ ساز و سامان بھی ہاتھ لگے گا؟ بتایا کہ ہاں غنیمت کا مال ہاتھ آتا ہے، پھر وہ مال عام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ، یہ فوراً اپنے ایک جوان اونٹ کی طرف بڑھا اور (اس کی ٹانگ میں) رسی باندھی اور ان کے ساتھ چل پڑا اور اپنا

[1] (حسن) الترغیب والترھیب للالبانی رقم الحدیث 1382

اونٹ رسول اللہ ﷺ کے قریب کرنے کی کوشش کرنے لگا اور آپ کے ساتھی اس کے اونٹ کو آپ ﷺ کے رخ سے ہٹانے لگے (کہ کوئی جوشیلی حرکت نہ کر بیٹھے) مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اس نجدی کو میرے پاس آنے دو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے، (راوی کہتے ہیں) دشمن سے مقابلہ ہوا اور اس شخص کو شہادت نصیب ہوگئی، نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی گئی آپ ﷺ اس (کی لاش) کے پاس تشریف لائے، آپ خوش ہوکر مسکراتے ہوئے اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے پھر ادھر سے رخ مبارک پھیر لیا، (آپ کے ساتھی کہتے ہیں کہ) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ خوش خوش مسکرا رہے تھے پھر آپ نے رخ پھیر لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جو میری مسرت ومسکراہٹ دیکھی تو وہ اللہ کے یہاں اس کی روح کے اعزاز واکرام کی وجہ سے تھی اور میرا ادھر سے رخ پھیرنا اس لئے تھا کہ اس کی (جنتی) بیوی خوبصورت آنکھوں والی اس کے سر کے قریب بیٹھی تھی (حیا کی وجہ سے رخ پھیر لیا)۔

سب سے عظیم آیت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا أَبَاالْمُنْذِرِ أَتَدْرِیْ أَیَّ آیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَعَکَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ أَعْلَمُ، قَالَ: یَاأَبَا الْمُنْذِرِ أَیُّ آیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَعَکَ أَعْظَمُ؟ قُلْتُ: اللّٰہُ لَاإِلٰہَ إِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) (البقرۃ:٢٥٥) قَالَ: فَضَرَبَ فِی صَدْرِیْ وَقَالَ: لِیُھْنِکَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ۔

ورواہ احمد وابن ابی شیبۃ فی کتابہ باسناد مسلم، وزاد: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنَّ لِھٰذِہِ الْآیَۃِ لِسَانًا وَشَفَتَیْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِکَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ۔ [1]

[1] (صحیح) الترغیب والترھیب، للالبانی، رقم الحدیث :1471

(ایک مرتبہ مجھ سے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ابوالمنذر رضی اللہ عنہ (یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی کونسی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں (کہ وہ کونسی آیت ہے) نبی کریم ﷺ نے (پھر) پوچھا کہ ابوالمنذر رضی اللہ عنہ تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی کونسی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے کہا کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی پوری آیت الکرسی) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ ابوالمنذر ر! اللہ کرے تمہارا علم خوشگوار ہو۔

اور احمد و ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں جو عرش کے پائے کے پاس تسبیح و تقدس کرتی ہے۔

آیت الکرسی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر آدمی رات کو سوتے وقت اسے پڑھ لے تو صبح تک رب تعالیٰ کی جانب سے ایک نگران فرشتہ اس کی حفاظت پر مامور رہتا ہے۔ اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کی حفاظت کا حکم دیا میرے پاس ایک شخص آیا اور لپ بھر بھر کر اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج ہوں اور مجھ پر میرے بچوں کا بار ہونے سے سخت ضرورت مند ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب اس نے سخت حاجت بیان کی اور اپنے بال بچوں کا ذکر کیا تو میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے پیش نظر کہ وہ پھر آئے گا اس کا منتظر رہا، چنانچہ وہ پھر آیا اور

لپ بھر بھر کر غلہ لینے لگا، میں نے اسے پکڑ کر کہا اب میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں مجھ پر میرے بچوں کا بڑا بار ہے اب میں پھر نہ آؤں گا۔ اب کے بھی میں نے اس پر ترس کھایا اور چھوڑ دیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا: ''ابوہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب اس نے سخت ضرورت پیش کی اور بچوں کا ذکر کیا تو میں نے اس پر رحم کھاتے ہوئے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا، چنانچہ میں تیسری بار اس کا منتظر رہا اور وہ پھر آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا، میں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ اب میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں اور یہ تیسری بار ہے تو ہر بار کہہ دیتا ہے کہ اب نہ آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے۔ وہ بولا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں چند کلمات بتاتا ہوں جو تمہارے لیے مفید ہوں گے۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ یعنی ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' اختتام تک، پھر اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہ آ سکے گا۔ میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تمہارے قیدی نے گزشتہ شب کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے کہا کہ میں تمہیں چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا اس نے مجھ سے کہا کہ جب اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اللہ کی طرف سے ایک نگران تمہارے لیے مقرر ہو جائے گا کہ صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اس مرتبہ تم سے سچ کہا ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے: ''اے ابوہریرہ! تم جانتے ہو کہ تین شب تم کس سے گفتگو کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ [1]



[1] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وکل رجلا فترك الوكيل شيئا فاجاز الموكل فهو جائز

شہید ہونا بھی قرض کو معاف نہیں کر سکتا

قرض لینا اور دینا باہمی تعاون کی ایک کڑی ہے قرض دینے والے کا مقصد محض اللہ کی رضا کے لئے اپنے بھائی کی مدد اور قرض لینے والے کی نیت ادائیگی کی ہونی چاہیے قرض لے کر واپس نہ کرنا اور رقم دبالینا وہ سنگین جرم ہے جو رب تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے پر بھی نہیں ڈھل سکتا جیسا کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَاعِدًا حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ قِبَلَ السَّمَاءِ ،ثُمَّ خَفَضَ بَصَرَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقَالَ:سُبْحَانَ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَا أُنْزِلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ قَالَ:فَعَرَفْنَا وَسَكَتْنَا حَتّٰى إِذَاكَانَ الْغَدَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْنَا:مَا التَّشْدِيْدُ الَّذِى نَزَلَ؟ قَالَ:فِي الدَّيْنِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ قُتِلَ رَجُلٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ،ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ ،ثُمَّ عَاشَ ، ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَادَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضِىَ دَيْنُهٗ۔ رواه النسائی والطبرانی فی الاوسط،والحاكم واللفظ له ،وقال :صحيح الاسناد ۔[1]

(ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد نبوی کے اس صحن میں) تھے جہاں جنازے لاکر رکھے جاتے تھے، اچانک آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، پھر اپنی نظر جھکالی، اور اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھ کر (انتہائی تعجب کے عالم میں) فرمایا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ! کس قدر سختی نازل ہوئی ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم سمجھ گئے (کہ کوئی خاص بات ہے) اور خاموش ہو گئے، (یہاں تک کہ ایک دن گزر جانے کے بعد) جب دوسرا دن ہوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کیا سختی ہے جو نازل ہوئی ہے، ارشاد فرمایا قرض کے متعلق سختی نازل ہوئی ہے، قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) مارا جائے اور پھر زندہ ہو، پھر اللہ کی راہ

[1] (حسن) الترغیب والترھیب للالبانی رقم الحدیث : 1804

میں مارا جائے اور پھر زندہ ہو، پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے اور اس پر قرض ہو تو وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے (یعنی اگر کوئی قرض دار بار بار بھی اللہ کی راہ میں مارا جائے تو یہ بار بار کی شہادت بھی اس کے قرض کا کفارہ نہیں ہو سکتی)۔



میرے منہ سے سچ ہی نکلتا ہے

احادیث کیا ہیں نبی ﷺ کے قول، فعل اور عمل کا نام آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ خواہ غصہ میں نکلے ہوں یا خوشی میں محدثین نے سب ہی جمع کر کے انہیں کتب احادیث کا نام دے دیا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ حق بات ہی ارشاد فرمایا کرتے تھے ذیل کی روایت اس بات کی دلیل ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَيْئٍ اَسْمَعُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُرِيْدُ حِفْظَهٗ فَنَهَتْنِيْ قُرَيْشٌ وَقَالُوْا اَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْئٍ تَسْمَعُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابَةِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَوْمَأَ بِاُصْبُعِهٖ اِلٰى فِيْهِ فَقَالَ اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ۔ [1]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنتا اس کو لکھ لیتا اپنے یاد کرنے کے لئے، پھر قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا لکھنے سے اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں باتیں کرتے ہیں غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا لکھا کر قسم اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے اس منہ سے حق بات کے

[1] (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب العلم باب کتابة العلم

سوا کوئی بات ادا نہیں ہوتی ۔ (خواہ غصہ میں ہو یا خوشی میں)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے کتابت حدیث کی اجازت خود مرحمت فرمائی بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ کتاب حدیث کا آغاز دوسری یا تیسری صدی میں ہوا اس لیے کہ حدیث کی پہلی باقاعدہ کتاب مؤطا دوسری صدی میں اور دیگر کتابیں مثلاً بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ تیسری صدی میں مرتب ہوئیں، اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کتابت حدیث کا آغاز عہد رسالت کے بعد دوسری صدی میں کہیں جا کر ہوا ہے ان کی یہ بات درست نہیں کتابت حدیث کا آغاز نبی ﷺ کے زمانہ میں ہی ہو گیا تھا، آپ ﷺ نے مقوقس، نجاشی اور قیصر و کسریٰ جیسے حکمرانوں کو خود تبلیغی خطوط بھیجے تھے، بلکہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی جو بنوائی تھی اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ سرکاری خطوط پر اس سے مہر لگائی جائے اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب ﷺ کی اجازت سے ہی یہودیوں کی زبان سیکھی اور آپ جو مراسلے ان کو لکھتے یا جو مراسلے وہ آپ ﷺ کو بھیجتے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔صحیفہ ہمام بن منبہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس میں صرف ایک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہی واسطہ ہے اس میں 138 احادیث ہیں جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات 58ھ میں ہوئی جس سے واضح ہوتا ہے کہ پہلی صدی میں احادیث کتابی شکل میں جمع ہونی شروع ہو گئی تھیں حجۃ الوداع کا خطبہ نبی ﷺ نے خود ایک یمنی شخص کے لیے لکھ کر دینے کا حکم دیا تھا، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ، أَوِ الْفِیلَ، وَسَلَّطَ عَلَیْهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُؤْمِنِینَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِی، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِی، أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِی سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِی هٰذِهِ حَرَامٌ، لَا یُخْتَلَی شَوْكُهَا، وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ: إِمَّا أَنْ یُعْقَلَ، وَإِمَّا أَنْ یُقَادَ أَهْلُ الْقَتِیلِ) فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْیَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبْ لِی یَا رَسُولَ اللّٰهِ،

فَقَالَ: (اكْتُبُوْا لِأَبِیْ فُلَانٍ) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ: إِلَّا الْإِذْخِرَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِیْ بُیُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: (إِلَّا الْإِذْخِرَ إِلَّا الْإِذْخِرَ) [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا فیل (ہاتھی) کو روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو ان کافروں پر غالب کر دیا۔ خبردار! وہ اس وقت بھی حرام ہے، وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں نہ اس کے درخت قطع کیے جائیں اعلان کرنے والے کے علاوہ وہاں کی گری ہوئی چیز کو کوئی نہ اٹھائے اور جس کا کوئی عزیز مارا جائے اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے۔ دیت قبول کر لے یا قصاص لے لے۔ اتنے میں ایک یمنی شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ مسائل) مجھے لکھ دیجیے! آپ نے فرمایا: اچھا! ابوفلاں کو لکھ دو حجہ اللہ علیہ کے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر ''اذخر'' (خوشبودار گھاس) کے کاٹنے کی اجازت دیجیے، اس لیے کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مگر ''اذخر'' مگر ''اذخر'' یعنی وہ کاٹ سکتے ہو۔

حدیث اور قرآن دونوں ہی وحی ہیں دونوں کو الگ الگ لکھا گیا ہے۔ ہاں حدیث کے لکھنے کا آغاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوا اور آپ کے بعد بھی جاری رہا۔



دیدار الٰہی

قیامت والے دن جب اللہ تعالیٰ اپنے چہرے سے حجاب ہٹا دیں گے تو مومنین اپنے رب کے دیدار سے شرف یاب ہوں گے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

قَالَ نَاسٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَرٰی رَبَّنَا عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ فِی الظَّهِیْرَةِ لَیْسَتْ فِیْ سَحَابَةٍ قَالُوْ

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم باب کتابة العلم

لَاقَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْ لَا قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاتُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا ۔[1]

لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے پروردگار کو قیامت میں دیکھیں گے آپ نے فرمایا کیا تمہیں کوئی مشکل ہوتی ہے دوپہر کو سورج دیکھنے میں جب بادل نہ ہوں لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں مشکل ہوتی ہے چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں جب بادل نہ ہوں لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں بھی کوئی مشکل نہ ہوگی مگر جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کچھ دقت نہ ہوگی اور نہ کشمکش اور روک ہوگی جیسے دنیا کی بعض چیزوں کے دیکھنے میں ہوتی ہے کہ ایک پر ایک گرتا ہے اور دیکھنا نہیں ملتا، وہاں ہر شخص فراغت سے بکمال وسعت اپنے پروردگار کو دیکھے گا۔

آخرت میں دیدارِ الٰہی:

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ناممکن ہے کیونکہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دیدار کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَنْ تَرَانِيْ﴾ (الاعراف:143)

''تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔''

البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کتاب وسنت اور اجماع سلفِ صالحین سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (القیامۃ:22-23)

''اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔''

[1] (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب السنة باب فی الرویة

مزید فرمایا:

كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۔ (المطففین: 15)

''ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔''

فاجر قسم کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوں گے، وگرنہ فریقین میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

جیسا کہ گذشتہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهٖ۔

''بے شک (آخرت میں) اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح (دنیا میں) چاند کو دیکھتے ہو کہ تم اسے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں دیئے جاؤ گے۔''

اس حدیث میں تشبیہ دیکھنے کی دیکھنے کے ساتھ ہے نہ کہ دیکھے جانے والے (اللہ تعالیٰ) کی دیکھی جانے والی چیز (چاند) کے ساتھ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مثل، شبیہ اور نظیر کوئی چیز نہیں۔

سلفِ صالحین کا اتفاق ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف اہل ایمان کو نصیب ہوگا جبکہ کفار اس سعادت سے محروم رہیں گے، اہل ایمان کو دیدار کی یہ سعادت قیامت کی مختلف گھاٹیوں اور جنت میں داخلہ کے بعد حاصل ہوگی۔

اہل ایمان کا یہ دیکھنا حقیقی ہے، البتہ ہم کیفیت نہیں جانتے، جیسے اللہ تعالیٰ چاہے گا، اور جیسے اس کے لائق ہوگا۔ دیدار حاصل ہو جائے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ سے جب یہ پوچھا گیا کہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طرف دیکھنا مراد لیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

كَذَبُوْا فَأَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ قَالَ مَالِكٌ: اَلنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَعْيُنِهِمْ، وَقَالَ: لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ: ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

لَمَحۡجُوۡبُوۡنَ﴾ ❶

''وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں (ایسا کہنے والے اللہ رب العزت کے اس ارشاد سے کیا مراد لیتے ہیں؟ کہ ہرگز نہیں! بے شک یہ لوگ (جو کافر ہیں) اس دن اپنے رب (کے دیدار) سے روک دیئے جائیں گے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن لوگ اپنے رب کو نہیں دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کافروں کو یہ عار نہ دلاتے کہ وہ روکے جائیں گے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (ارشادِ ربانی ہے) ''ہرگز نہیں! بے شک یہ لوگ کافر ہیں اس دن اپنے رب (کے دیدار) سے روک دیئے جائیں گے۔''

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہوں گے اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا تم کوئی چیز چاہتے ہو جو میں تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ کہیں گے کیا تو نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور آگ سے نجات نہیں دی؟ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا اور انہیں کوئی بھی چیز نہیں دی گئی ہوگی جو انہیں رب کو دیکھنے سے زیادہ پیاری ہو۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس:26) جن لوگوں نے اچھے اعمال کیے ان کے لیے اچھا اجر ہے اور مزید بھی (مزید سے رب تعالیٰ کا دیدار مراد ہے)۔ ❷

اتنی زیادہ آیات واحادیث ہونے کے باوجود قیامت کے دن دیدار الٰہی کا انکار کرنا اور تاویل کرتے ہوئے دیدار کا مطلب ثواب کرنا درحقیقت سے انحراف ہے۔

وحی کا بوجھ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَغَشِيَتْهُ السَّكِيْنَةُ فَوَقَعَتْ فَخِذُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰى فَخِذِيْ فَمَا وَجَدْتُ ثِقْلَ شَيْءٍ اَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ

❶ مشكوة المصابيح باب رؤية الله تعالىٰ الفصل الثالث رقم:5663

❷ صحيح مسلم، حديث:449,448 كتاب الايمان

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اُكْتُبْ فَكَتَبْتُ فِيْ كَتِفٍ لَايَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى لَمَّا سَمِعَ فَضِيْلَةَ الْمُجَاهِدِيْنَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ بِمَنْ لَّا يَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا قَضٰى كَلَامَهٗ غَشِيَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ السَّكِيْنَةُ فَوَقَعَتْ فَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ وَوَجَدْتُ مِنْ ثِقْلِهَا فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ كَمَا وَجَدْتُ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اقْرَاْ يَازَيْدُ فَقَرَاْتُ لَايَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ الْاٰيَةَ كُلَّهَا قَالَ زَيْدٌ فَاَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهَا فَاَلْحَقْتُهَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُلْحَقِهَا عِنْدَ صَدْعٍ فِيْ كَتِفٍ ۔[1]

میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی اترنے لگی آپ ﷺ کی ران میری ران پر تھی مجھے کبھی اتنا بوجھ محسوس نہیں ہوا جتنا آپ ﷺ کی ران کا بوجھ معلوم ہوا، پھر یہ حالت آپ کی جاتی رہی (یعنی وحی اترنا بند ہوئی تو آپ نے فرمایا لکھ میں نے بکری کے شانے پر لکھا "لا يستوى القاعدون من المومنين والمجاهدون في سبيل الله" (مکمل آیت تک) یعنی نہیں برابر ہو سکتے بیٹھنے والے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں درجے میں یعنی جہاد کرنے والوں کا درجہ گھر میں بیٹھنے والوں سے زیادہ ہے) عبداللہ بن ام مکتوم نابینا تھے انہوں نے جب مجاہدین کی فضیلت سنی، تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو مومنین جہاد کی طاقت نہیں رکھتے، (مثلاً معذور ہیں وہ یہ فضیلت کیسے پا سکتے ہیں؟) اتنا کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی طاری ہوگئی اور آپ کی ران مبارک میری ران پر گری۔ میں نے پھر اتنا ہی بوجھ پایا جیسا پہلے پایا تھا پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ کیفیت

[1] ﴿حسن﴾ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب الرخصة فی القعود من العذر

ختم ہوئی اور آپ نے فرمایا پڑھا اے زید میں نے پڑھا لایستوی القاعدون من المومنین ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیر اولی الضرر (بھی لکھ لو) باقی آخر تک وہی آیت رہی تو غیر اولی الضرر کے کلمات اللہ تعالیٰ نے الگ نازل فرمائے، لیکن میں نے ان کو اپنے مقام پر لگا دیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں اس ہڈی کے دراز پر جہاں میں نے اس کو لگایا تھا۔

وہ ہڈی پھٹی ہوئی تھی اس کے شگاف پر یہ لفظ بڑھایا تھا غیر اولی الضرر یعنی وہ لوگ جو معذور ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں ان کا درجہ مجاہدین کے برابر ہوگا کیونکہ وہ عذر کے سبب سے جہاد کو جا نہیں سکتے برخلاف ان لوگوں کے جو تندرست اور صحیح ہو کر نہیں جاتے۔



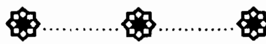
کافروں کی مقتل گاہیں!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا وہ سب بدر کی طرف چلے تو انہیں راستہ میں قریش کے پانی والے اونٹ ملے اور بنو حجاج کا ایک کالا غلام بھی ملا جسے پکڑ کر وہ ابوسفیان کا پوچھنے لگے کہ (کافروں کا سردار) کہاں ہے وہ کہنے لگا اللہ کی قسم میں ابو سفیان کا حال نہیں جانتا لیکن قریش کے لوگ البتہ آئے ہیں ان میں ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف ہیں جب اس نے یہ کہا تو صحابہ اس کو مارنے لگے وہ بولا مجھے چھوڑو میں بتاتا ہوں جب اس کو چھوڑا تو وہ یہی کہنے لگا اللہ کی قسم! مجھے ابوسفیان کا حال معلوم نہیں لیکن قریش البتہ آئے ہیں ان میں ابوجہل، عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور امیہ بن خلف ہیں اس وقت نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے مگر یہ سنتے جاتے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّکُمْ لَتَضْرِبُوْنَهٗ اِذَا صَدَقَکُمْ وَتَدَعُوْنَهٗ اِذَا کَذَبَکُمْ هٰذِهٖ قُرَیْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ لِتَمْنَعَ اَبَا سُفْیَانَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَی الْاَرْضِ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَی الْاَرْضِ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ

غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ مَاجَاوَزَ اَحَدٌ مِّنْھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَمَرَبِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاُخِذَ بِاَرْجُلِھِمْ فَسُحِبُوْا فَاُلْقُوْا فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ۔ ❶

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ سچ بولتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو تم اس کو چھوڑ دیتے ہو (یعنی یہ غلام سچ کہتا ہے) ابوسفیان تو شام کے قافلے کے ساتھ مال لے کر آ رہا تھا اور قریش کے لوگ اس کو بچانے کے لیے آئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمان قافلے کے مال پر قابض ہو جائیں۔ مسلمان چاہتے تھے قافلے سے مقابلہ ہو اللہ چاہتا تھا (کہ قافلے کی بجائے) کافروں سے مقابلہ ہو یہی ہوا اسلام کی دھاک بیٹھ گئی انس نے کہا آپ نے فرمایا یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے کل کے روز اور وہاں اپنا ہاتھ رکھا یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے کل کے روز اور وہاں اپنا ہاتھ رکھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے پھر کسی کو ان میں سے اس مقام سے جہاں آپ نے ہاتھ رکھ کر بتایا تھا ہٹا ہوا نہ پایا پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بدر کے کنویں میں ڈال دو۔



یا اللہ قریش سے بدلہ لے......

نبی ﷺ نے دین کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں ذیل کے واقعہ سے اسکا اندازہ ہوتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّی عِنْدَ الْبَیْتِ وَاَبُوْ جَھْلٍ وَاَصْحَابٌ لَہٗ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ: اَیُّکُمْ یَجِیْءُ بِسَلَی جَزُوْرِ بَنِیْ فُلَانٍ، فَیَضَعُہٗ عَلَی ظَھْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ؟

❶ (صحیح) سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فی الاسیر ینال منہ ویضرب ویقرر

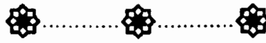
فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: (اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَّى: (اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ) وَعَدَّ السَّابِعَ فَنَسِيَهُ الراوي قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَرْعَى، فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دفعہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ آپس میں کہنے لگے تم میں سے کون جاتا ہے کہ فلاں قبیلہ سے اونٹ کی بچہ دانی لے آئے جسے وہ سجدہ کی حالت میں محمد (ﷺ) کی پشت پر رکھ دے؟ چنانچہ ایک بدبخت اٹھا اور اسے اٹھا لایا پھر دیکھتا رہا جب نبی ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے اسے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھ دیا، میں یہ سب کچھ دیکھ تو رہا تھا لیکن کچھ نہ کر سکتا تھا، کاش کہ مجھے تحفظ حاصل ہوتا، پھر وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ سجدہ ہی میں پڑے رہے، اپنا سر نہیں اٹھایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کی پشت سے اسے اٹھا کر پھینک دیا۔ تب آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ یوں بددعا کی یا اللہ! قریش سے بدلہ لے، رسول اللہ ﷺ

[1] صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب اذا القي على ظهر المصلي قذر و جيفة لم تفسد عليه صلاته

کا یوں بددعا کرنا ان پر بڑا گراں گزرا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے نام بہ نام فرمایا یا اللہ! ابو جہل سے انتقام لے، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت کو اپنے اوپر لازم کر لے۔ ساتویں شخص کا نام بھی لیا لیکن راوی کو بھول گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ان لوگوں کو دیکھا جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا بدر کے کنویں میں مرے پڑے تھے۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب قائم کیا ہے ''جب نمازی کی پشت پر گندگی یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز خراب نہیں ہوگی'' اس لئے نماز کے دوران اگر کوئی بیرونی نجاست وغیرہ لگ جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا ہاں البتہ نماز کے آغاز میں ہر قسم کی طہارت کا اہتمام ضروری ہے۔



پہاڑوں جیسے بادل

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے ''خطبہ جمعہ کے دوران بارش کیلئے دعا کرنا'' اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بحالت خطبہ امام سے کسی عوامی ضرورت کیلئے دعا کروائی جا سکتی ہے اور امام دوران خطبہ ایسی درخواست پر توجہ بھی کر سکتا ہے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ، قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ، مَا وَضَعَهُمَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ

ﷺ فَمُطِرْنَا یَوْمَنَا ذٰلِكَ، وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ، وَالَّذِی یَلِیْهِ، حَتّٰی الْجُمُعَةِ الْأُخْرَی، وَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِیُّ، أَوْ قَالَ غَیْرُہٗ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا ـ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ: (اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا) فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِہٖ إِلٰی نَاحِیَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ، وَصَارَتِ الْمَدِیْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ، وَسَالَ الْوَادِی قَنَاةُ شَهْرًا، وَلَمْ یَجِیءُ أَحَدٌ مِنْ نَاحِیَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ ـ [1]

نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہوئے، نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ! مال تلف ہوگیا اور بچے بھوکوں مرنے لگے، آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں۔'' تو آپ نے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا، مگر اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ اپنے ہاتھوں کو نیچے بھی نہ کر پائے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اُمڈ آئے اور آپ منبر سے بھی نہ اترے تھے کہ میں نے آپ کی داڑھی مبارک پر بارش کو ٹپکتے دیکھا، اس دن خوب بارش ہوئی اور دوسرے تیسرے دن پھر چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد وہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: ''یارسول اللہ ﷺ! مکانات گر گئے اور مال غرق ہوگیا، اس لیے آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں'' تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اے اللہ! ہمارے آس پاس بارش برسا مگر ہم پر نہ برسا، پھر آپ اس وقت ابر کے جس ٹکڑے کی طرف اشارہ فرماتے وہ ہٹ جاتا، آخر کار مدینہ تالاب کی طرح ہوگیا اور وادی قنات مہینہ بھر خوب بہتی رہی اور جس طرف سے بھی کوئی شخص آتا وہ بارش کی کثرت بیان کرتا تھا۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة

فوائد:

☆ دورانِ خطبہ اگر مقتدی ساتھ والے کسی آدمی سے گفتگو کرے تو یہ لغو کام ہوگا اور خطبہ کا ثواب بھی متاثر ہوگا لیکن اگر امام سے بات کرے یا امام مقتدی سے کلام کرے تو یہ جائز ہے جیسے باہر سے آنے والے آدمی نے نبی ﷺ سے گفتگو کی اور آپ نے اس کی بات کو سن کر دعا بھی فرمائی۔

☆ بارش کی دعا کے لیے آبادی سے باہر جا کر نماز استسقاء بھی ادا کی جاسکتی ہے اور مسجد میں دعا بھی مانگی جاسکتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے مسجد میں دعا مانگی۔

☆ دعا مانگنے کے لیے قبلہ رُخ ہونا مستحب ہے اور غیر قبلہ بھی دعا مانگی جاسکتی ہے جیسے مذکورہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی تو آپ کا چہرۂ مبارک لوگوں کی طرف تھا۔

☆ زیادہ بارش ہو تو روکنے کے لیے بھی دعا ہی مانگی جائے گی جیسا کہ آپ ﷺ کا عمل مبارک ہے۔



پسندیدہ عمل

نبی ﷺ کا پسندیدہ عمل وہ تھا جو اگرچہ تھوڑا ہو لیکن مستقل مزاجی سے کیا جائے ایک ہی دن اتنا زیادہ عمل کرنا کہ جان تنگی میں پڑ جائے اور پھر مشقت سے گھبراتے ہوئے یا اکتاہٹ میں تھوڑے سے بھی جاتے رہنا اس تھوڑے عمل کے مقابلہ میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا جو متواتر ہو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَكَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَيْهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ [1]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت تک وفات نہ ہوئی جب تک فرض نمازوں کے علاوہ اکثر نمازیں (نفل) بیٹھ کر نہیں پڑھنے لگ گئے۔ آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے۔ اگرچہ (مقدار

[1] (صحیح) سنن نسائی کتاب قیام اللیل باب صلوٰۃ القاعد فی الغافلة وذکر الاختلاف علی ابی اسحق فی ذلك

میں وہ) کم ہو۔ (وفات کے قریب آپ ﷺ کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے۔)



مسلمان کو قتل کرنا

مسلمان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے درج ذیل روایت سے اس گناہ کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مسلمان کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے تباہ ہونے سے زیادہ بڑھ کے ہے۔



جھوٹی قسم کا وبال

جھوٹی قسم اٹھانا بہت بڑا گناہ ہے اس کا وبال بعض دفعہ دنیا میں ہی بندے پر پڑ جاتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

دور جاہلیت میں جو پہلی قسامت ہوئی (وہ یہ تھی کہ قبیلہ) بنی ہاشم میں سے ایک آدمی نے قریش کے ایک آدمی کی ملازمت کی اور اس کے ساتھ گیا تو اسے اونٹوں میں ایک شخص ملا جو قبیلہ بنی ہاشم میں سے تھا اور اس کے برتن کی رسی ٹوٹ گئی تھی۔ اس نے کہا تم رسی سے میری مدد کرد تاکہ میں اپنے برتن کو باندھ لوں ایسا نہ ہو کہ اونٹ چلنے لگ جائے (اور برتن نیچے گر جائے) چنانچہ قبیلہ بنی ہاشم کے شخص نے ایک رسی دے دی برتن باندھنے کے واسطے۔ جس وقت تمام لوگ نیچے اترے اور وہ اونٹ باندھنے لگے تو ایک اونٹ خالی رہا (اس کے باندھنے کے لیے رسی نہیں تھی) جس نے ملازم رکھا تھا اس نے کہا کہ یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا گیا؟ نوکر نے کہا اس کی رسی نہیں ہے اس نے کہا رسی کہاں چلی گئی ہے۔ نوکر نے کہا مجھے ایک شخص ملا قبیلہ بنی ہاشم میں سے کہ جس کے برتن کی

[1] (صحیح) سنن نسائی کتاب المحاربہ باب تعظیم الدم

رسی ٹوٹ گئی تھی اس شخص نے فریاد کی اور کہا کہ تم میری مدد کرو ایک رسی دو کہ جس سے میں اپنا برتن باندھ لوں۔ تو میں نے رسی اس کو دے دی۔ یہ بات سنتے ہی اس نے ایک لاٹھی نوکر کے ماری جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ ابھی اُس میں کچھ رمق باقی تھی کہ وہاں پر ایک شخص آیا یمن کے لوگوں میں سے تو اس شخص (یعنی مرنے والے ملازم نے) اس سے دریافت کیا: تم اس موسم میں مکہ مکرمہ جاؤ گے؟ اس شخص نے کہا: میرا جانے کا ارادہ نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں جاؤں۔ اس نوکر نے کہا میری جانب سے تم ایک پیغام پہنچا دو گے جس وقت کہ تم پہنچو؟۔ اس شخص نے ہامی بھر لی۔ اس پر ملازم نے کہا جس وقت تم حج کے موسم میں جاؤ گے تو پکار کے کہنا اے اہل قریش! جب وہ جواب دیں تو پھر تم پکارنا کہ اے ہاشم کی اولاد۔ جس وقت وہ جواب دیں تو تم ابو طالب کا پوچھنا پھر ان سے کہنا کہ فلاں آدمی نے مجھے ایک رسی کے عوض مار ڈالا۔ پھر اس نوکر کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت وہ شخص کہ جس نے نوکر رکھا تھا مکہ مکرمہ میں آیا تو ابو طالب نے اس سے دریافت کیا ہم لوگوں کا آدمی کس جگہ گیا۔ اس نے کہا میں نے اس کی اچھی طرح سے خدمت کی پھر وہ شخص مر گیا تو میں راستہ میں اتر گیا اور اس کو دفن کیا۔ ابو طالب نے کہا تم سے اسی بات کی امید تھی جو تم نے کیا یعنی خبر گیری کی اور اچھی طرح سے دفن کیا، پھر ابو طالب چند دن ٹھہرے کہ اس دوران وہ یمن کا باشندہ آ گیا جس سے اس نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی اور وہ عین موسم پر آیا۔ اس شخص نے آوازی دی کہ اے قریش کے لوگو! لوگوں نے کہا کہ یہ ہاشم کے صاحبزادے ہیں۔ اس نے کہا ابو طالب کہاں ہیں؟ جب اس نے ابو طالب سے کہا تمہارے آدمی نے میرے ہاتھ یہ پیغام بھیجا تھا کہ فلاں آدمی نے اسے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا۔ یہ بات سن کر ابو طالب اس آدمی کے پاس پہنچے اور کہا تین باتوں میں سے ایک بات کو تم اختیار کر لو، اگر تمہارا دل چاہے تو ایک سو اونٹ دے دو دیت کے۔ کیونکہ تم نے ہمارے آدمی کو غلطی سے مار دیا (یعنی تمہارا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا) اور اگر تمہارا دل چاہے تو تمہاری قوم میں سے پچاس آدمی قسم اٹھائیں اس بات پر کہ تو نے اس کو نہیں مارا۔ اگر تم ان دونوں باتوں سے انکار کرو تو ہم تجھ کو اس کے بدلے قتل کر دیں گے۔ اس نے اپنی قوم سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم قسم اٹھائیں گے۔ پھر ایک عورت آئی ابو طالب کے پاس جس کی اس قوم میں شادی ہوئی تھی اور بنی ہاشم میں سے اس کا ایک لڑکا تھا اس نے کہا اے ابو طالب میں چاہتی ہوں کہ تم اس لڑکے کو منظور کر لو۔ پچاس آدمیوں میں سے ایک کے عوض اور اس کی قسم نہ دلواؤ۔ ابو طالب نے منظور کیا۔ پھر ایک شخص ان میں

سے آیا اور کہنے لگا کہ اے ابوطالب تم پچاس آدمیوں کی قسم دلانا چاہتے ہو ایک سو اونٹ کے عوض تو ہر ایک شخص کے حصہ میں دو دو اونٹ آ گئے تم دو اونٹ لے لو اور منظور کر لو میرے اوپر تم قسم نہ ڈالو۔ ابوطالب نے یہ بات منظور کر لی اور اڑتالیس آدمی آئے انہوں نے قسم اٹھائی ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَوَالَّذِي نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاحَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِیَۃِ وَالْاَرْبَعِیْنَ عَیْنٌ تَطْرِفُ ۔ [1]

قسم اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایک سال نہیں گزرا کہ ان اڑتالیس لوگوں میں سے ایک آنکھ بھی باقی نہیں رہی جو کہ (دنیا کو) دیکھتی (یعنی سب ہی مر چکے)۔

❁..........❁..........❁

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نماز

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ حِیْنَ اسْتَخْلَفَهٗ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِیْنَةِ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَرْكَعُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ سَاجِدًا ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَیْنِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ یَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى یَقْضِیَ صَلَاتَهٗ فَإِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنِّیْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ [2]

جس وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں مروان نے خلیفہ مقرر کیا ان دنوں کی

---

[1] (صحیح) سنن نسائی کتاب القسامة باب ذکر القسامة التی فی الجاهلیة

[2] (صحیح) سنن نسائی [illegible] باب [illegible] للرکوع

بات ہے جب وہ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر جس وقت رکوع سے سر اٹھاتے (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) پڑھتے پھر تکبیر کہتے۔ جس وقت وہ سجدہ کرنے کے لئے جھکتے اور ایسے ہی جب دو رکعت کے بعد تشہد پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اور اس طریقہ سے وہ پوری نماز ادا کرتے پھر جس وقت نماز سے فراغت ہوگئی اور سلام پھیرا تو لوگوں کی جانب مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تم سب سے زیادہ رسول کریم ﷺ کی نماز سے مشابہ ہوں)۔

فوائد:

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کی لگن اور کوشش میں رہتے تھے کہ ان کی نماز زیادہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ ہو اس لیے کہ نماز وہی قبول ہے جو طریقۂ نبویؐ کے مطابق ہو آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے:

صَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ

نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو

پس ہر آدمی کو زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کی نماز نبی ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو۔



عید میں خطبہ پہلے دینے کا آغاز

مسنون طریقہ یہ ہے کہ عید کے روز نماز پہلے ہو اور اس کے بعد خطبہ دیا جائے، خطبہ پہلے دینے کا آغاز مروان کے دور سے ہوا، ذیل کی روایت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے جس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ جو میں مسنون طریقہ جانتا ہوں وہی بہتر ہے اور اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ، فَاِذَا صَلّٰى صَلَاتَهٗ، قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، وَهُمْ جُلُوْسٌ فِیْ مُصَلَّاهُمْ، فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهٗ لِلنَّاسِ، اَوْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا، تَصَدَّقُوْا، تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ اَكْثَرُ مَنْ يَّتَصَدَّقُ النِّسَآءَ۔ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَّرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى، فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَّلَبِنٍ، فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِیْ يَدَهٗ، كَاَنَّهٗ يَجُرُّنِیْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهٗ نَحْوَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ: اَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: لَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ! قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ، قُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ، ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ۔ [1]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز کے لیے باہر نکلتے۔ پہلے نماز ادا کرتے جب نماز سے فارغ ہوتے تو حاضرین کی جانب متوجہ ہوتے وہ عیدگاہ میں اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوتے

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح باب صلاۃ العیدین الفصل الثالث

اگر آپ کسی لشکر کے بھیجنے کی ضرورت محسوس کرتے تو لوگوں سے اس کا ذکر کرتے یا آپ ﷺ کو کوئی اور کام ہوتا تو آپ ﷺ اس کا حکم فرماتے اور آپ ﷺ رغبت دلاتے کہ صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو۔ عورتیں صدقہ کرنے میں کثرت کے ساتھ شریک ہوتیں بعد ازاں آپ ﷺ واپس آتے۔ عیدین کا معاملہ اسی انداز پر رہا، یہاں تک کہ مروان بن حکم کا دورِ حکومت آیا۔ میں اور مروان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے نمازِ عید کے لیے نکلے یہاں تک کہ ہم عید گاہ پہنچے تو وہاں کثیر بن صلت نے مٹی اور اینٹوں کا منبر بنا رکھا تھا اور مروان مجھ سے اپنا ہاتھ کھینچ رہا تھا۔ دراصل وہ مجھے منبر کی جانب لے جانا چاہتا تھا اور میں اسے نماز کی جانب کھینچ رہا تھا۔ جب میں نے اس کا اصرار دیکھا تو میں نے دریافت کیا کہ عید کا آغاز نماز سے کیوں نہیں ہو رہا؟ اس نے جواب دیا، ابوسعید! یہ نہیں ہوگا، جو تجھے معلوم ہے، اب اس پر عمل نہیں ہوگا۔ میں نے اصرار کیا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں، اس سے بہتر تم نہیں لا سکتے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ کو تین بار دہرایا بعد ازاں وہ منبر سے دور چلے گئے۔

فوائد:

☆ طریقہ یہی ہے کہ پہلے نماز ہو اور بعد میں خطبہ جبکہ خطبہ پہلے دینے کا رواج مروان سے شروع ہوا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ مروان نے خطبہ پہلے دینے کی وجہ یہ بیان کی کہ لوگ نماز کے بعد اس کا خطبہ سننے کے لئے بیٹھتے نہیں ہیں۔

☆ مذکورہ حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ نبی ﷺ کے فرمان کے مقابل اور کوئی فرمان بہتر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آپ ﷺ سے بہتر کوئی طریقہ لایا جا سکتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کے طریقہ کو بہترین طریقہ سمجھا جائے اور دین میں بدعات سے اجتناب کیا جائے۔



کسی کو قطعی دوزخی قرار دینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ أَقْصِرْ فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهٰذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ اذْهَبُوا إِلَى النَّارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ۔ [1]

بنی اسرائیل میں دو شخص تھے برابر کے ایک تو (دن رات) گناہ کیا کرتا، دوسرا عبادت کیا کرتا تھا، ہمیشہ عبادت کرنے والا دوسرے شخص کو گناہ کرتے دیکھتا اور کہتا باز رہ ایک دن اس کو گناہ کرتے ہوئے پایا تو کہنے لگا رک جا وہ بولا تو چھوڑ دے مجھے میرے پروردگار کے ساتھ تو میرا نگہبان ہو کر آیا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! اللہ تجھے نہ بخشے گا یا تجھے جنت میں داخل نہ کرے گا، پھر دونوں مر گئے اور ان کی روحیں ایک ساتھ پروردگار کے پاس گئیں پروردگار نے عبادت کرنے والے سے کہا کیا تو میرا حال جانتا تھا یا میرے اوپر اختیار رکھتا تھا (جو تو نے کہہ دیا اللہ اس کو نہیں بخشے گا یا جنت نہ دے گا کیا جنت دوزخ تیرے اختیار میں ہے) پھر گنہگار سے کہا جا تو جنت

[1] (صحیح) سنن ابی داؤد کتاب الادب فی النهی عن البغی

میں داخل ہو جا، میری رحمت سے، اور عبادت کرنے والے سے کہا، اس کو جہنم میں لے جاؤ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی بات کہی جس سے اس کی دنیا اور آخرت دونوں بگڑ گئیں۔

فوائد:

دنیا تو اس واسطے کہ زندگی بھر تکلیف اٹھائی عبادت کی۔ نفس کی خواہشوں سے محروم رہا اور آخرت کی تباہی تو ظاہر ہے یہی حال ہوگا ہر متکبر خود پرست کا جو اپنی عبادت اور تقوی کے سامنے اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھے اور اللہ تعالیٰ کو عبادت کی حاجت نہیں وہ تو عاجزی، بندگی اور مسکینی کو پسند کرتا ہے۔



مروّجہ حلقہ ہائے ذکر

سنن دارمی میں ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ صبح کی نماز سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر آئے جب وہ گھر سے نکلے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں نے ابھی مسجد میں ایک کام دیکھا ہے جو مجھے انوکھا معلوم ہوا اور میں نے الحمد اللہ اچھا کام ہی دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا وہ کیا کام ہے؟ کہا زندہ رہے تو دیکھ لوگے۔ میں نے مسجد میں کچھ لوگ حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھے ہیں جو نماز کا انتظار کر رہے ہیں ہر حلقے میں ایک آدمی (سربراہ) ہے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں وہ ان سے کہتا ہے سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور وہ کہتا ہے سو دفعہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تم نے ان سے کیا کہا؟ انہوں نے کہا میں نے آپ کی رائے یا آپ کے حکم کے انتظار کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں کہا۔ فرمایا تم نے ان سے یہ کیوں نہ کہا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور ان کے لئے اس بات کے ضامن کیوں نہ بنے کہ ان کی کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چلے اور ان کے ساتھ ہم بھی چلے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس جا کر ٹھہر گئے فرمایا یہ کیا ہے جو میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں انہوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں جن کے ساتھ ہم تکبیر، تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور

تسبیح شمار کر رہے ہیں۔

فرمایا: تو تم اپنی برائیاں شمار کرو، میں ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی تم پر افسوس اے امت محمد یہ ﷺ تمہاری ہلاکت کتنی جلدی ہوگئی یہ تمہارے نبی کے اصحاب بہت تعداد میں موجود ہیں، آپ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور آپ کے برتن نہیں ٹوٹے، پھر فرمانے لگے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنَّكُمْ لَعَلٰی مِلَّةٍ هِیَ أَهْدٰی مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُفْتَتِحُوْا بَابَ ضَلَالَةٍ قَالُوْا وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ وَقَالَ كَمْ مِنْ مُرِيْدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيْبَهٗ۔

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم یا تو ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد یہ ﷺ سے زیادہ ہدایت والی ہے یا گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔ انہوں نے کہا اے ابوعبدالرحمان! اللہ کی قسم! ہم نے تو صرف خیر کا ہی ارادہ کیا ہے۔ فرمایا کتنے ہی خیر کا ارادہ کرنے والے ہیں جو اسے ہرگز حاصل نہ کرسکیں گے۔''

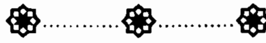
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا کہ ایک قوم قرآن پڑھے گی وہ ان کی ہنسلیوں سے نہیں گزرے گا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا شاید ان میں سے اکثر لوگ تم میں سے ہوں۔ عمرو بن سلمہ نے کہا ہم نے ان حلقوں والے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر نیزوں سے حملہ آور ہوئے۔ [1]

فوائد:

اس سے معلوم ہوا کہ مروجہ حلقہ ہائے ذکر جن میں کسی ایک صاحب کی ہدایت پر کنکریوں، یا تسبیحوں پر خاص تعداد میں ذکر کروایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا جوتا اور لوٹا اٹھانے والے خادم خاص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس عمل کو گمراہی قرار دیا کیونکہ یہ بظاہر نیکی ہونے کے باوجود دین میں اضافہ ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ ذکر کوئی آرٹ یا فن نہیں ہے

[1] (صحیح) سنن دارمی فی کراهية اخذ الرای ☆ سلسلہ احادیث صحیحہ رقم الحدیث ۲۰۰۵

بلکہ ذکر تو عبادت ہے ایسی عبادت جو عبد اور معبود کے رشتہ کو مضبوط کرتی ہے اور دل میں اس سے رقت وخشیت پیدا ہوتی ہے۔



غلام رہنا پسند کرتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ اَجْرَانِ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ لَوْلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّیْ لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ ۔ [1]

جو غلام نیک بخت ہو (اللہ کا حکم بجالائے اپنے مالک کی خیر خواہی کرے) اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس کی جس کے ہاتھ میری جان ہے اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، حج اور ماں کی خدمت جیسے نیک اعمال نہ ہوتے۔ تو میں یہی پسند کرتا کہ غلام رہ کر مروں۔

فوائد:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ غلام پر جہاد فرض نہیں ہے اسی طرح حج میں وہ بغیر اپنے مالک کی اجازت کے نہیں جا سکتا اور اپنی ماں کی خدمت بھی آزادی کے ساتھ نہیں کرتا اس لیے اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں آزادی کی نسبت کسی کا غلام رہنا زیادہ پسند کرتا تا کہ دوہرا اجر پاؤں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نیکی پر کتنے حریص تھے کہ نیکی کی خاطر غلام بننا پسند کرتے تھے۔



[1] صحیح بخاری کتاب العتق باب العبد اذا احسن عبادة ربه و نصح سیده

احترام آدمیت

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ حقوق انسانی میں اہم دستاویز شمار ہوتا ہے آپ ﷺ کا اکثر بیان نسل انسانی کو رشتۂ اخوت میں جوڑنے اور مساوات کا بین الاقوامی نظام قائم کرنے پر مبنی تھا ذیل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی خطبہ کی ایک شق کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے حج کے موقع پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

یَاأَیُّهَا النَّاسُ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا یَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَیْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَوَصِیَّتُهٗ اِلٰی اُمَّتِهٖ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ لَاتَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۔ [1]

لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا حرمت کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے، لوگوں نے کہا حرمت کا شہر، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت کا مہینہ آپ ﷺ نے فرمایا تو تمہارے خون مال اور ایک دوسرے کی عزتیں بھی تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی اس شہر میں اس مہینے میں حرمت ہے کئی بار آپ ﷺ نے یہ کلمہ فرمایا پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا فرمایا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ ﷺ کی وصیت اپنی امت کو یہی تھی کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، دیکھو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

[1] صحیح بخاری المناسك باب الخطبة ایام منی

فوائد:

اس حدیث سے احترام آدمیت کا درس ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے مسلمان بھائی کے خون کو مکہ شہر اور ذوالحج کے مہینہ کی مانند حرمت والا قرار دیا ہے، نیز اس حدیث میں گردن مارنے کے عمل کو کفر کی طرف لوٹنے سے تعبیر کیا ہے۔



یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَفِیَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا يَّاىَ عَنٰى بِهَا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْبِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ وَكَانَتْ لِيْ وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلٰى وَجْهِيْ فَمَرَّبِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ كَانَ هَوَامُ رَاْسِكَ تُؤْذِيكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ مُجَاهِدٌ اَلصِّيَامُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَالطَّعَامُ لِسِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالنُّسُكُ شَاةٌ فَصَاعِدًا [1]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ آیت میرے ہی متعلق نازل ہوئی "فَمَنْ كَانَ ...... الآیہ" (ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزے، خیرات یا قربانی سے اس کا فدیہ ادا کرے) کہتے ہیں کہ ہم صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے۔ ہمیں مشرکین نے روک دیا۔ میرے بال کانوں تک لمبے تھے اور جوئیں میرے منہ پر گرنے لگی تھیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو

[1] (صحیح) جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن ومن سورۃ البقرہ

دیکھا اور فرمایا: لگتا ہے کہ تمہارے سر کی جوئیں تمہیں اذیت دے رہی ہیں۔عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر بال منڈوادو۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ روزے تین دن کے، کھانا کھلائے تو چھ مسکینوں کو اور اگر قربانی کرے تو ایک بکری یا اس سے زیادہ۔



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دودھ کا پیالہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بعض اوقات میں بھوک کی وجہ سے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا اور کبھی ایسا ہوتا کہ اس کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک دن میں سر راہ جہاں سے لوگ گزرتے تھے بیٹھ گیا، سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی یہ صرف اس لیے پوچھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیں مگر انہوں نے خیال ہی نہ کیا اور چلے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے تو میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت دریافت کی اور یہ بھی صرف اس لیے پوچھی تھی کہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں، مگر انہوں نے بھی کوئی خیال نہ کیا اور (بتا کر) چپکے سے چل دیئے پھر، ابوالقاسم ﷺ وہاں سے گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے دل کی بات میرے چہرے کی کیفیت سے سمجھ گئے اور فرمانے لگے! اے ابو ہر! میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ آپ چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا آپ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی مجھے آپ نے اجازت دے دی تو میں بھی مکان میں داخل ہوا، وہاں ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ آپ نے دیکھا تو فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں مرد یا عورت نے آپ کو بطور تحفہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابو ہر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: ''جاؤ اہل صفہ کو بھی بلا لاؤ۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل صفہ تو صرف اسلام کے مہمان تھے ان کا وہاں کوئی گھر بار یا مال و اسباب نہ تھا اور

نہ ہی کوئی دوست و آشنا جس کے گھر جا کر رہتے۔ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی صدقہ کا مال آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے، خود اس سے کچھ نہ لیتے اگر تحفہ کے طور پر کوئی چیز آتی تو انہیں بلا بھیجتے خود بھی کھاتے اور انہیں بھی کھانے میں شریک کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل صفہ کا بلالانا اس وقت تو مجھے برا محسوس ہوا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہوسکتا ہے؟ اس دودھ کا حق دار تو میں تھا تاکہ اس میں سے کچھ پیتا تو مجھ میں ذرا طاقت آجاتی اور جب اہل صفہ آئیں گے تو آپ مجھے فرمائیں گے کہ ان کو دودھ پلاؤ تو جب میں انہیں یہ دودھ دوں گا تو مجھے امید نہیں کہ اس سے میرے لیے بھی کچھ بچ رہے گا مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا ضروری تھا، بہرحال میں اہل صفہ کے پاس آیا اور انہیں بلایا وہ آئے اور اندر جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی، چنانچہ وہ اندر آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابو ہر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: ''انہیں دودھ پلاؤ'' میں نے وہ پیالہ لے کر ایک شخص کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا اور مجھے واپس کر دیا پھر میں نے دوسرے کو دیا اس نے بھی خوب سیر ہو کر نوش کیا اور پھر مجھے واپس کر دیا اس طرح سب پی چکے تو نبی ﷺ کی باری آئی اس وقت اہل صفہ خوب سیر ہو کر پی چکے تھے، آپ نے پیالہ ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

أَبَا هِرٍّ: قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ ۔ قُلْتُ: صَدَقْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: (اقْعُدْ فَاشْرَبْ) فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: (اِشْرَبْ) فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ: (اِشْرَبْ) حَتّٰى قُلْتُ: لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكاً، قَالَ: (فَأَرِنِيْ) فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ ۔ [1]

''اے ابو ہر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: ''اب میں ہوں اور آپ صرف دو آدمی باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول

[1] صحیح بخاری، باب کیف کان عیش النبی ﷺ وأصحابه وتخلیهم عن الدنیا

اللہ ﷺ! بے شک آپ سچ فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اب بیٹھ جاؤ اور دودھ پیئو، چنانچہ میں نے بیٹھ کر دودھ پینا شروع کیا، آپ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا اور آپ نے پھر اصرار فرمایا کہ اور پیئو، آپ یہی فرماتے رہے، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا، اس پروردگار کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے، اب تو میرے پیٹ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا اب مجھے دے دو چنانچہ میں نے وہ پیالہ آپ کو دے دیا، آپ نے پہلے تو اللہ کا شکریہ ادا کیا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

فوائد:

اس حدیث سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و عزیمت اور صبر واستقامت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کیسے کٹھن حالات میں اسلام سے وفاداری اور جانثاری کا ثبوت دیا۔

☆ کسی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہوئے۔

☆ ایک دوسرے کا جھوٹا یا بچا ہوا مشروب پینا درست ہے جیسے سب افراد نے ایک ہی پیالے کو استعمال کیا۔

☆ دینی طلباء اسلام کے مہمان ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اصحاب صفہ کے متعلق فرمایا کہ وہ تو صرف اسلام کے مہمان تھے۔

☆ بڑے آدمی یا میزبان کو اس اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دینا چاہیے کہ وہ پہلے دوسروں کو کھلا کے پھر خود کھائے۔

جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی ﷺ کے پیارے صحابہ آپ ﷺ کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے مکہ سے مدینہ کی جانب آپ ﷺ نے ہجرت کی تو صحابہ نے آپ ﷺ کی خاطر اپنے آبائی وطن، جائیدادوں اور بعض نے بیوی بچوں کو بھی چھوڑ دیا اور جنگ بدر کے موقع پر بے سروسامانی

کے عالم میں لڑنے اور جانیں قربان کرنے کا موقع آیا تو بھی یہ جاں نثار عزم وہمت سے لڑنے کیلئے تیار ہو گئے اس ضمن میں ذیل کی روایت پڑھیے:۔

عَنْ انسَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِىْ سُفْيَانَ ۔، وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ، فَقَالَ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَ خَضْنَا هَا۔ وَلَوْاَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ۔ لَفَعَلْنَا۔ قَالَ :فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ، فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ))۔ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ : فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ [1]

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان (کے قافلے) کے آنے کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے (مدینہ والوں سے) مشورہ کیا تو سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے۔انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں (سواریوں کو) سمندر میں داخل کرنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں داخل کردیں گے اور اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم سواریوں کے پہلوؤں پر مارتے ہوئے ''برک غماد'' (یمن کی آخری بستی) میں جا پہنچیں تو ہم ایسا ہی کریں گے۔انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا وہ نکلے یہاں تک کہ بدر کے مقام پر اترے۔رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا، اس جگہ فلاں فلاں شخص ہلاک ہوگا۔آپ ﷺ نے نشاندہی کرتے ہوئے زمین پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا کہ یہاں اور یہاں ...... انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان میں سے کوئی شخص بھی اس جگہ سے دور نہیں (مرا) تھا جہاں جہاں آپ ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا۔

---

[1] (صحیح) مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل باب فی المعجزات الفصل الاول

پھر میں کبھی نہ بھولا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث بیان کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ:

اِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ كَانَ یَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَ سْوَاقِ ۔، وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ یَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ ۔، وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِیْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی مِلْءِ بَطْنِیْ، وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا: ((لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ هٰذِهٖ ثُمَّ یَجْمَعُهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ فَیَنْسٰی مِنْ مَقَالَتِیْ شَیْئًا اَبَدًا)) ۔ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً۔ لَیْسَ عَلَیَّ ثَوْبٌ غَیْرُهَا حَتّٰی قَضَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَالَتَهٗ ، ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰی صَدْرِیْ ، فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِیْتُ مِنْ مَقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰی یَوْمِیْ هٰذَا ۔ [1]

میرے مہاجرین بھائی بازار میں کاروبار میں مشغول رہتے تھے اور میرے انصاری بھائی اپنے کھیتوں میں کام کرتے تھے اور میں مسکین شخص تھا، کسی طرح سے پیٹ بھر لیتا (لیکن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہی رہتا۔ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جو شخص بھی اپنا کپڑا میری باتوں کے ختم ہونے تک بچھائے رکھے گا، اس کے بعد وہ کپڑے کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے تو اسے کبھی بھی میری باتیں نہیں بھولیں گی۔ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) چنانچہ میں نے موٹی چادر بچھائی، میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باتیں ختم کیں تو میں نے چادر کو سینے کے ساتھ لگایا۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مجھے آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہیں بھولیں۔

[1] (صحیح) مشكوٰة المصابیح كتاب الفضائل باب فی المعجزات الفصل الاول

فوائد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چند سال ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے لیکن ان کی احادیث تعداد میں دیگر صحابہ سے زیادہ ہیں اور اس کا سبب انہوں نے ایک تو چادر کو سمیٹ کر سینے سے لگا لینا قرار دیا اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب لوگ کاروبار میں لگے ہوتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود نہ ہوتے تو میں آپ کی علمی مجلس میں موجود ہوتا تھا، اس میں سبق ہے ان طلباء کے لیے جو اپنے استاذ سے علم تو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن لیکچر میں موجود نہیں ہوتے ایسے طلباء تعلیمی میدان میں پیچھے رہ جاتے ہیں جبکہ مجلسِ علم میں موجود رہنے اور اپنے استاذ کی خدمت میں لگے رہنے والے سبقت لے جاتے ہیں۔



حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قسم اٹھانا

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ کی کتاب کے سوا کچھ اور وحی بھی تمہارے پاس موجود ہے؟ تو انہوں نے کہا:

لَا وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا اَعْلَمُهُ اِلَّا فَهْمًا يُعْطِيْهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ، وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔ [1]

نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے دانہ پھاڑا اور روح کو پیدا کیا، میں تو اس قسم کی وحی سے واقف نہیں ہوں، البتہ کتاب اللہ کی فہم وبصیرت ایک دوسری چیز ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو عطا فرماتا ہے یا جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا دیت کے احکام، قیدی کو رہا کرنا اور یہ کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فکاك الأسیر

فوائد: اس حدیث سے شیعہ حضرات کے اس دعویٰ کی بھی تردید ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے شمار قرآنی آیات عام لوگوں کو نہیں بتائیں بلکہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت ہی کو ان سے آگاہ فرمایا اگر ایسی آیات کوئی ہوتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا ذکر بھی فرما دیتے۔



رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے کا انجام

ابو جہل مکہ میں اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اس نے نبی ﷺ کو دکھ پہنچانے کے ساتھ ساتھ کمزور مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسے ذلت آمیز موت سے دوچار کیا اور وہ دو کمسن بچوں کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا ذیل کی روایت میں یہی واقعہ بیان ہوا ہے کہ ابو جہل کو قتل کرنے والے کمسن بچے نے قسم اٹھا کر اس بات کا اظہار کیا کہ وہ نبی ﷺ کو گالیاں دینے والے ابو جہل کو قتل کر دے گا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَشِمَالِيْ، فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ، حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَحَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ، فَغَمَزَنِيْ الْآخَرُ، فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلَا، إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِيْ، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ: (أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟) قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: (هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟) قَالَا: لَا، فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ:

(كِلَاكُمَا قَتَلَهُ، سَلَبُهُ لِمُعَاذِبْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ) وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَبْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ ۔ [1]

میں بدر کے دن میدان جنگ میں کھڑا تھا، میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے انصار کے دو کمسن بچے نظر آئے، میں نے یہ آرزو کی کہ کاش میں ان سے زبردست اور قوی آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ اتنے میں مجھے ان میں سے ایک نے اشارے سے پوچھا: ''اے چچا! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اے میرے بھتیجے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر میں اس کو دیکھ لوں، تو میرا جسم اس کے جسم سے جدا نہ ہوگا تا آنکہ ہم میں سے جس کے لیے پہلے موت مقدر ہے وہ مر جائے۔ مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے نے اشارہ کیا اور اسی قسم کی بات اس نے بھی کی۔ الغرض تھوڑی دیر بعد میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں آ جا رہا ہے، میں نے کہا دیکھو وہ آ پہنچا جس کو تم چاہتے ہو۔ پھر وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی جانب بڑھے اور وار کرنے لگے حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے، ان میں سے ہر ایک کہنے لگا میں نے کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے ان کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے، پھر آپ نے اس کا سامان معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور یہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما تھے۔

فوائد: ہوا یوں کہ معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کیا تھا، چونکہ اس کارِ خیر میں معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، اس لیے حوصلہ کے طور پر فرمایا کہ تم دونوں نے اسے جہنم واصل کیا۔ یہ

[1] صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من لم يخمس الأسلاب ومن قتل قتيلاً فله سلبه من غير أن يخمس وحكم الإمام فيه

رسول اللہ ﷺ سے محبت کے جذبات تھے کہ بچوں سے یہ بات برداشت نہ ہوسکی کہ کوئی ان کے نبی ﷺ کو گالیاں دے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبتِ رسول ﷺ ایک ایسا جذبہ ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور مسلمان اپنے نبی ﷺ سے کس قدر محبت کرتے ہیں اسے تولا نہیں جاسکتا ہاں اس کا معمولی سا تصور اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی پیغمبر کائنات ﷺ کا نام بھی بے ادبی سے لے تو جو بھی مسلمان جس کے جسم میں دل ہے وہ تڑپ اٹھتا ہے اور اس کے تن بدن میں نفرت اور غصہ سے بجلیاں دوڑ جاتی ہیں۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا



تیرا باپ میرے باپ سے بہتر تھا

حضرت ابو بردہ جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے ملے تو انہوں نے کہا:

هَلْ تَدْرِیْ مَا قَالَ اَبِیْ لِاَ بِیْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اِسْلَامُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِجْرَتُنَا مَعَهٗ، وَجِهَادُنَا مَعَهٗ وَعَمَلُنَا كُلُّهٗ مَعَهٗ بَرَدَلَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبِیْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَّاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَّاِنَّا لَنَرْجُوْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبِیْ لٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ

نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ أَبِي۔ ❶

تم جانتے ہو میرے باپ (عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے باپ (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) سے کیا کہا میں نے کہا مجھے نہیں معلوم، انہوں نے کہا میرے باپ نے تمہارے باپ سے یہ کہا تھا ابوموسیٰ تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو نیک اعمال کیے جیسے اسلام اور ہجرت اور جہاد اور دوسرے عمل ان کا ثواب تو ہمیں مل جائے اور آپ کے بعد جو عمل ہم نے کیے ہیں (گو وہ بھی نیک ہیں) مگر انکے بدلہ میں ہم برابر برابر چھوٹ جائیں اور تیرے باپ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا نہیں اللہ کی قسم! ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کیے نمازیں پڑھیں روزے رکھے اور بہت سے نیک عمل کیے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سی مخلوق مسلمان ہوئی اور ہم تو یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکا ثواب بھی ہم کو دے گا اس وقت میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خیر (تم یہی سمجھو) میں تو اس پروردگار کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے اسی پر راضی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو اعمال ہم نے کیے ان کا ثواب تو ضرور ہم کو ملے اور آپ کے بعد جو (نیک) اعمال ہم نے کیے ہیں ان سے ہم برابر برابر چھوٹ جائیں ابوبردہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ کی قسم تمہارے والد میرے والد سے کہیں بہتر تھے۔



جب ابوذر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب حضرت ابوذر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی (انیس) سے کہا سوار ہو کر اس مقام (یعنی مکہ) جاؤ اور اس شخص کا حال (اچھی طرح) دریافت کر کے مجھ سے بیان کرو جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے اور کہتا ہے کہ آسمان سے مجھے خبر دی جاتی ہے، یہ سن کر ان کا بھائی

❶ صحیح بخاری کتاب المناقب باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه الی المدینه

روانہ ہوا مکہ پہنچا اور نبی ﷺ کی باتیں سنیں پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر آیا ان سے کہنے لگا میں نے اس شخص کو دیکھا وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتا ہے اور ایک کلام سناتا ہے جس کو شعر نہیں کہہ سکتے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا تیری اس بات سے میرا جو مطلب تھا وہ پورا نہیں ہوا میری تشفی نہیں ہوئی آخر ابوذر رضی اللہ عنہ نے سامانِ سفر لیا اور پانی کی ایک پرانی مشک سنبھالی (اور چلتے ہوئے) مکہ پہنچے مسجد حرام میں آئے نبی ﷺ کو وہاں تلاش کیا مگر وہ آپ کو پہچانتے نہ تھے اور انہوں نے آپ کا پوچھنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ کچھ رات گزر گئی اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ باہر سے آنے والے کوئی غریب الوطن ہیں۔ خیر ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل دیے، نہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کوئی اور بات کہی نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ پوچھا۔ صبح کو ابوذر رضی اللہ عنہ نے مشک اٹھائی اپنا سامان لیا پھر مسجد میں آ گئے اور سارا دن وہیں رہے شام کے وقت جب ابوذر رضی اللہ عنہ لیٹنے کی جگہ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے اور کہنے لگے کیا ابھی اپنے ٹھکانے تک جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اپنے ساتھ لے گئے دونوں میں کوئی اور بات چیت نہیں ہوئی۔ تیسرا دن ہوا تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے یہی گفتگو کی وہ ان کے ساتھ جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا (ارے دوست) بتلا تو اس ملک میں کیوں آیا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم مجھ سے پکا عہد اور پیمان کرو کہ میری راہنمائی کرو گے، تو میں کہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منظور کیا اس وقت ابوذر نے سارا قصہ بیان کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں جو خبر پہنچی وہ ٹھیک ہے وہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اب تم ایسا کرو صبح میرے پیچھے پیچھے چلے آنا اگر میں کوئی خوف والی بات دیکھوں گا تو اس طرح کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پیشاب کر رہا ہو اگر میں چلتا رہوں تم بھی چلتے رہنا اور میں جس گھر میں داخل ہو جاؤں تم بھی اس میں داخل ہو جانا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور انہوں نے نبی ﷺ کی باتیں سنیں اور اسی جگہ مسلمان ہو گئے نبی ﷺ نے ان سے فرمایا اب تم اپنی قوم (غفار) کے لوگوں میں چلے جاؤ اور ان سے میرا حال بیان کرتے رہو، جب تمہیں میرے غالب آنے کی خبر پہنچے تو واپس آ جانا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاصَرُخَنَّ بِھَا بَیْنَ ظَھْرَانَیْھِمْ فَخَرَجَ حَتّٰی أَتٰی

الْمَسْجِدَ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰی اَضْجَعُوْهُ وَاَتَی الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ غِفَارٍ وَّاِنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ اِلَى الشَّامِ فَاَنْقَذَهٗ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا اِلَيْهِ فَاَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ ۔ ❶

مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مشرکوں کی مجلس میں اسلام کا کلمہ پکار کر کہوں گا وہ نکلے مسجد حرام میں آ کر بلند آواز سے پکارا اشهد ان لا اله الا اللّٰه و ان محمدا رسول اللّٰه یہ سنتے ہی (قریش کے) کچھ لوگ کھڑے ہوئے اوران کو اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور ابوذر رضی اللہ عنہ پر اوندھے پڑ گئے اور قریش کے کافروں سے کہنے لگے ارے لوگو! کیا غضب کرتے ہو یہ بندہ غفار کی قوم کا ہے تم جو سوداگری کے لیے شام کے ملک میں جایا کرتے ہو راستے میں اس کی قوم پڑتی ہے یہ کہہ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو چھڑا دیا۔ دوسرے دن پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہی کیا پھر لوگوں نے ان پر مار پیٹ کی حملہ کیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر اوندھے پڑ گئے۔



حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی فضیلت

صحیح بخاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے:۔

اَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰی حَبَسَهٗ عَنِ الْحَجِّ وَاَوْصٰی فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ اَحْسِبُهٗ

❶ صحیح بخاری کتاب المناقب باب اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ

اَلْحٰرِثُ فَقَالَ اسْتُخْلِفُ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا الزُّبَيْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّهٗ لَخَيْرُهُمْ مَّا عَلِمْتُ وَاِنْ كَانَ لَا حَبَّهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ [1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری عام ہوگئی تھی نکسیر پھوٹی اور بہت سخت اتنی کہ وہ حج کو نہ جاسکے اور انہوں نے وصیت کی اس وقت قریش کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں انہوں نے پوچھا کیا لوگ اس کا ذکر کرتے ہیں اس نے کہا ہاں حضرت عثمان نے پوچھا کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں یہ سن کر وہ چپ ہورہا پھر ایک دوسرا شخص آیا میں سمجھتا ہوں وہ حارث تھا اس نے یہی کہا آپ کسی کو خلیفہ بنا کر جائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا لوگ اس کا ذکر کرتے ہیں اس نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا کس کو چاہتے ہیں یہ سن کر وہ چپ ہورہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا شاید وہ زبیر بن عوام کا خلیفہ ہونا چاہتے ہیں تب اس نے کہا ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا سن لو قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جتنے لوگوں کو میں جانتا ہوں زبیر ان سب میں بہتر ہیں اور وہ سب سے زیادہ نبی ﷺ سے محبت رکھتے تھے۔



رسول اللہ ﷺ کے چہرے پہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بوسہ

نبی ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب وفات کی خبر پہنچی تو وہ اس وقت مسجد نبوی ﷺ سے کچھ دور مقام ''سنح'' میں تھے، چنانچہ ابوبکر واپس آئے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کے آپ کو بوسہ دیتے ہوئے کہنے لگے:

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

الْمَوْتَتَیْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اَیُّھَا الْحَالِفُ عَلٰی رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ اَبُوْبَكْرٍ وَّاَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ اَلَا مَنْ كَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْمَاتَ وَمَنْ كَانَ یَعْبُدُاللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَقَالَ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ وَقَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّاللّٰهَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ۔ [1]

میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ زندگی اور موت دونوں حال میں اچھے اور پاکیزہ ہیں قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو بار موت سے نہیں گزرنے دے گا، پھر باہر نکلے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے قسم اٹھانے سے ذرا تامل کر اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار نکالے اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ اللہ کی قسم! جو یہ کہے گا کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اس کا سر قلم کر دوں گا، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات کرنا شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ (خاموش ہو کر) بیٹھ رہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کی پھر کہا (لوگو دیکھو) اگر کوئی محمد ﷺ کو پوجتا تھا (یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں کبھی فوت نہیں ہوں گے) تو محمد ﷺ فوت چکے اور جو کوئی اللہ کو پوجتا تھا (محمد ﷺ کو اس کا بندہ اور رسول سمجھتا تھا) تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (سورہ زمر کی یہ آیت پڑھی اے پیغمبر! آپ بھی فوت ہونے والے ہیں، اور وہ بھی مریں گے محمد اور کچھ نہیں پیغمبر ہیں ان سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں کیا وہ فوت جائیں یا مارے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھر جاؤ گے اور جو کوئی ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اللہ شکر کرنے والوں کو شکر کا بدلہ جلد ہی دے گا۔

[1] صحیح بخاری، [illegible] مناقب باب فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ بعد النبی ﷺ

لوگ چیخ مار کر رونے لگے اور انصار سب سعد بن عبادہ کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور (مہاجرین سے) کہنے لگے اب ایسا کرو ایک امیر ہماری قوم کا رہے ایک امیر تمہاری قوم کا دونوں مل کر حکومت کریں یہ خبر سن کر ابوبکر اور عمر اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم وہاں پہنچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بات کرنا چاہی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا خاموش رہو عمر کہا کرتے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باتیں شروع کیں تو نہایت ہی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ انہوں نے (انصار سے) یہ کہا امیر تو ہم ہی (یعنی قریش کے لوگ) رہیں گے تم لوگ وزیر اور مشیر ہو سکتے ہو حباب بن منذر کہنے لگے ہرگز نہیں اللہ کی قسم یہ نہیں ہوسکتا ایک امیر ہم میں رہے گا ایک امیر تم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا ہم امیر رہیں گے تم وزیر رہو گے، وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو ایسا کرو تم کو اختیار ہے یا تو عمر سے بیعت کرلو یا ابوعبیدہ بن جراح سے، عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر یہ کہا تمہارے ہوتے ہوئے ہم تمہاری ہی بیعت کریں گے تم ہمارے سردار اور ہم میں سب سے افضل ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ ہم سب سے زیادہ محبت تھی خیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان سے بیعت کی۔

فوائد:

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کے بوسہ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فوت شدہ کو بوسہ دیا جا سکتا ہے لیکن واویلا یا ماتم کرنے کی ممانعت ہے۔



جرم بھی عنایت بن گیا!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَنْصَارٍ بِعَرَقٍ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ۔ [1]

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا کیا وجہ کہنے لگا میں اپنی عورت سے دن کو رمضان میں ہمبستری کر بیٹھا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک گردن آزاد کر سکتا ہے؟ کہنے لگا نہیں فرمایا اچھا دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ کہنے لگا نہیں، فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ کہنے لگا نہیں راوی نے کہا اتنے میں ایک انصاری کھجور کا ایک ٹوکرہ لے کر آیا جس کو عرق کہتے ہیں آپ نے اس شخص سے فرمایا چل یہ لے جا اور فقیروں کو خیرات کر دے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کو ان پر خیرات کروں جو ہم سے بڑھ کر محتاج ہوں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا مدینہ کے دو کناروں میں کوئی گھر والے ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا اچھا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔



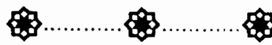
[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب اعان المعسر من الکفارۃ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قسم اٹھانا

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن انہوں نے فرمایا:۔

أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهٖ لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَّا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّي أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَّهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا ۔ [1]

سن لو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں گے وہ مفلس اور محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو جو بستی فتح ہوتی اس کو میں مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کر دیتا جیسے نبی ﷺ نے خیبر تقسیم کر دیا تھا لیکن میں یہ چاہتا ہوں ان مسلمانوں کے لیے کچھ خزانہ رہنے دوں جس کو وہ (ضرورت کے وقت) بانٹتے رہیں۔



محبت اہل بیت

نبی ﷺ کے اہل بیت سے محبت رکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے قسم اٹھا کے اہل بیت سے بغض رکھنے والے کو جہنمی قرار دیا ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ: ((والذی نفسی بیده، لا یبغضنا أهل البیت أحدٌ إلا أدخله اللہ النار))۔ [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

[2] السلسلة الاحادیث الصحیحة، رقم الحدیث: 2488

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''عقیدہ واسطیہ'' میں فرماتے ہیں اہل سنت والجماعت کو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے حقیقی محبت اور عقیدت ہے اور یہ ان کے متعلق اس وصیت کی پابندی کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر فرمائی تھی کہ

''اے لوگو! میں تمہیں اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔''

اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ قریشی لوگوں کی بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی کا ذکر کیا تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحِبُّوْکُمْ لِلّٰہِ وَلِقَرَابَتِیْ [1]

''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے لوگ اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور میری قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے تم سے سچی محبت نہ کریں۔''

مزید فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ إِسْمَاعِیْلَ علیہ السلام کِنَانَةَ، وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔ [2]

''اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا' کنانہ میں سے قریش کو' قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔'' [3]

گویا نبی ﷺ عرب کے بہترین خاندان میں اور سب سے بہتر انتخاب ہیں اس طرح آپ کا گھرانہ بھی منتخب گھرانہ ٹھہرا جس طرح نبی ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اسی طرح آپ کے گھر والوں سے محبت رکھنا بھی ایمان کا حصہ ہے اور آپ ﷺ نے دنیا سے جاتے ہوئے کتاب اللہ اور اہل بیت کی محبت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی وصیت فرمائی ان

---

[1] (صحیح) جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اهل بیت النبی ﷺ

[2] (صحیح) مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ

[3] شرح عقیدہ واسطیہ، ص 148، 152

میں سے کسی ایک کی محبت سے دل کا خالی ہو جانا درحقیقت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے مترادف ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی لئے مدحتِ اہل بیت میں درج ذیل اشعار محبت وعقیدت میں ڈوب کر کہے ہیں۔

يَـا أَهْـلَ بَيْـتِ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ حُبُّـكُـمْ
فَـرْضٌ مِّـنَ اللّٰـهِ فِـي الْقُـرْآنِ أَنْـزَلَـهُ
كَـفَـاكُـمْ مِـنْ عَـظِيْـمِ الْقَـدْرِ أَنَّـكُـمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَاصَلٰوةَ لَهُ

''اے نبی ﷺ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے تمہاری عظمت وشان کیلئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی قبول نہیں۔''

ایک موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے گھرانے سے ان الفاظ میں قسم اٹھا کے محبت کا اظہار کیا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ۔ [1]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رسول اللہ ﷺ کی قرابت تو مجھے اپنی قرابت سے بھی زیادہ محبوب ہے۔''



دنیا کی بے ثباتی

دنیا بے وفائی اور حسرت وفنا کا نام ہے، یہاں کسی کو بقا نہیں سب مسافر ہیں، دنیا کے پیچھے بھاگتے ہوئے آخرت کو نظر انداز کر دینا حماقت ہے، نبی ﷺ نے دنیا کی مثال ایک مردار سے دی ہے، حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[1] (صحيح) بخاری، كتاب المغازی، باب غزوة خيبر

كُنَّا مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِذِی الْحُلَیْفَةَ فَاِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَیِّتَةٍ شَائِلَةٍ بِرِجْلِهَا فَقَالَ: أَتَرَوْنَ هٰذِهٖ هَیِّنَةٌ عَلٰی صَاحِبِهَا فَوَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَلدُّنْیَا اَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰی صَاحِبِهَا وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْیَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰی كَافِرًا مِنْهَا قَطْرَةً اَبَدًا ۔ [1]

ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ذوالحلیفہ میں آپ نے دیکھا تو ایک بکری (مردہ) اپنا پاؤں اٹھائے پڑی تھی، آپ نے فرمایا: کیا تم دیکھ رہے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ حقیر ہے اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے بازو کے برابر بھی وزن رکھتی تو اللہ تعالیٰ اس میں سے ایک قطرہ پانی کا بھی کافر کو نہ پینے دیتے۔

''بلکہ اپنے مومن بندوں ہی کو اس سے فائدہ اٹھانے دیتے لیکن چونکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک پر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اس لیے کافروں اور مومنوں اور سب بندوں کے لیے وہ عام کر دی مگر آخرت مومنوں ہی کے لیے رکھی گئی ہے۔''



یاجوج ماجوج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ یَحْفِرُوْنَ كُلَّ یَوْمٍ حَتّٰی اِذَا كَادُوْا یَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ قَالَ الَّذِیْ عَلَیْهِمِ ارْجِعُوْا فَسَنَحْفِرُهٗ غَدًا فَیُعِیْدُهُ اللّٰهُ اَشَدَّ مَا كَانَ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ وَاَرَادَاللّٰهُ اَنْ یَبْعَثَهُمْ عَلَی النَّاسِ حَفَرُوْا حَتّٰی اِذَا كَادُوایَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ قَالَ الَّذِیْ عَلَیْهِمْ

[1] (صحيح) سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا

ارْجِعُوْا فَسَنَحْفِرُوْنَهٗ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاسْتَثْنَوْا فَیَعُوْدُوْنَ اِلَیْهِ وَهُوَ کَهَیْئَتِهٖ حِیْنَ تَرَکُوْهُ فَیَحْفِرُوْنَهٗ وَیَخْرُجُوْنَ عَلَی النَّاسِ فَیَنْشِفُوْنَ الْمَاءَ وَیَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِیْ حُصُوْنِهِمْ فَیَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ اِلَی السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ عَلَیْهَا الدَّمُ الَّذِی اجْفَظَّ فَیَقُوْلُوْنَ قَهَرْنَا اَهْلَ الْاَرْضِ وَعَلَوْنَا اَهْلَ السَّمَاءِ فَیَبْعَثُ اللّٰهُ نَغَفًا فِیْ اَقْفَائِهِمْ فَیَقْتُلُهُمْ بِهَا ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ دَوَابَّ الْاَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْکَرُ شَکَرًا مِنْ لُحُوْمِهِمْ ۔ [1]

بے شک یاجوج اور ماجوج ہر روز (دیوار کو) کھودتے ہیں اس میں سوراخ کرنا چاہتے ہیں اور جب قریب ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی ان کو دکھائی دے۔ (یعنی ایک پتلی تہہ دیوار کی رہ جاتی ہے) تو جو شخص ان کا سردار ہوتا ہے وہ کہتا ہے اب گھر چلو کل مزید کھودیں گے پھر اللہ تعالیٰ رات کو (وہ دیوار) ویسی ہی مضبوط کر دیتا ہے جیسی وہ تھی جب ان کے نکلنے کا وقت آئے گا اور اللہ یہ چاہے گا کہ ان کو لوگوں پر چھوڑ دے۔ تو وہ دیوار کو کھودیں گے جب قریب ہوگا کہ سورج کی روشنی دیکھیں اس وقت ان کا سردار کہے گا اب لوٹ چلو کل انشاء اللہ اس کو کھود ڈالیں گے، اس دن وہ لوٹ کر جائیں گے، تو وہ دیوار اسی حال پر رہے گی جیسے انہوں نے چھوڑا ہوگا، آخر وہ اس کو کھود کر نکل آئیں گے اور پانی سب پی کے ختم کر دیں گے اور لوگ ان سے بھاگ کر اپنے قلعوں میں چلے جائیں گے وہ اپنے تیر آسمان کی طرف ماریں گے تیر خون میں لپٹے ہوئے اوپر سے لوٹیں گے تو وہ کہیں گے ہم نے زمین والوں کو تو مغلوب کیا اور آسمان والوں پر بھی غالب ہوئے، پھر اللہ ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا وہ ان کو مار ڈالے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک زمینی جانور موٹے ہو جائیں گے اور ان کی چربی

[1] (صحیح) بن ماجه ، کتاب الفتن حدیث 4070

بڑھ جائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی حالت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر فقر و فاقہ میں کاٹی مدینہ کی ریاست کے فرماں روا ہونے کے باوجود بادشاہوں کے دستر خوانوں والا حال کبھی دیکھنے میں نہ آیا ساری عمر تنگ دستی اور بھوک میں گزار دی اور ناشکری کا لفظ، زبان پر آنا تو درکنار صبر و شکر کی وہ مثالیں قائم کیں، جو تاریخ کے چہرے کا حسن کہلائیں، ذیل کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی حالت بیان فرمائی، چنانچہ بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ مَا شَبِعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ الْحِنْطَۃِ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ۔ [1]

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن پے در پے گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت کر دیا۔

یعنی برابر تین دن تک کبھی گیہوں کی روٹی آپ کو نہیں ملی اس طرح کہ پیٹ بھر کر کھائی ہو، بلکہ ایک دن اگر کبھی گیہوں کی روٹی کھائی تو دوسرے دن جو کی ملی اور کبھی پیٹ بھر کر نہیں ملی اور ساری عمر تکلیف و فقر و فاقہ ہی میں کٹی۔

[1] (صحیح) سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمه باب خبز البر ☆ مسلم كتاب الزهد والرقائق رقم 5286

چار باتوں کا حکم!

بچہ ابھی رحم مادر میں ہوتا ہے تو اس کی عمر، رزق اور جنتی یا دوزخی ہونا لکھ دیا جاتا ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّهٗ يُجْمَعُ خَلْقُ اَحَدِكُمْ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَقُوْلُ اكْتُبْ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِیٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَايَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاَنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَايَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔ [1]

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سچ بولنے والے اور سچے تسلیم کئے گئے ہیں وہ نطفہ جس سے تمہارے ہر ایک کی پیدائش ہے، اسے اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رکھا جاتا ہے، پھر وہ خون کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے، پھر اسی طرح وہ گوشت کا ایک ٹکڑا بن جاتا ہے، تب اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جسے چار باتوں کا حکم ہوتا ہے، چنانچہ اللہ اسے فرماتے ہیں اس کا عمل اس کی مدت عمر اس کا رزق اور اس کا نیک بخت اور بد بخت ہونا لکھ لے، پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے ایک بندہ جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اور اس کا

---

[1] (صحیح) سنن ابن ماجه، كتاب الايمان باب فى القدر، رقم: 73، سنن ترمذى كتاب القدر عن رسول الله ﷺ باب ماجاء ان الاعمال بالخواتيم

لکھا ہوا پیش آ جاتا ہے، چنانچہ وہ کوئی دوزخیوں والا کام کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے، اسی طرح تم میں سے کوئی دوزخیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اس کا لکھا ہوا سامنے آ جاتا ہے وہ کوئی جنتیوں والا کام کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

فوائد:

بچہ ابھی رحم مادر میں ہوتا ہے کہ اس کا رزق وغیرہ لکھ دیا جاتا ہے، اب اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کمانے کے لیے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے کہ اس کا رزق تو لکھا ہوا ہے رزق لکھا ہونے کے باجود اسباب کے ساتھ مشروط ہے اور تقدیر میں ہی یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ بندہ اگر فلاں سبب اختیار کرے گا تو اسے رزق دے دیا جائے گا اگر سبب اختیار نہیں کرے گا تو رزق بھی نہیں ملے گا گویا تقدیر میں ایک حصہ تقدیر معلق کا بھی ہے جو اسباب سے متعلق ہے اسی طرح نیک بخت یا بد بخت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ رب تعالیٰ کسی آدمی کو زبردستی جنت یا جہنم میں داخل کر دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ذریعہ سے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ انسان اپنی پہلی سانس سے آخری سانس تک کیا کیا عمل کرے گا ان اعمال کے اعتبار سے اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔



کھجوروں والی سرزمین

مدینہ...... وہی کھجوروں والی سرزمین ہے جہاں نبی ﷺ ہجرت کر کے گئے، جس کی گھاٹیوں پر انصاری لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور جسے پہلے اسلامی ریاست بننے کا شرف ملا، ہر مسلمان کے دل میں مکہ اور مدینہ دیکھنے کی خواہش ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مدینہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا::

((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى، يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا تَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ: وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى

عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِلَفْظٍ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُوْ الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَايَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيْ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))۔ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو دوسری بستیوں پر حاوی ہو جائے گی۔ صحابہ نے کہا: وہ یثرب (مدینہ) ہے' جو لوگوں سے برائیوں کو اس طرح دور کرتی ہے' جس طرح دھونکنی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔“ ایک اور روایت میں ہے: ”لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی اپنے چچازاد یا کسی رشتہ دار کو یوں بلائے گا: (مدینہ کو چھوڑو اور) خوشحالی کی طرف آؤ' آسودگی کی طرف آؤ' حالانکہ مدینہ میں ٹھہرنا ان کے لئے بہتر ہوگا' کاش انھیں اس حقیقت کا علم ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کوئی آدمی مدینہ سے بے رغبتی کرتے ہوئے یہاں سے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہترین فرد کو لے آئے گا۔ آگاہ رہو! مدینہ تو دھونکنی ہے جو خبیث لوگوں کو نکال دیتا ہے۔ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک مدینہ اس طرح شرپسند لوگوں کی نفی نہیں کر دے گا جس طرح کہ بھٹی لوہے کی کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔“



[1] (صحیح) سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم الحدیث: ۲۷٤

روشن اسلام!

قرآن حکیم کواللہ تعالیٰ نے نور کہا ہے، قرآنی تعلیمات میں درحقیقت ایک ایسی روشنی ہے جو بلند تہذیب کی طرف راہنمائی کرتی ہے، اسلامی اقدار کو چھوڑ کر کوئی اور روشنی ڈھونڈنا روشن خیالی نہیں بلکہ تاریکی ہے، مغربی افکار میں روشن خیالی ڈھونڈنے والے فریب کھائے ہوئے لوگ ہیں، ان کی کیفیت یہ ہے کہ ؎

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے روشنی کے چراغ
اور اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

ذیل کی روایت پڑھیے نبی ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسی ملت پر چھوڑ کر جارہا ہوں جو انتہاءدرجہ کی روشن ہے، حضرت ابودرداء ﷺ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ فَقَالَ: ((الْفَقْرُ تَخَافُوْنَ؟ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهِ، لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا، حَتَّى لَايَزِيْغُ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيَ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ)) قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: صَدَقَ۔ وَاللّٰهِ۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَنَا وَاللّٰهِ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ۔ [1]

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم فقر کا ذکر کر کے اُس سے ڈر رہے تھے، آپ نے فرمایا: کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمھیں دنیا کی خوب فراوانی دی جائے گی۔ یہاں تک کہ نہیں ٹیڑھا کرے گی تم میں سے کسی کے دل کو مگر یہی دنیا اور اللہ کی قسم میں نے تم کو ایسی ملت پر چھوڑا ہے جو انتہا درجہ کی روشن ہے۔ اس کے دن رات برابر ہیں،

---

[1] (حسن) سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم الحدیث: ٦٨٨ ☆ سنن ابن ماجہ، باب اتباع سنة رسول اللہ ﷺ ١:٧ ☆ جامع الاحادیث ١:٣٨ ☆ مسند الصحابہ فی الکتب التسعة ٣٨: ١٤٨

ابودرداء نے کہا، اللہ کی قسم، رسول اللہ نے سچ بولا، آپ نے ہمیں انتہا درجہ روشن ملت پر چھوڑا جس کے دن رات برابر ہیں۔

فوائد:

دین اسلام فی الحقیقت ایسا روشن دین ہے جس کی راتیں بھی دن کی مثل روشن ہیں، اس پر عمل کرنے والا کبھی گمراہی کی تاریکیوں کا شکار نہیں ہوسکتا، موجودہ دور میں مغرب جسے روشن خیالی کہتا ہے وہ تو تاریک راستوں کی سیاہی ہے اگر مادر پدر آزاد ہونا مختصر سے مختصر لباس پہننا اور شہوانی معاملات میں جانوروں سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ جانا ہی روشن خیالی ہے تو عرب کے جاہل بدو بھی روشن خیال تھے جو بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے اور سرعام عشق مزاجی کی باتیں کیا کرتے تھے، اسلام نے جس تاریکی کو ختم کیا، مغرب نے اس تاریکی کا نام روشن خیالی رکھ دیا۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد



اللہ کی قسم مجھے تم سے محبت ہے!

انصار، مدینہ کے باشندے تھے، جنھوں نے نبی ﷺ سے محبت کی تو محبت کے تقاضوں کو پورا کیا اور وفا کی تصویر بن گئے، یہی وجہ تھی کہ نبی ﷺ کو بھی انصار سے حد درجہ محبت تھی۔ ذیل کی روایت اس کی روشن دلیل ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ خَرَجَ يَوْمًا عَاصِبًا رَأْسَهُ فَتَلَقَّاهُ ذَرَارِيُّ الْأَنْصَارِ وَخَدَمُهُمْ، ذخرة الْأَنْصَارِ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأُحِبُّكُمْ)) (مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْأَنْصَارَ قَدْ قَضَوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي عَلَيْكُمْ، فَأَحْسِنُوا إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ))۔ [1]

[1] (حسن) سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم الحدیث: ۹۱۶☆ السنن الکبریٰ للنسائی 5: 87☆ موارد الظمآن 1: 570

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سر باندھ کر باہر تشریف لائے' انصاریوں کے بچے اور خدمتگار آپ کو ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین دفعہ فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''انصاریوں کی اچھائیاں قبول کر لو اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاؤ۔''



معذرتیں جو قبول ہوں گی!

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

أَرْبَعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْلُوْنَ بِحُجَّةٍ: رَجُلٌ أَصَمُّ لَا يَسْمَعُ، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ وَرَجُلٌ هَرِمٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْفِتْرَةِ فَأَمَّا الْأَصَمُّ فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئًا، وَأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُوْلُ: جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَعْقِلُ، وَأَمَّا الَّذِيْ مَاتَ عَلَى الْفِتْرَةِ فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ مَاآتَانِيْ رَسُوْلُكَ، فَيَأْخُذُ مَوَاثِيْقَهُمْ لَيُطِعْنَّهُ فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُوْلاً أَنِ ادْخُلُوا النَّارَ، قَالَ: فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ دَخَلُوْهَا لَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْدًا وَسَلَامًا۔ [2]

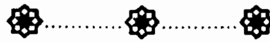
سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روزِ قیامت چار افراد اپنے دعوی پر دلیل پیش کریں گے: بہرا' مجنون' انتہائی عمر رسیدہ اور فترہ (یعنی دو انبیاء کے درمیان کے وقفے) میں مرنے والا۔ بہرہ کہے گا: اے میرے ربّ! اسلام تو پہنچا تھا' لیکن میں سنتا نہیں تھا۔ مجنون کہے گا: اسلام تو پہنچا تھا' لیکن بچے مجھے مینگنیاں مارتے تھے۔ عمر رسیدہ آدمی کہے گا: اسلام تو موصول ہوا تھا' لیکن میں سمجھتا نہیں تھا۔ فترہ میں مرنے والا کہے گا: اے میرے ربّ! میرے پاس تو تیرا رسول ہی نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالی ان سب سے عہد و پیمان لے گا کہ وہ ضرور ضرور اس کی اطاعت

---

[1] (حسن) سلسله احاديث صحيحه ، رقم الحديث : ١٤٣٤

[2] (حسن) سلسله احاديث صحيحه ،الجزء والصفحه ٥٧٦/٤، رقم الحديث ...

کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف اپنا قاصد بھیجے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔" پھر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی والی ہوگی۔"



دو خوبیاں!

خاموش رہنے سے بندے کے عیب چھپے رہتے ہیں اور وہ کئی قسم کی پریشانیوں سے بچا رہتا ہے زیادہ بولنے سے بعض دفعہ زبان کی کوتاہیاں وقار کو ختم کر دیتی ہیں، زیادہ بولنے والا زیادہ تنقید کا نشانہ بنتا ہے، نبی ﷺ نے کم بولنے والے خوش خلق آدمی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ [فِي الْمِيْزَانِ] مِنْ غَيْرِ هِمَا؟)) قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا)) [1]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ کو ملے آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا میں تیری دو خوبیوں پر راہنمائی نہ کروں، جو کرنے میں ہلکی اور ترازو میں بہت زیادہ بھاری ہیں، اُنہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے اوپر اچھا اخلاق اور زیادہ خاموش رہنا لازم کر لو، قسم ہے اُس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مخلوق کا کوئی دوسرا عمل ان دو چیزوں کے برابر نہیں۔

زبان ایک ایسی چیز ہے جو بندے کو تخت سے فرش پر گرا دیتی ہے اور اسی زبان کے استعمال سے بندہ فرش سے تخت نشین بھی ہو سکتا ہے۔ اسی زبان کی بدولت جھگڑنے اور ایک دوسرے کا گریبان پکڑنے والے باہم شیر و شکر ہو جاتے ہیں' تو دوسری طرف اسی زبان سے فتنہ و فساد اور لڑائی جھگڑوں کی وہ

[1] (حسن) سلسلہ احادیث صحیحہ ،الجزء والصفحہ ٤/٥٧٦، رقم الحدیث: ١٩٣٨

آگ بھڑکتی ہے' جو خرمنِ محبت کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا أَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا)) [1]

''جب انسان صبح کرتا ہے تو بدن کے تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں' ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا' اس لئے کہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے' اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھا رہیں گے' اگر تو کجی اختیار کرے گی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ زبان کے استعمال میں کس قدر احتیاط برتنی چاہئے اور اعضاء کی سلامتی بھی زبان کے استعمال میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے کہ جب جھگڑا ہوگا تو مار پیٹ جسم کو ہی برداشت کرنا پڑے گی' نہ کہ زبان کو اور ممکن ہے کہ زبان تک بھی چوٹ کا اثر جا پہنچے اور بعض دفعہ سارے جسم کو ہی موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے اور جنت اور جہنم کا فیصلہ بھی زبان کے استعمال پر موقوف ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے ایک لمبی روایت منقول ہے' فرماتے ہیں کہ:

''ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے' تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو کہ مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے مجھے دور کر دے' آپ نے فرمایا تو نے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے' لیکن یہ اس پر آسان ہے' جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسانی فرما دے۔ (یعنی عمل کی توفیق دے دے) چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوٰۃ دے' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر' اگر اس سفر کی طاقت رکھے' پھر فرمایا کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے (یعنی اس کے اثر کو دور کر دیتا ہے) جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے پچھلے پہر نماز پڑھنا' پھر آپ نے یہ آیت پڑھیں:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں۔''
یہاں تک کہ يَعْلَمُوْنَ تک پہنچ گئے۔

پھر فرمایا کیا میں تجھے دین کا سر اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتاؤں؟ میں

[1] (حسن) جامع ترمذی، ابواب الزهد باب ماجاء فی حفظ اللسان

نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (ضرور بتلایئے)' آپ نے فرمایا دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جس پر ان سب کا دارومدار ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا:

((کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِیْ النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ)) [1]

''اس (زبان) کو روک کے رکھ' میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا ہم زبان کے ذریعہ سے جو گفتگو کرتے ہیں اس پر بھی ہماری گرفت ہوگی' آپ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے' جہنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔''

غور فرمایئے! اس حدیث میں نبی ﷺ نے نیکی کے تمام کاموں کا دارومدار زبان کی حفاظت کو قرار دیا ہے یہاں تک کہ جنت اور جہنم کی راہیں بھی زبان ہی متعین کرتی ہیں۔

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ یَضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنُ لَہُ الْجَنَّۃَ)) [2]

''جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیانی چیز (زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔

حفاظت کا مطلب ہے کہ ان کا استعمال صرف جائز جگہوں پر کیا جائے اور ناجائز استعمال سے ان کی حفاظت کرے۔

بعض دفعہ بندے کے منہ سے ایک کلمہ ہی نکلتا ہے' جو اسے جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مَا یَتَبَیَّنُ فِیْھَا یَزِلُّ بِھَا اِلَی النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا

---

[1] (حسن) جامع ترمذی، کتاب الایمان باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب حفظ اللسان وقول النبی من کان یومن

بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) [1]

(نبی ﷺ نے فرمایا) ''بندہ ایک بات کرتا ہے' اس میں غور وفکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔''

انسان کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا کو نوٹ کرنے کیلئے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں۔ اچھی بھلی یا بری باتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی' سب اس میں درج ہو رہی ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیَانِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ○ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ○﴾ (سورۃ ق)

''جب دو فرشتے ضبط تحریر میں لانے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے (لکھتے رہتے) ہیں' وہ لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا کہ مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار رہتا ہے۔''

''ضروری نہیں کہ یہ فرشتے قلم اور دوات لے کر ہر بات قلم بند کر رہے ہوں' بلکہ اس کے اور بھی کئی طریقے ممکن ہیں جیسے آج کا انسان ویڈیو کیسٹ تیار کر چکا ہے' جس کے ذریعہ انسان کے اقوال و افعال' حرکات و سکنات' تصویر' لب و لہجہ غرض ہر چیز ایسی ریکارڈ ہوتی ہے' کہ اصل اور نقل میں ذرہ بھر فرق نہیں رہتا۔ اور اللہ کے فرشتوں کے وسائل تو انسان کے وسائل سے بہت زیادہ ہیں۔ عین ممکن ہے کہ انسان کے اپنے بدن پر اس کے اعضاء پر قرب و جوار کے مقامات پر اور فضا کے ذرات پر انسان کا ریکارڈ ضبط ہو رہا ہو۔ جسے کسی بھی وقت متعلقہ انسان کو دکھایا جا سکتا ہو۔''

اسی بات کی وضاحت قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر یوں کی گئی ہے:

﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا○ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا○﴾

(الاسراء: 14,13)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب مذکورہ

''اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے' جسے ہم قیامت والے دن ایک کتاب کی صورت میں نکالیں گے اور وہ اس کتاب کو کھلی ہوئی دیکھے گا۔ (ہم کہیں گے) اپنا اعمال نامہ پڑھ لے' آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔''

اور انسان جب اپنی ایک ایک حرکت اور طور طریقہ کو اپنے سامنے پائے گا' تو انگشت بدنداں رہ جائے گا اور اس وقت ہلاکت کو آوازیں دے گا' سورۃ الکہف میں اس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے:

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (کھف:۴۹)

''اور اعمال نامہ (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جائے گا' تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اپنے اعمال نامہ کے مندرجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے' ہائے ہماری ہلاکت اس کتاب نے نہ تو کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے اور نہ ہی بڑی' سب کچھ ہی شمار کر لیا ہے اور جو کام وہ کرتے رہے' سب اس میں موجود پائیں گے اور آپ کا پروردگار کسی پر (ذرہ بھر بھی) ظلم نہیں کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ جیسی چاہے ڈائری لکھوا لے۔ اچھے اور برے راستے کی پہچان کے لیے اسے دماغ دیا اور اچھا اور برا راستہ بھی شریعت میں واضح کر دیا' اب کسی کو ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستے کی طرف زبردستی مائل کرنا یا برے راستے کی طرف دھکیل دینا' نہ اللہ کی ذمہ داری ہے اور نہ ہی انبیاء کو ایسا داروغہ بنایا گیا تھا۔ ایسے ہی حفاظت زبان کے لیے اعمال ناموں' کراماً کاتبین اور بے شمار احادیث کا اس بارے میں وارد ہونا' بندے کو سمجھانے کے لیے کافی ہے' لیکن زبان چونکہ بندے کے اپنے اختیار میں ہے' اس لئے زبردستی نہ اِس سے نیکی کا کلمہ کہلوایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی زبان کو باندھا جا سکتا ہے۔ اب انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دماغ اور دل سے سوچے اور پھر بولے' انسانی جسم میں دو ہی ایسی چیزیں ہیں کہ اگر ان کا استعمال صحیح کیا جائے' تو وہ پاکیزہ ترین چیزیں ہیں اور اگر ان کا برا استعمال کیا تو بدترین چیزیں ہیں۔ اس ضمن میں حکیم لقمان کا واقعہ

کس قدر بصیرت افروز ہے۔ منقول ہے کہ غلامی کے زمانہ میں ان کے مالک نے ایک دفعہ ایک بکری کی طرف اشارہ کر کے کہا ''جاؤ اسے ذبح کرو اور گوشت کا بہترین حصہ نکال لاؤ۔'' وہ گئے بکری کو ذبح کیا اور اس کی زبان اور دل لے جا کے مالک کے سامنے رکھ دیا' دو چار روز بعد اس نے دوسری بکری دی اور کہا ''اب گوشت کا بدترین حصہ نکال لاؤ۔'' انہوں نے بکری ذبح کی اور پھر وہی زبان و دل اس کے سامنے لے جا کر رکھ دیئے' مالک ان کا یہ فعل دیکھ کر نہایت متحیر ہوا اور کہا یہ کیا؟ میں نے گوشت کے بہترین حصے مانگے تب بھی تم دل اور زبان کو لائے اور بدترین حصے مانگے تو اب بھی تم وہی دونوں چیزیں لے آئے ہو' انہوں نے عرض کیا حضرت! میرے نزدیک تو ایسا ہی ہے' یہی دل و زبان اگر پاک ہوں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر یہ ناپاک ہوں تو ان سے بری بھی کوئی چیز نہیں۔''

ایک عربی مقولہ ہے ﴿لِسَانُ الْفَتٰی نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُوَادُہٗ﴾ ''آدمی کی زبان نصف ہے اور اس کا دل دوسرا نصف ہے۔'' ان دونوں پر ہی بندے کے اخلاق و کردار کا دارومدار ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے دل کے انسانی اخلاق و کردار پر پڑنے والے اثرات کو یوں واضح فرمایا:

((أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))

''خبردار اور جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم ہی بگڑ جاتا ہے' یاد رکھو کہ وہ دل ہے۔''

جب دل میں روحانیت اور خوف الٰہی کی شمعیں جگمگا اٹھیں' تو اس کی نورانیت کا ظہور آدمی کی زبان سے بھی ہوتا ہے اور اگر دل میں شیطانیت اور درندگی در آئے تو اس کا اظہار بھی اس کی زبان اور سارے جسم سے ہوتا ہے۔

زبان سے بری بات نکالنے سے بہتر ہے کہ آدمی خاموش رہے' حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ)) [1]

''جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بندہ منہ سے بری بات نکالنے کی بجائے خاموش رہے' اس خاموشی میں ہی اس کی نجات ہے۔ جیسا کہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ صَمَتَ نَجَا﴾ [2] ''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

حفاظت زبان درحقیقت حفاظت اسلام ہے۔

نبی ﷺ نے مسلمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) [3]

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

ایک اور روایت میں ایسے بندے کو مسلمانوں میں سے افضل مسلمان قرار دیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

((اَیُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) [4]

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب حفظ اللسان وقول النبی ﷺ من کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر

[2] (صحیح) سلسلة احادیث الصحیحة 536 صحیح الترهیب والترغیب ج 3 صفحه 94

[3] صحیح بخاری، کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده

[4] صحیح بخاری، کتاب الایمان باب ایّ الاسلام افضل

''اے اللہ کے رسول (مسلمانوں میں) کون سے لوگوں کا اسلام افضل ہے' آپ نے فرمایا: جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

جب یہ برائیاں ہوں گی!

نبی ﷺ نے ذیل کی اخلاقی برائیوں کو قرب قیامت کی علامات قرار فرمایا، یعنی فحش گوئی، امانت میں خیانت کرنا، قطعی رحمی اور پڑوسیوں سے برا سلوک کرنا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخُوْنَ الْاَمِيْنُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ وَقَطِيْعَةُ الْاَرْحَامِ وَسُوْءُ الْجِوَارِ، اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ، نَفَخَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلَمْ تَغَيَّرْ، وَلَمْ تَنْقُصْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّخْلَةِ، اَكَلَتْ طَيِّبًا، وَوَضَعَتْ طَيِّبًا، وَوَقَعَتْ فَلَمْ تُكْسَر، وَلَمْ تَفْسُدْ)) [1]

''بیشک اللہ تعالیٰ گندے قول وفعل اور فحش گوئی سے نفرت کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم کے ہاتھ میں میری جان ہے' قیامت اس وقت برپا ہوگی جب امانتدار خیانت کرے گا' خائن کو امین سمجھا جائے گا اور بدگوئی' فحش گوئی' قطع رحمی اور پڑوسیوں سے برا سلوک کرنے جیسی قباحتیں منظرِ عام پر آجائیں گی۔ بیشک مومن کی مثال سونے کے اس ٹکڑے کی طرح ہے جس میں اس کا مالک پھونک تو مارتا ہے لیکن اس میں نہ تبدیلی آتی ہے اور نہ وہ کم ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مومن کی مثال کھجور کی مانند ہے۔''



[1] (حسن) سلسلہ احادیث صحیحہ ☆ المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب الایمان: 147/1

درندے انسانوں سے باتیں کرنے لگیں گے

قیامت کے قریب حیوانات و جمادات انسانوں سے گفتگو کرنے لگیں گے اس کے جوتے کا تسمہ اس سے باتیں کرے گا، یہاں تک کہ آدمی کی ران اسے گھر والوں کے متعلق باتیں بتائے گی اس کی وضاحت درج ذیل روایت میں ہے:

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَدَا الذِّئْبُ عَلَی شَاةٍ فَأَخَذَهَا فَطَلَبَهُ الرَّاعِی فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَأَقْعَی الذِّئْبُ عَلَی ذَنَبِهِ قَالَ أَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ؟ تَنْزِعُ مِنِّیْ رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَیَّ؟ فَقَالَ: یَا عَجَبِیْ! ذِئْبٌ مُقْعٍ عَلَی ذَنَبِهِ یُکَلِّمُنِیْ کَلَامَ الْإِنْسِ! فَقَالَ الذِّئْبُ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِیَثْرِبَ یُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ! قَالَ: فَأَقْبَلَ الرَّاعِی یَسُوْقُ غَنَمَهُ حَتَّی دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ فَزَوَاهَا إِلَی زَاوِیَةٍ مِنْ زَوَایَاهَا أَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِیَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لِلرَّاعِیِ: أَخْبِرْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صَدَقَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّی یُکَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ وَیُکَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَیُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ۔ [1]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کر کے اسے پکڑ لیا چرواہے نے اسے تلاش کر لیا اور بکری اس سے چھین لی، بھیڑیا اپنے پہلو کے بل بیٹھ گیا پھر کہنے لگا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ مجھ سے میرا رزق چھین رہے ہو، جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے؟ وہ آدمی کہنے لگا: ہائے تعجب ہے! بھیڑیا

[1] (صحیح) السلسلة الصحیحة (241/1) دلائل النبوه (41/6)

اپنے پہلو کے بل بیٹھا مجھ سے انسانوں کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب بات نہ بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں ہیں جو واقعات گزر چکے ہیں ان کی خبریں بتا رہے ہیں، وہ چرواہا اپنی بکریاں چراتا ہوا مدینے میں داخل ہو گیا پھر مدینے کے کسی گوشے میں چلا گیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں یہ بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو نماز کے لیے جمع ہونے کا اعلان کیا گیا، پھر آپ باہر نکلے اور چرواہے سے کہا: انہیں بھی بتاؤ، چرواہے نے لوگوں کو واقعہ بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے (جانور) انسانوں سے بات نہ کرنے لگیں اور آدمی سے اس کے کوڑے کی چھڑی اور جوتے کا تسمہ نہ بولنے لگ جائے اور اسے اس کی ران بتلائے کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا کیا ہے۔

مذکورہ روایت سے پتہ چلتا ہے حیوانات کا انسانوں سے ہم کلام ہونا عہدِ نبوی میں ثابت ہو چکا ہے۔ ذیل کی روایت بھی اس کی دلیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف رُخ انور کر کے ارشاد فرمایا: ''ایک آدمی (کھیتی باڑی کیلئے) گائے ہانک رہا تھا تو اچانک اس پر سوار ہو کر اسے مارنے لگا، گائے نے کہا کہ ہمیں اس (سواری) کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ہمیں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے'' اس پر لوگ تعجبانہ انداز میں سبحان اللہ پکارنے لگے کیا گائے گفتگو کرتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔'' [1]

اسی طرح شجر و حجر بھی قیامت کے قریب بولنے لگیں گے اس ضمن میں بخاری کی اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں:

[1] بخاری، کتاب احادیث الانبیاء (3471)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَهُوْدَ فَیَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰی یَخْتَبِئَ الْیَهُوْدِیُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ أَوِ الشَّجَرِ فَیَقُوْلُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ یَا مُسْلِمُ یَا عَبْدَاللّٰهِ! هٰذَا یَهُوْدِیٌّ خَلْفِیْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْیَهُوْدِ۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے اور انہیں قتل کریں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی درخت یا پتھر کی اوٹ لے گا تو وہ درخت اور پتھر پکار اٹھے گا، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہاں آ، یہودی میری اوٹ میں ہے اسے قتل کر ڈال، البتہ غرقد (کانٹے دار درخت کیکر جیسا) نامی درخت (نہیں بولے گا) کیونکہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔"



[1] بخاری، کتاب الجهاد، باب قتال الیهود، رقم 2925، مسلم: 2921، المعجم الکبیر 307/2

ضعیف روایات

کتبِ احادیث میں متعدد ایسی بھی روایات موجود ہیں جن میں والذی نفسی بیدہ کے ساتھ قسم کا بیان ہے لیکن سند کے اعتبار سے وہ روایات ضعیف ہیں، افادہ کی غرض سے ان میں سے چند روایات ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔

ناقص الخلقت بچہ

عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ مُّسْلِمَیْنِ یُتَوَفّٰی لَھُمَا ثَلَاثَۃٌ، إِلَّا أَدْخَلَھُمَا اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ إِیَّاھُمَا)) فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہ! أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: ((أَوِ اثْنَانِ)) قَالُوْا: أَوْ وَاحِدٌ؟ قَالَ: ((أَوْ وَاحِدٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنَّ السِّقْطِ لَیَجُرُّ أُمَّہٗ بِسَرَرِہٖ إِلَی الْجَنَّۃِ إِذَا احْتَسَبَتْہُ)) رَوَاہُ أَحْمَدُ، وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ مِنْ قَوْلِہٖ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ))۔ [1]

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راویت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان میاں بیوی کے تین بچے فوت ہوجائیں تو اللہ رب العزت اپنی بے پایاں رحمت سے ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! کیا (یہ حکم) دو بچوں کو (بھی) شامل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو کو بھی شامل ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، ایک بچے کے لیے بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بچے کے لیے بھی ہے۔ بعدازاں آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ناقص الخلقت بچہ اپنی والدہ کو اپنی ناف کے ساتھ جنت میں پہنچائے گا بشرطیکہ اس کی والدہ نے اس پر صبر کا دامن تھامے رکھا۔احمد اور ابن ماجہ نے اس قول ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں

[1] (ضعیف) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب مالا یدعیٰ علی المحدود الفصل الثانی

میری جان ہے“ تک ذکر کیا ہے۔

وضاحت : اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن عبید اللہ راوی ضعیف ہے۔ (مشکوٰۃ علامہ البانی جلد ا صفحہ ۵۴۹)

تم گدھے کی لاش کھاؤ!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ الْأَسْلَمِیُّ إِلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَشَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ أَنَّهٗ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا، أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، کُلَّ ذٰلِكَ یُعْرِضُ عَنْهُ، فَأَقْبَلَ فِی الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: ((أَنِکْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((حَتّٰی غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِیْ ذٰلِكَ مِنْهَا)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((کَمَا یَغِیْبُ الْمِرْوَدُ- فِی الْمُکْحَلَةِ وَالرِّشَاءُ- فِی الْبِئْرِ؟)) قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِیْ مَاالزِّنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، أَتَیْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَّایَأْتِی الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهٖ حَلَالًا۔ قَالَ: ((فَمَا تُرِیْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟)) قَالَ اُرِیْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِیْ، فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ نَبِیُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رَجُلَیْنِ مِنْ أَصْحَابِهٖ یَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: انْظُرْ إِلٰی هٰذَا الَّذِیْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰی رُجِمَ رَجْمَ الْکَلْبِ، فَسَکَتَ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰی مَرَّ بِجِیْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ- بِرِجْلِهٖ، فَقَالَ: ((اَیْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟)) فَقَالَا: نَحْنُ ذَانِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((انْزِلَا فَکُلَا مِنْ جِیْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ)) فَقَالَا: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! مَنْ یَّأْکُلُ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: ((فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِیْکُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَکْلٍ مِّنْهُ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، إِنَّهُ الْآنَ لَفِیْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فِیْهَا))...... [1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلمی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے

[1] (ضعیف) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت الفصل الثالث

بارے میں اس نے چار بار گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہر بار اس سے اعراض کیا، آپ ﷺ نے پانچویں بار اس سے دریافت کیا، کیا تو نے اس سے مجامعت کی ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! آپ ﷺ نے دریافت کیا، یہاں تک کہ تیرا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں چھپ گیا؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے دریافت کیا، جیسا کہ سرمچو سرمہ دانی میں چھپ جاتا ہے اور رسی کنویں میں چھپ جاتی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے دریافت کیا، تجھے زنا کا علم ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! میں نے عورت سے حرام طریقہ سے وہ کام کیا ہے جو خاوند اپنی بیوی سے حلال طریقے سے کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا، اس بات سے تیرا مقصد کیا ہے؟ اس نے واضح کیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ آپ ﷺ مجھے پاک کردیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا (اسے رجم کیا جائے) چنانچہ اسے رجم کیا گیا، اس پر نبی ﷺ نے سنا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا، اس شخص کے بارے میں غور کریں جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا لیکن اس کے نفس نے اسے نہ چھوڑا، یہاں تک کہ وہ یوں رجم ہوا جیسے کتا رجم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ ان دونوں کی گفتگو پر خاموش رہے، پھر آپ ﷺ ذرا چلے، آپ ایک مردہ گدھے کی لاش پر سے گزرے جس کا پاؤں کھڑا تھا، آپ ﷺ نے دریافت کیا، فلاں فلاں شخص کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم دونوں موجود ہیں! آپ نے حکم دیا، تم اتر کر اس گدھے کی لاش کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اسے کون کھا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی اپنے بھائی کی جو توہین تم نے کی ہے وہ اس کے کھانے سے بدتر ہے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بلاشبہ وہ شخص اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ (ابوداؤد)

وضاحت: اس حدیث کی سند میں عبدالرحمان بن صامت راوی مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال،

جلد۲،صفحہ۵۵۱،مشکوٰۃ البانی جلد۳صفحہ۱۰۷۷)



تمہارے دلوں کی سیاہی دوسروں پر

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :((لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ فِی الْمَعَاصِیْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ یَنْتَهُوْا، فَجَالَسُوْهُمْ فِیْ مَجَالِسِهِمْ، وَآكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، فَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ)) قَالَ:فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ:((لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰى تَاطِرُوْهُمْ اَطْرًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ، وَاَبُوْ دَاوُدَ وَفِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ:((كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى یَدَیِ الظَّالِمِ، وَلَتَاْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا، اَوْ لَیَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَیَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ))۔ [1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل جب نافرمانیوں میں مبتلا ہوگئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا، وہ باز نہ آئے تو علماء ان کی مجلسوں میں شریک ہوئے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بدعمل لوگوں کے دلوں کی سیاہی، دوسرے کے دلوں پر ڈال دی اور ان کو داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ملعون قرار دے دیا یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے تجاوز کر گئے تھے۔'' راوی نے بیان کیا (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک طرح سے بیٹھ گئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس سے پہلے) ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] (ضعیف) مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب، باب الامر بالمعروف الفصل الثانی

نے فرمایا: تم (عذاب سے نجات) نہیں پاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہاں تک کہ تم انہیں برائیوں سے روکو۔ (ترمذی، ابو داؤد) اور ابو داؤد کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! نیکی کی تلقین کرتے رہنا اور برائی سے روکے رکھنا اور ظالم کے ہاتھ کو پکڑنا اور اسے حق کی طرف موڑنا اور اسے حق پر جمائے رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے کچھ لوگوں کے دلوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ خلط ملط کر دے گا پھر وہ تمہیں بھی ملعون قرار دے گا جیسا کہ اس نے ان کو (یعنی یہود کو) ملعون قرار دیا۔

وضاحت: اس حدیث کی سند ضعیف اور منقطع ہے، ابو عبیدہ نے اپنے والد عبداللہ سے نہیں سنا (تنقیح الرواۃ جلد ۳ صفحہ ۳۶۵، مشکوٰۃ علامہ البانی جلد ۳ صفحہ ۱۴۲۵، ضعیف ابو داؤد صفحہ ۴۳۰)

فرض نماز سے بھی آسان

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ﴿یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ مَاطُوْلُ هٰذَا الْیَوْمِ؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَیُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى یَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَیْهِ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ یُصَلِّیْهَا فِی الدُّنْیَا)) رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِی الْكِتَابِ ((الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ)) [1]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اتنے لمبے دن میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ دن ایماندار شخص پر ہلکا پھلکا ہوگا، یہاں تک کہ اس پر فرض نماز (کے ادا کرنے) سے بھی آسان ہوگا، جسے وہ دنیا میں ادا کرتا تھا۔

[1] (ضعیف) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب صفة القیامة و الجنة و النار، باب الحساب و القصاص و المیزان الفصل الثانی

عباس رضی اللہ عنہ کی شکایت

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ بْنِ رَبِیْعَةَ، اَنَّ الْعَبَّاسَ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَہٗ، فَقَالَ: ((مَا اَغْضَبَكَ؟)) قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَالَنَا وَلِقُرَیْشٍ - اِذْ تَلَاقَوْا بَیْنَھُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْہٍ مُبَشَّرَۃٍ، وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَیْرِ ذٰلِكَ؟ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی احْمَرَّ وَجْھُہٗ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَیُّھَا النَّاسُ! مَنْ آذٰی عَمِّیْ فَقَدْ آذَانِیْ، فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی ((الْمَصَابِیْحِ)) عَنِ الْمُطَّلَبِ۔ [1]

عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے غصہ دلایا ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کے رسول! ہمیں قریش سے کیا وجۂ عداوت ہے یعنی (بنو ہاشم اور قریش) جب وہ آپس میں ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو خوش خوش چہروں کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہمارے ساتھ ملاقات کرتے ہیں تو بغیر خوشی کے ملتے ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے تم سے محبت نہ کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، اس لیے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے۔ (ترمذی) اور مصابیح کے نسخوں میں عبدالمطلب کی بجائے مطّلب سے روایت درج ہے۔

وضاحت: مصابیح کے نسخوں میں لفظ "عَنْ مُطَّلِب" سہواً لکھا گیا ہے جب کہ صحیح لفظ "عَنْ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ" ہے۔ اس راوی کا مکمل نام عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب

[1] (ضعیف) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الثانی

ہاشم ہاشمی ہے، انہوں نے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کی، پھر دمشق منتقل ہو گئے اور سن ۶۲ ہجری میں وفات پائی نیز اس حدیث کی سند ضعیف ہے (مرقات جلد ۵ صفحہ ۶۰۲، ضعیف ترمذی، صفحہ ۵۰۶)

قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِیِّ الْاَشْهَلِیِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ تَجْتَلِدُوْا بَاَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔ [1]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک نہ آئے گی یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کرو اپنی تلواروں سے لڑائی کرو اور تمہارے دنیاوی امور شریر لوگوں کے ہاتھ میں آ جائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل

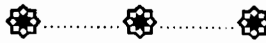
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِیْ هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰی إِذَا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ آمِيْنَ فَقَالَ النَّاسُ آمِيْنَ وَيَقُوْلُ كُلَّمَا سَجَدَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِی الْاِثْنَتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ إِنِّیْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ [2]

---

[1] (ضعیف) جامع ترمذی ازالبانی رحمہ اللہ، ابواب الفتن باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

[2] (ضعیف) سنن نسائی، کتاب الافتتاح باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت نعیم بن مجمر سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کررہا تھا پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تلاوت کی پھر سورہ فاتحہ کی تلاوت کی جس وقت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی۔ لوگوں نے بھی آمین کہی اور وہ جس وقت سجدہ میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب وہ دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر جس وقت سلام پھیرا تو فرمایا: اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم لوگوں سے زیادہ مشابہ ہوں نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔



جو سات بڑے گناہوں سے محفوظ رہا

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ أَنْبَأَنَا خَالِدٌ عَنِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صُهَيْبٌ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَمِنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ يَقُوْلَانِ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمًا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَكَبَّ فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبْكِيْ لَانَدْرِيْ عَلَى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فِيْ وَجْهِهِ الْبُشْرَى فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ ثُمَّ قَالَ مَامِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَقِيْلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ۔ [1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے،

[1] (ضعیف) سنن نسائی از الالبانی رحمہ اللہ، کتاب الزکوٰۃ، باب صوم یومین من الشھر

تین مرتبہ آپ ﷺ جھک گئے اور ہر ایک شخص ہمارے میں سے جھک کر رونے لگ گیا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور آپ ﷺ کے چہرہ پر خوشی تھی ہمیں یہ بات سرخ رنگ کے اونٹ سے زیادہ عمدہ معلوم ہوئی (واضح رہے کہ عرب میں لال رنگ کے اونٹ زیادہ قیمتی ہوتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ نکالے اور سات بڑے بڑے گناہوں سے محفوظ رہے تو اس کے واسطے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جا، سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔



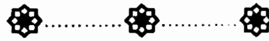
قیدی کو باندھ کر تیروں سے مارنا

عَنِ ابْنِ تَعْلٰی قَالَ غَزَوْ نَامَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ فَاُتِیَ بِاَرْبَعَةِ اَعْرَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوْا صَبْرًا قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ لَنَا غَيْرُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ بِالنَّبْلِ صَبْرًا فَبَلَغَ ذٰلِكَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰی عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ مَا صَبَرْتُهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَاَعْتَقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ۔[1]

عبید بن تعلی سے روایت ہے کہ ہم نے جہاد کیا عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ ان کے ساتھ چار کافر عجمی لائے گئے، دشمنوں میں سے انہوں نے حکم دیا وہ پکڑ کر مار ڈالے گئے ابوداؤد نے کہا سوائے سعید کے اور لوگوں نے یوں روایت کیا کہ تیروں سے مار ڈالے گئے جب یہ خبر ابوایوب انصاری کو پہنچی انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے اس طرح مارنے سے منع کیا، قسم اس ذات کی جس

[1] (ضعیف) سنن ابی داؤد از الالبانی رحمہ اللہ ، کتاب الجہاد، باب فی قتل الاسیر بالنبل

کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مرغی بھی ہوتو میں اس کو بھی اس طرح نہ ماروں یعنی صبر کے طور پر جب یہ خبر عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو پہنچی انہوں نے چار غلام آزاد کیے (یعنی کفارہ دیا اپنی خطا کا جوان سے نادانستہ ہوگئی تھی)۔



عمال کو سزا

حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ انَا اَبُو اِسْحَاقَ الْفَزَارِیُّ عَنِ الْجَرِیْرِیِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْ عُمَّالِیْ لِیَضْرِبُوْا اَبْشَارَکُمْ وَلَالِیَاخُذُوْا اَمْوَالَکُمْ فَمَنْ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَلْیَرْفَعْهُ اِلَیَّ اَقُصُّهٗ مِنْهُ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لَوْ اَنَّ رَجُلاً اَدَّبَ بَعْضَ رَعِیَّتِهٖ اَتَقُصُّهٗ مِنْهُ قَالَ اِیْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اَقُصُّهٗ وَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقَصَّ مِنْ نَفْسِهٖ۔ [1]

ابوصالح، ابواسحاق، جریری، ابونضیرہ، ابوفراس سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو فرمایا میں نے اپنے عاملوں کو اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ تمہارے جسموں کو ماریں یا تمہارے مال لے لیں، اگر کوئی ایسا کرے تو میرے پاس مرافعہ کرنا میں اس سے بدلہ لوں گا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی عامل اپنی رعیت کو کچھ سزا دے تو آپ اس کا بدلہ اس سے لے لیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تو بدلہ لوں گا (اگر اس نے بھی بے قصور خلافِ شرع کسی کو صدمہ پہنچایا ہو) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے قصاص دلایا اپنی ذات سے۔



[1] (ضعیف) سنن ابی داؤد للالبانی ،رقم الحدیث ٤٥٣٧، کتاب الدیات باب القود من الضربة وقص الامیر من نفسه

رشتہ داروں کے علاوہ صلہ رحمی کرنے والا

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيمَ، وَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ، وَرَحِمَ يُتْمَهُ وَضَعْفَهُ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلَى جَارِهِ بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللّٰهُ وَقَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُونَ إِلَى صِلَتِهِ وَيَصْرِفُهَا إِلَى غَيْرِهِمْ وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو عذاب نہ دے گا جو یتیم پر رحم کرے اور اس سے نرم بات کرے اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھائے اور اپنے پڑوسی پر فخر اور تکبر نہ کرے، ان نعمتوں کی وجہ سے جو اللہ نے اس کو دی ہیں اور ارشاد فرمایا: اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا، اللہ تعالیٰ اس آدمی سے صدقہ قبول نہیں کرتا جس کے قریبی رشتہ دار اس کی صلہ رحمی کے محتاج ہوں اور وہ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ اوروں کو دے دے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا (بھی) نہیں۔

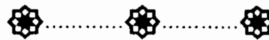
کلمات کا ثواب

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَالِسًا فِي الْحَلْقَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالْقَوْمِ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَلَمَّا

[1] (ضعيف) الترغيب والترهيب للالبانی وقال منكر جداً، رقم الحديث: ۷۷۰

جَلَسَ الرَّجُلُ قَالَ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُحْمَدَ وَيَنْبَغِي لَهُ: فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ قُلْتَ؟ فَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدِ ابْتَدَرَهَا عَشْرَةُ أَمْلَاكٍ كُلُّهُمْ حَرِيْصٌ عَلٰى أَنْ يَكْتُبَهَا فَمَا دَرَوْا كَيْفَ يَكْتُبُوْنَهَا حَتّٰى رَفَعُوْهَا إِلٰى ذِي الْعِزَّةِ، فَقَالَ: اُكْتُبُوْهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اس نے نبی کریم ﷺ کو اور لوگوں کو سلام کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر جو وہ آ کر بیٹھا تو اس نے یہ کہا: ﴿ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُحْمَدَ وَيَنْبَغِي لَهُ ﴾ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں بہت بہت اور اچھی سے اچھی جس میں زیادتی اور بڑھوتری ہی ہوتی رہے جیسے ہمارا رب اپنی تعریف پسند کرتا ہو اور جو تعریف اس کے شایان شان ہو) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے کیسے کہا؟ تو اس نے دوبارہ کلمات دہرائے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، دس فرشتے دوڑتے ہوئے آئے ہر ایک اس پر حریص تھا کہ وہ اس کا ثواب لکھے لیکن ان کو معلوم نہ ہو سکا کہ کیسے لکھیں، یہاں تک کہ اللہ کے دربار میں لے کر پہنچے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس کو ویسے ہی لکھ دو جیسے میرے بندے نے پڑھا۔



[1] (ضعیف) الترغیب والترہیب للالبانی، رقم الحدیث: ۹۹۷

ماخذومراجع

1 القرآن الحکیم

2 (السنن الکبریٰ)ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ (384-458ھ) مکتبہ دارالباز

3 (اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان) محمد فواد عبدالباقی۔ دارالنشر: دارالفکر بیروت

4 (الایمان) محمد بن اسحاق بن یحییٰ بن مندہ الناشر مؤسسة الرسالة بیروت

5 (المستدرك علی الصحیحین) محمد بن عبداللہ ابو عبداللّٰہ الحاکم نیسابوری دارالکتب العلمیة بیروت

6 (الاحکام الشرعیة الکبریٰ) ابومحمد عبدالحق الاشبیلی (510-581ھ) تحقیق ابوعبداللّٰہ حسین بن عکاشہ، الناشر مکتبة الرشید، سنة النشر 1422ھ سعودیہ الریاض

7 (المسند المستخرج علی صحیح المسلم) ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ الھرانی الاصبھانی، دارالنشر: دارالکتب العلمیة بیروت لبنان

8 (المعجم الاوسط) ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، الناشر: دارالحرمین القاھرہ

9 (الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر) جلال الدین عبدالرحمن

بن ابی بکر السیوطی دارالفکر بیروت لبنان

10 (المعجم الکبیر) سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم الطبرانی الناشر: مکتبة العلوم والحکم الموصل تحقیق حمدی بن عبدالمجید السلفی

11 (التحریر والتنویر المعروف بتفسیر ابن عاشور) محمد الطاهر بن محمد بن الطاهر بن عاشور (المتوفی 1393ھ) الناشر: مؤسسة التاریخ العربی بیروت، لبنان

12 (إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منارالسبیل) محمد ناصر الدین الالبانی الناشر: المکتب الاسلامی بیروت الطبعة الثانیه 1405ھ۔ 1985ء

13 (التمهید لما فی المؤطا من المعانی والأسانید) ابوعمر یوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر القرطبی (المتوفی 463ھ) الناشر مؤسسة القرطبه

14 (اتحاف الجماعة بما جاء فی الفتن والملاحم) حمود بن عبدالله التویجری (المتوفی 1413ھ) موقع الرسالة الاسلام

15 (الزهد) هناد بن السری الکوفی، الطبعة الاولیٰ 1406عدد الاجزاء 2، الناشر: دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت

16 (الاسماء والصفات، البیهقی) ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبدالله (384-458ھ) الناشر: مکتبة السوادی۔ جده

17 (الاستذکار الجامع المذاهب فقهاء الامصار) ابوعمر یوسف بن عبدالله بن عبدالبر القرطبی (المتوفی 463ھ) الناشر دارالکتب العلمیه بیروت

18 (الموسوعة الفقهیة الکویتیه) الطبعة الثانیه، دارالسلاسل الکویت

19 (الجامع لاحکام القرآن(تفسیر القرطبی) ابوعبدالله محمد بن احمد بن أبی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی، الناشر: دار عالم الکتب، الریاض المملکة العربیه السعودیه (الطبعة: 1423ھ/2003ء)

20 (اطراف المسند المعتلی بأطراف المسند الحنبلی) ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ) الناشر: دارابن کثیر، دارالکلم الطیب، دمشق بیروت، عدد المجلدات: 9

21 (اضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن) محمد الامین بن محمد المختار بن عبدالقادر الشنقیطی (المتوفی: 1393ھ) الناشر: دارالفکر للطباعة والنشروالتوزیع بیروت لبنان

22 (الاحاد والمثانی) احمد بن عمرو بن الضحاك ابوبکر الشیبانی الناشر: دارلرایة الریاض

23 (البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والاثار الواقعة فی الشرح الکبیر) ابن الملقن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری (المتوفی: 804ھ) الناشر: دارالهجرة للنشر والتوزیع الریاض۔ السعودیه

24 (اشراط الساعة) عبدالله بن سلیمان الفضیلی الناشر: وزارة الشئون الاسلامیه والاوقاف والدعوة والارشاد المملکة العربیة السعودیه

25 (المعجم الصغیر۔ الطبرانی) سلیمان بن احمد بن ایوب ابوالقاسم الطبرانی، الناشر: المکتب الاسلامی دار عمار بیروت لبنان الطبعة الاولیٰ 1405ھ ۔ 1985ء

26 (السیرة النبویة لابن هشام) عبدالملك بن هشام بن أیوب الحمیری المعافری، الناشر: دارالجبل بیروت سنة النشر: 1411

27 (السلسلة الضعیفه) محمد ناصر الدین الالبانی الناشر: مکتبة المعارف الریاض (عدد الاجزء : 11)

28 (السلسلة الصحیحة) محمد ناصر الدین الالبانی، ناشر: مکتبة المعارف الریاض (عدد الاجزاء 7)

29 (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث بن ابی امامة) المؤلف نورالدين الهيثمی الناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبويه۔ المدينة المنوره

30 (تاريخ بغداد) احمد بن علی ابوبكر الخطيب البغدادی الناشر: دارالكتب العلمية بيروت، عدد الاجزاء 14

31 (الترغيب والترهيب) عبدالعظيم بن عبدالقوی المنذری، الناشر: دارالكتب العلمية بيروت

32 (تفسير روح البيان) إسماعيل حقی بن مصطفیٰ الاستانبولی الحنفی، دارالنشر/ دارإحياء التراث مؤسسة الرساله بيروت

33 (تحفة الاشراف) بمعرفة الاطراف، جمال الدين ابوالحجاج يوسف بن عبدالرحمن (المتوفی 742ھ) المكتب الاسلامی والدارالقيمه

34 (جامع الاصول فی احاديث الرسول) مجدالدين ابوالسعادات المبارك محمد الجذری ابن الاثير المتوفی 606ھ، تحقيق عبدالقادر الارنؤوط، مكتبة الحلوانی مكتبه دارالبيان

35 (دلائل النبوه لابی نعيم الاصبهانی) ابونعيم احمد بن عبدالله بن احمد الاصبهانی المتوفی 430ھ دارالكتب العربی بيروت لبنان

36 (سنن ابی داؤد) سليمان بن اشعث سجستانی (المتوفی 275ھ) الناشر: دار إحياء التراث العربی، دارالكتب العلمية، المكتبة العصرية، بيروت

37 (سنن نسائی) احمد بن شعيب بن علی بن سنان بن بحر (المتوفی 303ھ) الناشر: دار إحياء التراث العربی، بيروت۔لبنان

38 (سنن ابن ماجه) ابوعبدالله محمد بن يزيد قزوينی (المتوفی 275ھ) الناشر: داراحياء التراث العربی بيروت (سنة النشر 1948م)

39 (سنن دارمی) عبدالله بن عبدالرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبدالصمد

(المتوفی 255ھ) رارالکتاب العربی۔ بیروت

40 (شرح معانی الاثار) احمد بن محمد بن سلامه بن عبدالملك بن سلمه ابوجعفر الطحاوی (المتوفی 321ھ) تحقیق محمد زهری النجار، دارالکتب العلمية بیروت

41 (شرح قصیده ابن القیم) احمد بن ابراهیم بن عیسیٰ، الناشر، المکتب الاسلامی بیروت الطبعة الثالثة 1406 عدد الاجزاء 2

42 (شرح سنن ابی داؤد للعینی) ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین الحنفی بدرالدین العینی (المتوفی 855ھ) مکتبة الرشد۔ الریاض

43 (صحیح ابن حبان) محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد (المتوفی354ھ) الناشر مؤسسة الرسالة بیروت

44 (صحیح و ضعیف الجامع الصغیر) بتحقیق محمد ناصرالدین الالبانی مرکز نور الاسلام لابحاث القرآن والسنة بالإسکندریه

45 (صحیح البخاری) ابوعبدالله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن مغیره (194۔ 256ھ) الناشر: دارالقلم بیروت، سنة النشر: 1987ء

46 (صحیح مسلم) مسلم بن الحجاج قشیری (المتوفی 261ھ) الناشر: دارإحیاء التراث العربی، سنة النشر 1972ء ۔ بیروت

47 (کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال) علاؤالدین علی بن حسام الدین المتقی الهندی/صفوة السقا الناشر مؤسسة الرسالة الطبعة الخامسة 1407ھ

48 (کتاب الفوائد "الغیلانیات") ابوبکر محمد بن عبدالله بن ابراهیم الشافعی، الناشر، دارابن الجوزی السعودیه۔ الریاض، سنة النشر: 1417ھ۔1997ء

49 (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث بن ابی امامه) المؤلف نورالدين الهيثمی الناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبويه۔ المدينة المنوره

50 (صفة الصفوة) ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد الناشر: دارالمعرفه بيروت الطبعة الثانيه (1399ھ۔ 1979ء)

51 (جامع ترمذی) ابو عیسیٰ محمد بن سوره بن موسیٰ بن الضحاك (المتوفی 297ھ) الناشر: داراحياء التراث العربی بيروت۔ لبنان

52 (مؤطا امام مالك) مالك بن انس بن مالك بن أبی عامر (المتوفی 179ھ) الناشر داراحياء التراث العربی۔ بيروت

53 (مسند احمد) احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد (المتوفی 241ھ) الناشر: دارالمعارف مصر

54 (مؤطا امام مالك رواية يحيیٰ الليشی) امام مالكؒ بن انس بن مالك بن ابی عامر اصبحی داراِحياء التراث العربی مصر

55 (مسند ابو عوانه) الامام أبی عوانه يعقوب بن اسحاق الاسفرائنی سنة الوفاة 316ھ الناشر: دارالمعرفه بيروت

56 (مسند ابی يعلی) احمد بن علی بن المثنی ابو يعلیٰ الموصلی التميمی الناشر: دارالمامون للتراث دمشق

57 (مصنف عبدالرزاق) ابوبكر عبدالرزاق بن همام الصنعانی الناشر: المكتب الاسلامی بيروت الطبعة الثانيه 1403ھ

58 (مسند الطيالسی) سليمان بن داؤد الفارسی البصری الطيالسی (المتوفی 204ھ) دارالمعرفة بيروت

59 (مشكاة المصابيح) محمد بن عبدالله الخطيب التبريزی، تحقيق محمد ناصرالدين الالبانی، الناشر: المكتب الاسلامی، بيروت الطبعة الثالثه۔

1585_1405

60 (مجمع الزوائد، الهیثمی) نورالدین علی بن أبی بکر الهیثمی الناشر: دارالفکر،بیروت

60 (فتح المجید شرح کتاب التوحید) عبدالله بن محمد الغنیمان

61 (معالم التنزیل (تفسیر البغوی) محیی السنه ابومحمد الحسین بن مسعود البغوی، الناشر دار طیبة للنشر والتوزیع (الطبعة الرابعه، 1417ھ۔ 1997ء)

62 (غرائب القرآن ورغائب الفرقان) نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین النیسابوری، دارالنشر دارالکتب العلمیه۔ بیروت/لبنان



طیبہ قرآن محل

مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007, 2629292, 0300-6628021